comp

حکیم نباتات

...یاد گومر



KRISHNA BOOK DEPOT

AMBALA CITY & JULLUNDUR.

سرگزشتِ موسیٰ ژورڈان حکیمِ نباتات

مستعلی شاہ مشہور جادوگر

فنِ تمثیل

اصطلاح میں تمثیل نگاری (ناٹک یا ڈرامہ نویسی) اُس فن کا نام ہے جس کے ذریعہ سے کسی عشقیہ، اخلاقی، سیاسی یا مذہبی حکایت یا واقعہ تاریخی سے تعلق رکھنے والے افراد کے کردار، طرزِ کلام، بود و باش، ماحول اور لباس وغیرہ کی ہوبہو نقل اتاری جاتی ہے۔ تمثیل نگار اپنے اس فرض کو نبھانے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے کہ اُس کے افراد کے کارناموں اور اُن پر گزرنے والے واقعات و حالات کو اصلی وضع قطع رنگ ڈھنگ اور خو بو میں پیش کیا جائے۔ گویا تمثیل کے لئے ضروری ہے۔ کہ اُسے ہر اعتبار سے حقیقت اور فطرت کیساتھ مکمل مطابقت ہو۔ جو اشخاص کسی تمثیل یا تقلید میں اداکاروں کی حیثیت سے شامل ہوتے ہیں اُن کو ممثل یا مقلد کہا جاتا ہے۔ اور افرادِ اہلِ مجالس سے بھی یہی مراد ہے۔

ارسطو نے کہا ہے کہ انسان فطری طور پر محاکات یعنی تمثیل (نقل، تشبیہ، مشابہت) یا تقلید پسند کرنے والا واقع ہوا ہے۔ اسی لئے جب بندر انسان کے افعال کی نقل کرتا ہے یا بچہ بڑوں کی نقل اتارتا ہے یا طوطا انسانی آوازوں کی پیروی کرتا ہے تو ہم سب کو

ایک گونہ لطف محسوس ہوتا ہے اور یہی لطف ہے جو ہمارے جذبات پر ایک گہرا اور رنگین سا نقش چھوڑ جاتا ہے۔ تاریخ کے آغاز ہی سے تمثیل کو اصلاح مجلسی، تفننِ طبع اور تفریح خاطر کی غرض سے ایک صنفِ لطیف کے طور پر اپنایا گیا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ بہت بہت قدیم زمانوں میں بھی تہواروں بیاہ شادیوں اور خوشی کی تقریبوں پر لوگ سوانگ بھرا کرتے تھے اور روپ بدل کر ناچتے، گاتے اور اپنی قومی روایتوں اور فسانوں کی نقل عوام کے سامنے اتارتے تھے۔

اگرچہ فنِ تمثیل کی ابتدا کہیں تاریخ کے اوراقِ پریشاں میں کھوئی ہوئی ہے۔ تاہم اس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ سب سے پہلے ہندوؤں ہی نے اسے اپنایا تھا۔ تہذیب تمدن کے ارتقا کے ساتھ ساتھ آریہ قوم نے اپنے قومی مذہبی جذبات کی حفاظت، عوام کے رسم و رواج، اخلاق و عادات اور بود و باش کی اصلاح، ادبی ملکی محبت کی ہمہ گیر اشاعت کے خیال سے ناٹک کو بھی ایک مذہبی ضرورت کے طور پر ترقی دینے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اگرچہ اُن لوگوں کے نزدیک ڈرامہ ایک مستقل فن کی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ پھر بھی وقت کے ساتھ ساتھ قوموں کا زاویۂ نگاہ بدلتا گیا اور آخرکار آریہ قوم کی کوششیں تمثیل کی ترقی کے دید سے مشکور ہو کر ہی رہیں اور یہ ترقی فنی اعتبار سے آہستہ آہستہ کامل اور جامع ہوتی گئی۔

ادبیاتِ یورپ میں ڈراما شاعری اور افسانہ نویسی کا ایک اہم اور لطیف ترین حصہ رہا ہے بلکہ اسکی اہمیت اور لطافت روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ یورپ کی طرح جاپان نے بھی اس صدی میں فنِ تمثیل سے نہایت مفید سیاسی، تعلیمی، اصلاحی اور مذہبی کام لیے ہیں آج تہذیب و تمدن کی ترقی نے تمثیل نگاری کو ایک مستقل فن اور حیاتِ قومی کا ایک بہت ضروری جزو بنا دیا ہے۔ انگریزی ادب فنِ تمثیل سے بارھویں صدی عیسوی میں آشنا ہوا اور اس سے صرف اصلاح قومی اور تہذیبِ اخلاق مقصود تھی۔ ڈراموں کے افراد مقدس مقامات کے پجاری ہوا کرتے تھے۔ ان ڈراموں

کو MIRACLE PLAYS کہا جاتا تھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس سے بہت عرصہ پہلے لاطینی ادب میں یہ چیز موجود تھی اور پھر یونانی ادب میں تو اس سے بھی پیشتر تمثیل کو دخل حاصل تھا۔ MIRCLE PLAYS کا تعلق زیادہ تر انجیل مقدس کے واقعات سے ہوا کرتا تھا۔ اور یہی تعلق لاطینی ادب کے راستہ سے انگریزی ادب میں داخل ہو گیا۔ وقت گزرتا گیا اور اہلِ قلم نے انجیل مقدس سے اخذ شدہ واقعات کے پہلو بہ پہلو طبع زاد واقعات کو بھی ڈراموں کے رنگ میں پیش کرنا شروع کر دیا۔ ان ڈراموں کا نام MORALITY PLAYS رکھا گیا۔ اس کے بعد وہ دور آیا جب کہ ڈرامے کو ایک اہم اور خاص فن قرار دے کر اسے دو نمایاں ترین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ایک تو وہ قسم تھی جس میں واقعات کے انجام کی بنا خوشی اور مسرت پر رکھی جاتی۔ اس کو COMEDY یعنی تمثیل بہجت کا نام دیا گیا۔ اور دوسری قسم وہ تھی جس میں واقعات کے انجام کی بنا غمی اور حسرت پر رکھی جاتی یہ قسم TRAGEDY یعنی تمثیلِ مصائب کہلائی۔ کامیڈی ہماری زندگی کو قابلِ برداشت بلکہ خوشگوار بنانے میں امداد دیتا ہے اور ٹریجیڈی ارسطو کے قول کے مطابق تہذیبِ اخلاق و جذبات کو اپنا سب سے بڑا مقصد گردانتی ہے۔

یوں تو شیکسپیر سے پہلے بھی اہلِ فن نے انگریزی ادب کو ڈرامے کی نئی طرز سے روشناس کرانے کی غرض سے اکثر بار قلم اٹھایا تھا۔ لیکن انگریزی ڈرامہ نگاری میں جدید انداز کی پرشور روح پھونکنے کا سہرا اسی صاحب طرز کے سر پر ہے

تمثیلِ انفرادی و مجلسی

اس حقیقت کو روشن کرنے کے لئے دلائل کی چنداں ضرورت نہیں کہ اقوام مختلفہ کی تاریخِ ارتقا میں دونوں قسم کی تمثیلوں کا وجود ساتھ ساتھ آیا ہے۔ پہلی قسم کا نام ہے "تمثیل بالفرادی"۔ اس میں صرف ایک ہی شخص کسی خاص واقعہ یا حکایت کو نثر میں یا نظم میں یا ملی جلی نثر اور نظم میں نقل کرتا ہے۔ مثلاً ہندوستان میں مراسی، بھانڈ

مرثیہ خواں اور میر وارث شاہ وغیرہ پیش کرنے والے اور ایران میں روضہ خواں وغیرہ
اس فن کے استاد ہیں۔ اس فن میں مہارت رکھنے والا شخص نقل کا حق کچھ اس طرح سے
ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے گویا کہ اصلی ماجرے کو وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور کہ
اصلی واقعہ کے افراد کی روح اسکے بدن میں حلول کر گئی ہے یعنی دیکھنے سننے والوں کو ایسا معلوم
ہونے لگتا ہے کہ متعلقہ جگ بیتی نہیں بلکہ آپ بیتی سنا رہا ہے شمس العلما مولینا آزاد فرماتے ہیں

"ایران کے بازاروں میں اور اکثر قہوہ خانوں میں ایک شخص نظر آئے گا۔ کہ سر و قد کھڑا
داستان کہہ رہا ہے اور لوگوں کا انبوہ اپنے ذوق شوق میں مست اسے گھیرے ہوئے
ہے۔ وہ ہر مطلب کو نہایت فصاحت کے ساتھ نظم و نثر سے مرصع کرتا ہے۔
اور صورت ماجرا کو اس تاثیر سے ادا کرتا ہے کہ سماں باندھ دیتا ہے کبھی کبھی ہتھیار بھی
سجائے ہوتا ہے۔ جنگ کے معرکہ یا غصہ کے موقع پر شیر کی طرح بپھر کھڑا ہوتا ہے
خوشی کی جگہ اس طرح گاتا ہے کہ سننے والے وجد کرتے ہیں۔ غرضیکہ غیظ و غضب عیش و
طرب یا غم و الم کی تصویر فقط اپنے کلام ہی سے نہیں کھینچتا بلکہ خود اسکی تصویر بنجاتا ہے۔
اسے حقیقت میں بڑا صاحب کمال سمجھنا چاہیئے کیونکہ اکیلا آدمی ان مختلف کاموں کو
پورا پورا ادا کرتا ہے جو کہ THEATRE میں ایک جماعت کر سکتی ہے۔

سر جان میلکم صاحب نے اپنی کتاب "تاریخ ایران" میں اس طرح کے نقالوں
کی اہمیت قابلیت، قوت حفظ، ملکۂ سخنی۔ فصاحت اور بالخصوص ان کی نیچرل اداکاری
یعنی حقیقت کا مرقع پیش کرنے کی استعداد کو بہت سراہا ہے۔

دوسری قسم کی تمثیل "مجلسی" کہلاتی ہے۔ اس میں ایک سنگت یا جماعت حصہ
لیتی ہے اور کسی مذہبی، عشقیہ یا اخلاقی حکایت یا واقعہ تاریخی کی نقل اتارتی ہے۔
جیسے ہندوستان میں ہم بھگت باز۔ راس دھاریے۔ کمپنیاں اور نقال دیکھتے ہیں اسی
طرح ایران میں بھی لوطیوں اور مقلدوں کے دستے ہوا کرتے ہیں جنکو تماشاچی، عاشق
یا لوطی کا نام دیا جاتا ہے۔ اس جماعت کیساتھ بہت سے نقال ہوتے ہیں جو ناٹک کے

افراد کا سوانگ بھر کر ماضی کو حال بناتے یا خیالات کی دنیا کو اعمال و اقوال کے سانچے میں ڈھالتے ہیں۔ یہ لوگ گھریلو اور سادہ سازوں کیساتھ گاتے بھی ہیں۔ یہ جماعت عام طور پر خانہ بدوش ہوا کرتی ہے اور ایک جگہ جم کر تھیٹر قائم کرنے کی بجائے جگہ جگہ کا دورہ کرتی رہتی ہے۔ اس کے ہمراہ مداری، نٹ، بازیگر، بندر اور ریچھ کا تماشہ دکھانے والے بھی ہوتے ہیں اور تمثیل پیش کرنے کے دوران یا ان وقتوں میں جبکہ افراد مجالس روپ بدلنے کے لیے غائب رہتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے کرتب دکھاتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کا انتظار دلچسپی میں تبدیل ہو سکے۔ جانوروں کے کرتب دیکھنے سے سامعین و حاضرین کی توجہ اس طرف مبذول رہے۔ اور اکتانے نہ پائے۔

ایرانی تمثیل نگاری کی تاریخ

یقین کیساتھ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ایران میں اسلام سے پہلے تمثیل کا رواج تھا یا نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اسلام کے بعد مغرب کی تقلید ایرانی تمثیل کو لوریاں دیتا رہی ہے۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ اب تک بھی ایرانی تمثیل اپنے پاؤں پہ کھڑی نہیں ہو سکی۔ چنانچہ ان لوریوں کے بغیر اسکی پرورش اور تربیت فی الحال تو پروان چڑھتی نظر ہی نہیں آتی۔ ایران پر عرب اقتدار کا دیر تک یہ اثر رہا کہ لوگوں نے اپنی کوششوں کو صرف علوم عربیہ کی تحصیل و ترویج پر مرکوز رکھا۔ اب جبکہ عربی زبان ڈرامے سے محروم تھی لازمی امر تھا۔ کہ ایرانی تمثیل بھونڈے مکالموں، غیر فطری یا زائد از ضرورت اداکاری (ACTING) تک محدود رہتی۔ ایرانی ناٹک کی تاریخ میں واقعہ کربلا (شہادت حضرت امام حسین سنہ ۶۸۰ء) کی نقلوں کو نمایاں ترین مقام حاصل ہے۔ یہ نقلیں فنی اعتبار سے عام طور پر ناکام ہوا کرتیں اور محض چند ایک مرثیوں پر مشتمل ہوتیں۔ یہاں مناسب نظر آتا ہے کہ واقعہ کربلا کی تمثیل یعنی تعزیہ کی تاریخ پر ایک سرسری نگاہ ڈالی جائے

تعزیہ۔ سب سے پہلے آل بویہ کی سلطنت کے حاکم معز الدولہ احمد نے ۳۵۲ھ میں

سید الشہداء حضرت امام حسینؓ کا سوگ منانے کے بارے میں فرمان جاری کیا۔ اِس خاندان کے بادشاہوں کو ملوکِ دیالمہ بھی کہتے ہیں۔ ان میں سے سترہ آدمیوں نے کوئی تین سو سال تک سلطنت کی۔ تعزیہ کی رسم سنہ ۹۶۳ء سے لیکر سنہ ۱۰۵۵ء تک ادا کی جاتی رہی۔ جب کہ بغداد میں طغرل بادشاہ نے سلجوق خاندان کی حکومت قائم کرلی۔ اِس خاندان کے بعد صفوی حکومت کا عروج سنہ ۱۵۰۲ء سے شروع ہوا۔ اِس خاندان کے بادشاہ شیعہ مذہب رکھتے تھے۔ اِس لئے قدرتی طور پر شیعہ مذہب کو عروج نصیب ہونے لگا۔

شاہی درباروں میں مدح کے قصیدوں کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ ادھر عوام میں بھی شیعہ عقاید کا پرچار پورے زوروں پر کامیاب ہو رہا تھا۔ اِس لئے شاعروں نے بھی اپنے آپ کو وقتی ضروریات کے مطابق ڈھالنا شروع کردیا۔ آخر کار شاہ طہماسپ اول عباسِ اعظم کی کوششیں پھل لائیں اور کاشان کے مشہور شاعر ملا محتشم نے اپنا شہرۂ آفاق ترکیب بند لکھا۔ جو ہفت بند کاشی کے نام سے مقبولِ خواص و عوام ہے۔ یہ نظم حضرت امام حسینؓ کا مرثیہ ہے۔ جس کا مطلع ہے ؎

باز ایں چہ شورش است کہ در خلقِ عالم است! ۔ باز ایں چہ نوحہ و چہ عزا و چہ ماتم است!

سرکارِ صفویہ سے جب اِس مرثیہ کے لئے شاہانہ معاوضہ ملا تو اور شاعروں نے بھی محتشم کی پیروی میں غزل گوئی کو چھوڑ کر مرثیہ اہلِ بیت کے نظم کرنے کی طرف دھیان دیا یہاں تک کہ یہ چیز ایرانی زبان میں ایک عام صنفِ شاعری بن گئی۔ صفویہ خاندان کے آغازِ حکومت میں ملا حسین واعظ کاشفی نے واقعہ کربلا کے متعلق ایک کتاب بعنوان روضۃ الشہداء لکھی تھی۔ چونکہ عام طور پر عزا کی مجلسوں میں روضۃ الشہداء ہی سے واقعاتِ کربلا بیان کئے جاتے ہیں ان واقعات کے پڑھنے والوں کو "روضہ خوان" کا نام دیا گیا۔ صفویہ حکومت کا ستارہ سنہ ۱۷۳۶ء تک عروج پر رہا۔ اور اِس تمام عرصے میں عشرۂ محرم کے دس دن تک مجالسِ عزا قائم رکھنے کا رواج زور پکڑتا گیا۔ حتیٰ کہ حضرت امام حسین کے مصائب پر رونا رلانا، غمگین ہونا اور غمگین کرنا ایک ضروری فرض سمجھا جانے لگا۔ اور کربلا کے

دردناک واقعہ کو باقاعدہ طور پر ڈرامائی انداز میں سٹیج پر پیش کرنا باعثِ ثواب
خیال کیا جاتا تھا۔

صفویہ خاندان کے بعد قاچاریہ خاندان ایران پر حکمران ہوا۔ اس کے بادشاہ بھی شیعہ
تھے۔ وصال۔ وقار۔ قاآنی۔ صباحی۔ بیدل۔ مقبل ایسے صاحبانِ فن نے مرثیے کو خوب
ترقی دی۔ قاآنی کا ایک مطلع ملاحظہ ہو:

بارد چہ؟ خون کہ؟ دیدۂ چساں؟ روز و شب چہ!؟

از غم، کدام غم؟ غمِ سلطانِ کربلا!!!

اسوقت مرثیے منظوم ڈراموں کی حیثیت میں لکھے جانے لگے اور واقعۂ
کربلا کی تمثیل ماہِ محرم کی پہلی دس راتوں کی مجالسِ عزا میں پیش کی جانے لگی۔ کھیل
شروع ہونے کا اعلان ایک توپ داغنے سے کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے سقوں
کی ایک جماعت آتی ہے۔ یہ لوگ پانی کی مشکیں اٹھائے ہوئے کرتب دکھاتے ہیں
اور بیادِ لب تشنۂ کربلا کے سے نعرے لگا کر حاضرین کو ہائے حسینؑ، وائے حسینؑ
کا دردآفرین ہاؤ ہو بلند کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں گویا افرادِ تعزیہ کے مصطبہ (STAGE)
پر آنے سے پہلے قیامت کا پورا سماں بندھ جاتا ہے۔ پیغمبرانِ خدا اور مستورات کے
مثل نقاب پہنے ہوتے ہیں۔ لڑکوں اور مستورات کا پارٹ اکثر ایسے معصوم
بچے ادا کرتے ہیں جو کہ اعلیٰ خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور تبرک اور یمن کے طور
پر سوانگ بھرتے ہیں۔ جو لوگ شمر و یزید وغیرہ کے روپ میں حصہ لیتے ہیں ان
پر حاضرین عملاً حد درجہ کی لعنت اور ملامت بھیجتے ہیں۔ چنانچہ تماشے میں یہ
سوانگ بھرنے کے لئے قیدیوں کو چنا جاتا ہے۔

چونکہ تماشے کے لئے ضروری پردے اور ان پردوں کے مناظر موجود نہیں ہوا
کرتے اس لئے اُستاد یعنی مدیرِ مصطبہ (STAGE DIRECTOR) تختوں کو ایک طرف ہٹا کر
روپ بدلنے میں مدد دیتا ہے۔ اداکار جہاں کہیں اپنا پارٹ بھول جاتا ہے تو کاغذ سے

دیکھ کر حافظہ تازہ کرلیتا ہے۔ حاضرین کی عقیدت اس فنی نقص کی قطعاً پروا نہیں کرتی۔ اُستاد کے پاس تمام مقلدوں کے پارٹ کا مکمل نسخہ (PROMPT BOOK) موجود ہوتا ہے کبھی کبھی وہ بھی انہیں لقمہ (PROMPT) دیتا رہتا ہے۔

ایران میں مجالسِ تعزیہ تمثیلِ مصائب (TRAGEDY) کی سب سے زیادہ عام اور دردناک ترین قائم مقام رہی ہیں۔ اور اب تک بھی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں روضہ خوانوں کی مصنوعی اور مالی اغراض پر مبنی اداکاری کو پسند نہیں کیا جاتا رہا کبھی شعرائے کرام نے ان نام نہاد اہلِ فن کی خوب دل کھول کر ہجو لکھی ہے اور پھر حاجی بابا اصفہانی کا ایک فقرہ سنیے لگا :۔ "خواستم روضہ خوان تعزیہ گرداں شوم، دیدم ہیچ کدام بے حیائی بیشتر لازم است"

مذکورہ بالا تمام تردد آمیز عناصر کے باوجود مجالسِ تعزیہ میں کام کرنے والے اکثر افراد تمثیلی معیار پر پورے نہ اُتر سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان مجلسوں کی تحریک کا انحصار صرف مذہبی جذبات پر تھا۔ اور انہیں فن کے طور پر نہیں نبھایا جاتا تھا۔ تاہم اس حقیقت کا ہر شخص کو اعتراف ہے کہ دلی غم کی پاکیزہ حقیقت حاضرین کو زار زار رلانے میں کامیاب ترین اثرات دکھاتی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ ایران نے محرم سے تعلق رکھنے والی ان تمثیلوں کے ادا کرنے میں بھی مغربی فن کو ہر وقت پیشِ نظر رکھا ہے۔ مگر خیالات، جذبات اور اسلوبِ ادا کو تکلفات سے آزاد نہیں کیا گیا۔

ایرانِ جدید اور تمثیل نگاری

ایرانی تمثیل نگاری کی تاریخ کے اس پس منظر کے پیشِ نظر یہ جاننا خالی از دلچسپی ہوگا۔ کہ سب سے پہلا فارسی ڈرامہ جو بمقام طہران ۱۸۳۶ء میں سٹیج کیا گیا تھا۔ دراصل ایک روسی ڈرامے کی تقلید ہی کا تجربہ تھا۔ اس کا نام "انجام زن" تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ کسی بھی اہلِ قلم یا مجلس نے اس سے متاثر ہو کر ایرانی تمثیل کی اصلاح اور ترقی کے لئے

کوئی خاص قدم نہ اٹھایا۔ فتح علی شاہ قاچار شہنشاہ ایران (۱۷۹۷ء تا ۱۸۳۴ء) کے عہد حکومت میں ایران اور روس کے مابین جب دوسرا معاہدہ ہوا۔ تو اس کی رو سے اکثر ایرانی علاقوں کے علاوہ قفقاز (CAU-CASUS) اور اس کے ساتھ کا رقبہ بھی روسی اقتدار تلے آگیا۔ اس صوبے کا صدر مقام طفلس (TIFLIS) تھا۔ اس تمام علاقہ کے باشندے نہایت جنگجو اور مفسد تھے۔ ان کا ذریعۂ معاش تھا لوٹ مار۔ جو بھی روسی گورنر یہاں آتا تھا ان فتنہ وفساد کے دیوانوں کی اصلاح کے لئے کوشش کرتا۔ آخر کار ایم ورانسوف نے ۱۸۵۰ء میں دوسری اصلاحات کے ساتھ ساتھ طفلس میں لوگوں کی ضیافت طبع کی خاطر ایک تماشا خانہ بھی قائم کیا۔ جہاں مغربی زبانوں کے ڈرامے عوام کی دلچسپی اور توجہ کا مرکز بننے لگے۔ شہنشاہ ایران ناصر الدین شاہ قاچار (۱۸۴۸ء تا ۱۸۹۶ء) نے اپنے سفرنامہ میں ان تربیت یافتہ مقلدوں کے کام کی بہت تعریف کی ہے جو اس تماشا خانہ کی تمثیلوں میں حصہ لیتے۔ ایسے تو اب تک ایران میں ہمیشہ عید شب برات کیوقت معمولی قسم کے ناٹک دکھلانے لگے تھے۔ لیکن ایران کی موجودہ تمثیلات کا وجود تماشا خانہ طفلس کے اثر سے بہت حد تک وابستہ ہے۔

مرزا فتح علی آخوندزادہ

یہ شخص تاتاری نسل سے تھا۔ اس کے باپ دادا قراجہ داغ میں سکونت رکھتے تھے۔ روسی رعایا ہونے کے سبب مرزا فتح علی روسی فوج میں ملازم ہو گیا۔ اور کچھ عرصہ بعد کپتان (قاپودان) کے عظیم عہدے تک پہنچ گیا۔ اس نے طفلس میں رہائش اختیار کر لی۔ جیساکہ پہلے ذکر آیا ہے یہ شہر روسی حکومت کے اختیار میں آچکا تھا۔ اس لئے یہ مقام یورپ اور ایشیا کے درمیان ایک طرح سے مغربی اور مشرقی رسوم اور آداب کے خلط ملط ہونے کا ایک بہت بڑا میدان بن گیا تھا۔

مرزا فتح علی مغربی تہذیب و تمدن کا دلدادہ تھا۔ وہ اپنے وقت کے علوم وفنون میں

بھی خاص دسترس رکھتا تھا۔ اور اپنی قوم کی خامیوں کو دیکھ کر بہت کڑھا کرتا تھا۔ تماشہ خانۂ طفلس کی کامیابی اور فوائد نے اس کے دل پر اتنا گہرا اثر کیا کہ وہ اپنے ہم وطن بھائیوں کی ذہنیت کو تبدیل کرنے پر تل گیا۔ یہ ذہنیت کیا تھی؟ غیر ملکی رسوم و آداب سے نفرت۔ ایسے وقتوں میں مولیر (MOLIER) اور دوسرے فرانسیسی ڈرامانویسوں کا مطالعہ مرزا کے آڑے آیا۔ اس نے تماشاخانہ طفلس میں نقل کئے جانے کی امید پر ایک تاریخی حکایت اور چھ تمثیلیں لکھیں۔ انکی زبان آذری ترکی تھی جس میں فارسی اور ترکی باہم ملی جلی ہیں۔ یہ ہیں وہ شاہکار:-

۱۔ ملا ابراہیم خلیل کیمیاگر (۱۸۵۰ء)
۲۔ موسیو ژوردہاں، حکیم نباتات (۱۸۵۰ء)
۳۔ خرس قلدر باساں یعنی دزد افگن (۱۸۵۱ء)
۴۔ وزیر خان سراب یعنی لنکران (۱۸۵۲ء)
۵۔ مرد خسیس (۱۸۵۲ء)
۶۔ وکلائے مرافعہ (۱۸۵۵ء)
۷۔ قصۂ یوسف شاہ سراج (۱۸۵۶ء)

ان تمثیلوں کے لکھتے وقت مرزا نے تمثیل مصائب (TRAGEDY) اور تمثیل بہجت (COMEDY) کے اصلی مقصد کو ہر وقت سامنے رکھا ہے۔ خود انکی اپنی لکھی ہوئی تمہید کا لب لباب ملاحظہ ہو: "انسان کی طبیعت میں دو خاصیتیں رکھی گئی ہیں۔ ایک ہے غم کی۔ اور دوسری ہے خوشی کی۔ اگر انسانی مصیبت یا خوشی حقیقت اور امور واقعہ کے عین مطابق بیان کیجائے تو سننے والے پر اثر کئے بغیر نہیں رہیگی۔ اس قسم کی نقل لکھنے والے کے بارے میں کہا جائے گا کہ اسے انسان کی مختلف طبیعتوں کا پورا پورا علم ہے۔ اور اس کی نقل کو فطری طور پر ادا کرنے والا کامل سخن گو کہلائے گا۔

نقل مصیبت یا خوشی کا فائدہ یہ ہے کہ لوگوں کے اخلاق و خواص کو اس طرح سے

بیان کیا جائے کہ سننے والے خوبیاں اختیار کرنے پر آمادہ ہو جائیں اور برائیاں ترک کر دیں۔ مغرب کے دقیقہ شناس اہلِ قلم نے اِس عمل کے فائدوں کو اچھی طرح سے سمجھ لیا ہے اِس لیے ایک عرصہ سے انہوں نے اِس کا خاص اہتمام کیا ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں تھیٹر ہال بنائے جائیں جن میں کبھی مصیبت اور کبھی خوشی کو نقلوں کے ذریعہ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے جلال الدین مرزا پسر فتح علی شاہ قاچار نے "نامۂ خسرواں" کے نام سے ایران کی تاریخ لکھی تھی اور اِس کی کئی جلدیں اپنے احباب کو بھیجی تھیں۔ چنانچہ ایک جلد مرزا فتح علی اخوندزادہ کو بھی ارسال کی جس نے اِس کے عوض اپنی تمثیلات کی ایک جلد شہزادے کی خدمت میں روانہ کی۔ اِس کے سرورق پر یہ لکھ دیا تھا کہ اگر ان تمثیلوں کا ترجمہ فارسی میں بھی ہو جائے تو دلچسپی اور فوائد کا موجب ہوگا۔ لیکن ایک عرصے تک کسی اہلِ فن کو اس ادبی خدمت کی طرف دھیان دینے کا موقع نصیب نہ ہو سکا ناصر الدین شاہ قاچار نے ۱۸۷۳ء میں یورپ کے سفر سے واپس آنے پر نہایت شستہ زبان اور دلچسپ پیرائے میں اپنی سیاحت کا حال قلمبند کیا۔ اِس سفرنامہ میں تصنع نام کو بھی نہیں تھا۔ ایرانی ادب کا کایا کلپ درحقیقت اِسی وقت سے نظر آنے لگتا ہے۔

مرزا جعفر قراجاداغی

مرزا جعفر کی پیدائش ۱۸۳۲ء میں قراجاداغ کے مقام پر ہوئی۔ مرزا فتح علی "قاپوداں" سے اِسے دُور کا رشتہ تھا۔ یہ شخص ایران کے مروجہ طریقۂ تعلیم کو سخت ناپسند کرتا تھا۔ اِس کا خیال تھا کہ مدرسوں میں پڑھائے جانے والے نصاب بالکل بیفائدہ ہیں۔ طلبا کے لئے معصومانہ دلچسپیوں کا سامان نہ ہونا بھی اِس کے لئے کچھ کم تکلیف دِہ نہیں تھا۔ اِسکی دلی خواہش یہ تھی کہ ایران کی مروجہ زبان کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام کیا جائے۔ اِسکی بیوی مر چکی تھی اور مرحومہ کی یادگار ایک اکلوتی بیٹی تھی۔ وہ اُسے نہایت

معقول اور ہر لحاظ سے مکمل تعلیم دینا چاہتا تھا۔ یہ تمام باتیں اسکی ادبی پریشانی کا موجب ہوئیں۔ اسی پریشانی کے عالم میں تمثیلات مرزا فتح علی آخوندزادہ کی وہ جلد اس کے ہاتھ لگ گئی جو کہ مصنف نے جلال الدین مرزا کو بھیجی تھی۔ پھر کیا تھا! مرزا جعفر نے ان تمثیلوں کو اسقدر پسند کیا کہ سرورق پر ظاہر کی گئی تمنا کے پورا کرنے کا تہیہ کرلیا سب سے پہلے اس نے ۱۸۷۲ء میں ملا ابراہیم خلیل کیمیاگر کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ ترجمے کی زبان وہی سادہ اور ڈھلی نکھری فارسی تھی۔ جسے عوام روزمرہ کی عام بول چال میں استعمال کرتے ہیں شہزادہ جلال الدین مرزا نے اس ترجمے کو بہت پسند کیا۔ اور مترجم کو پرزور تاکید کی کہ باقی تمثیلوں کو بھی اسی پرلطف انداز سے فارسی میں ڈھالا جائے اس تاکید پر عمل کرنے کے لئے مرزا جعفر نے سب سے پہلے موسی ژوردان، حکیم نباتات کا ترجمہ پورا کیا۔ لیکن اسی اثنا میں شہزادے کی وفات ہوگئی اور مرزا جعفر کو مالی مشکلات نے آگھیرا۔ اس کے باوجود مرزا نے اس عظیم ادبی خدمت کو ادھورا نہ چھوڑا۔ مرزا نے آخری عمر میں تنہائی کی زندگی اختیار کرلی اور ۱۸۹۶ء میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

مرزا جعفر اپنے تہیے کو پورا کرنے میں اسقدر کامیاب رہا کہ اس کا کام ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ یوں نظر آتا ہے کہ یہ چیز ٹھیٹھ فارسی میں براہ راست خود اسی کی تخلیق ہے مرزا کی کوششیں درحقیقت کافی حد تک ایک اہم ادبی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں آپ نے ترجمہ تمثیلات کے مقدمہ میں جس آرزو اور امید کا اظہار کیا تھا اور جسے قدرت نے آہستہ آہستہ پورا کردیا۔ اس کا جاننا موجب دلچسپی ہوگا۔

مجھے افسوس ہے کہ ڈرامانگاری کا فن جو اخلاق کو مہذب بنانے والا ہے، اب تک فارسی زبان میں داخل نہیں ہوا میرے ہم وطن اس کے فائدوں سے محروم ہیں اگر خدا نے چاہا تو اس گمنام کے قلم سے جو یہ ترجمے لکھے جاتے ہیں فارسی زبان میں یادگار رہیں گے چونکہ ان ترجموں کی اشاعت سے اہل ایران کی آنکھیں کھل جائینگی اور دوسرے ملکوں کو آسانی کے ساتھ فارسی زبان سے واقفیت ہوجائے گی۔ اس لئے میرے واسطے یہ

ترجمے فرزندِ ارجمند سے بھی بہتر اور دیرپا یادگار ہوں گے۔ فارسی زبان کی تعلیم حاصل کرنے
والوں کے لیے آج تک کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جو اس قدر سادہ اور ہر قسم کے حشو و
پیچ سے پاک ہو۔ باہر کے لوگوں کیلیے یہ تمثیلات فارسی کی دوسری تمام کتابوں کی بہ نسبت
مفید تر ثابت ہوں گی۔ ان کا مطالعہ رنج و غم کو دور کرنے میں ایک بہترین دوست اور غمخوار
کا کام دے گا"

ترجمہ و تالیف کا مقصد

مرزا جعفر فرماتے ہیں: "اس ترجمہ اور تالیف سے میرا مقصود صرف اس قدر ہے کہ
آسان عبارت میں ہنسانے والی باتوں کے ذریعے سے اخلاق کی درستی کیجائے جیسا کہ
یورپ کے تھیٹروں میں نقل کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اس سے انسان کی اچھی بری عادتیں
ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس حقیقت کو تمام دانا تسلیم کرتے ہیں کہ انسان کے عیوب و نقائص
جیسا کہ ان پر ہنسنے اور تمسخر سے دور ہوتے ہیں پند و نصیحت سے نہیں ہو سکتے۔ یہ طنز
و تمسخر انسانوں کو اس بات پر مجبور کر دیتا ہے کہ برائیاں چھوڑ کر خوبیاں پیدا کیجائیں
اسی لیے اس فن کا عام کرنا انسانوں کے لیے ضروری سمجھا گیا ہے۔ قوموں کی اصلاح
کرنے والے رہبر واقعات اور عادتوں کو ہو بہو مکالمہ کے طور پر لکھ کر یا لوگوں کے سامنے،
نثریہ انداز میں بیان کر کے یا ان کی نقل پیش کر کے اخلاقِ انسانی کی تہذیب کے لیے
کوشش کرتے ہیں۔

میں نے چند ڈراموں کا ترکی سے سادہ اور آسان فارسی میں ترجمہ کیا ہے جس کو ہر
شخص آسانی سے سمجھ سکے اور شوق سے پڑھے اور اخلاقی فوائد کے علاوہ ادبی فوائد
سے محروم نہ رہے۔ میری غرض اہلِ وطن کی خدمت ہے۔"

ان تمثیلات کا ردِ عمل

اسے قدرت کی ستم ظریفی کہیے یا ایران کی بدقسمتی کہہ لیجیے کہ ایرانی ملاؤں، فالگیر

نجومیوں اور حکام عدالت وغیرہ کے اقتدار نے ان تمثیلوں کا وہ اثر نہ ہونے دیا۔ جس کی کہ امید ہو سکتی تھی۔ بلکہ اس فن کیخلاف تنگ دلانہ پراپگنڈا سے بھی دریغ روا نہ رکھا گیا۔ یہ لوگ بھلا کیونکر برداشت کر سکتے تھے کہ ان کے مظالم عیش و عشرت آمریت DICTATOR-SHIP اور ریاکاری کے خاکے مضحکہ خیز رنگ میں اڑائے جائیں۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ ایرانی ذہنیت میں ایک خوشگوار تبدیلی آگئی۔ دوسرے ملکوں نے ان تمثیلات کا نہایت پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ کئی زبانوں میں ان کے ترجمے چھپے اور اکثر تعلیمی اداروں اور مجلسوں نے انھیں فارسی زبان کے نصاب میں داخل کر لیا۔

ایرانی ذہنیت کی یہ خوشگوار تبدیلی فن تمثیل کی اصلاح اور ترویج کا موجب بنی۔ بہت سے ڈراموں کا مغربی زبانوں سے فارسی میں ترجمہ ہونے لگا۔ اور کئی ایک طبعزاد ڈرامے بھی لکھے گئے۔ گرچہ اُنکی تعداد نسبتاً بہت کم تھی شیکسپئر کے ہنری چہارم کا ترجمہ نہایت مقبول ہے۔ فرانسیسی زبان کے مشہور ڈرامہ نگار مولیر کے اکثر شاہکاروں کا نظم میں ترجمہ کیا گیا۔ اس کی ایک بہترین تخلیق کا ترجمہ نثر میں طبیب اجباری کے نام سے بہت شہرت پا چکا ہے۔ قصہ ضحاک و فریدوں کا ترجمہ عربی زبان سے فارسی میں کیا گیا۔ ذوق سلیم رکھنے والی عورتوں نے بھی اس ادبی اصلاح میں حصہ لیا ہے۔ شہزادی تاج ماہ آفاق الدولہ کا ترکی زبان سے ترجمہ نامہ نادری فنی نقطۂ نگاہ سے بہت کامیاب ہے۔

۱۹۰۸ء میں تبریز کے پرچہ اتحاد نے شہزادہ ملکوم خاں کے لکھے ہوئے تین ڈرامے پاورق کے طور پر چھاپے۔ اسی سال طہران سے ایک پرچہ ہفتہ میں دوبار تیاتر کے نام سے شائع ہونے لگا۔ اس میں ایسے ڈرامے چھپتے جن میں ایران کے نظام ملوکیت پر پھبتیاں اڑائی جاتیں۔ ان ڈراموں کے بعد کی ایک تمثیل ہیجت جعفر خاں انفرنگ آمدہ کو بیحد پسند کیا گیا۔ ادھر ہندوستان میں نواب ہندی نے ایک کافی کامیاب

نامکھ کر ادب کی خدمت کی ہے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ ایرانی پریس، سٹیج اور ریڈیو اس
ان کو تھوڑے ہی عرصہ میں مغربی معیار تک اٹھا لے جانے میں کسی حد تک کامیاب
یں گے۔

تمثیلات ایرانِ جدید کی خصوصیات

فطری نقطۂ نظر سے ڈراموں کو حقیقت، مشاہدہ اور قیاس کے مطابق پیش
جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ کوئی شخص اپنے کسی عزیز کی موت کے وقت اس کے سرہانے
ھڑے گنگنانا شروع کر دے یا دو دشمن تلوار کی بجائے اشعار سے لڑائی شروع کر دیں۔
رت شناسی اور کیریکٹر کے اتحاد کو کسی وقت بھی فراموش نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں ہو
تا کہ ایک سنجیدہ شخص کے مُنہ سے ہر وقت کسی بھانڈ کے سے الفاظ سُنے جائیں
زا جعفر اس بارے میں دی گئی ہدایات کے ضمن میں خود فرماتے ہیں۔

" حیرانی کے موقع پر حیرانی کا، ڈر کے وقت ڈر کا، رونے کی جگہ پر رونے کا،
نے کے مقام پر ہنسنے کا، جلدی کے لیے جلدی کا اور آرام کے لیے آرام کا نقشہ پیش
جانا چاہیئے۔ وہ نہ ہو کہ بوڑھوں کی باتیں چونچلی ہوں اور کسی خاص قوم کے افراد کا تلفظ
ڑ کر ادا کیا جائے ......"

اور تمثیل کے اخلاق، لباس، عادات و اطوار، افعال لب لہجہ، جذبات اور
ی کردار کو ایک ہی معقول رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کہانی کے
عات کسی خاص مقصد، موضوع، مرکزی خیال، یا محوری نقطہ (PIVOT) کے گرد
ومتے رہتے ہیں۔ با مذاق اہلِ قلم حضرات سیاسی مذہبی اخلاقی یا مجلسی اصلاح کو
یل کا موضوع بنانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ طرزِ ادا میں غیر فطری اتفاقات کا سہارا
یں لیا جاتا۔ ڈرامائی عمل کی موافقت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ رفتارِ واقعات
(TEMPO) ہمیشہ اعتدال پر رہتی ہے۔

لوازمِ تماشا گاہ کو حقیقت کے مطابق پیش کیا جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ کسی مفلس کا

مکان امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ سے دکھایا جائے۔ یا جیل کے قیدی سانوں کے ساتھ موسیقی چھیڑنے لگیں۔ زبان میں تصنع کا دخل نہیں ہوتا۔ الفاظ وہی استعمال کیے جاتے ہیں۔ جو ہر روز کی عام بات چیت میں برتے جاتے ہیں۔

سرگزشت حکیم نباتات پر تنقیدی نگاہ

سرگزشت حکیم نباتات اس قسم کی تمثیل ہے۔ جس سے سیرت نگاری یعنی افراد متعلقہ کے اخلاق و عادات کا مرقع دکھایا جاتا ہے اور کسی اجتماعی یا سیاسی نظام کی کیفیت کا صحیح عکس پیش کر کے ایک مصلح قوم کے سے درد مندانہ جذبات کی ترجمانی کی جاتی ہے مصنف کسی کو اسی روپ میں بیان کرتا ہے جس میں کہ وہ خود اسے دیکھتا ہے۔ یا یہ سمجھتا ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے۔

دوسری تمثیلوں کی نسبت اور خاص کر سرگزشت وزیر خان لنکران کے مقابلہ میں سرگزشت حکیم نباتات کا پلاٹ کم دلچسپ ہے۔ اس کے لئے مرزا فتح علی اخوند زادہ ذمہ دار ہے۔ جہاں تک ترجمے کی خوبیوں کا تعلق ہے اس کا درجہ باقی ترجموں سے کسی صورت بھی کم نہیں۔ اگرچہ بازاری اور گنوارو محاورے کم ہیں تاہم زبان کی گھلاوٹ، عبارت کی سلاست اور اسلوب بیان کی سادگی نے اس حقیقت نگاری روانی اسلوب نگارش کو قائم رکھا ہے جو کہ مرزا جعفر کا خاص حصہ ہے۔ فقرے چھوٹے چھوٹے ہیں اور نگینوں کی طرح جڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پیچیدگی اور الجھاؤ سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھا گیا۔ مترجم نہ تو تشبیہوں کے پاس سے ہو کر گزرتا ہے۔ اور نہ ہی استعاروں کو پاس پھٹکنے دیتا ہے۔ تکلف اور تصنع سے اسے کوئی سروکار نہیں مبالغوں کا نام و نشان غائب ہے اور مشکل الفاظ نام کو بھی نظر نہیں آتے۔ بے محابا نگاری اور فطرت شناسی کا یہ عالم ہے کہ سیدھے سادے جملے دل میں اترتے جاتے ہیں۔ تمثیلات ایران جدید کی جن خصوصیات کا ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں ان

سب کے پیش نظر بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ تمثیل زیر بحث فنی لحاظ سے بہت حد تک ایک کامیاب تمثیل ہے۔ مرزا جعفر نے جدید فارسی زبان کو رسمی تکلفات کی آلائشوں سے یک قلم پاک کر کے فارسی ادب کی ایک بہت بڑی خدمت سر انجام دی ہے۔ زبان وہی عامیانہ استعمال کی گئی ہے جو طہران کے قرب و جوار میں بولی جاتی ہے جیتے جاگتے الفاظ اور محاورے برجستہ گفتگو اور اندازِ تکلم منجھی ہوئی نبض شناسی اور دقتِ نظری یہ سب خوبیاں ایران کے تمدن کی ایک منہ بولتی تصویر پیش کرتی ہیں لوگوں کے خیالات، خانگی معاملات، عورتوں کے پُر فریب ٹسوے اور نام نہاد عدالتوں کے اوچھے ہتھکنڈے سطر سطر سے جھلکتے اور ٹپکتے محسوس ہوتے ہیں ہم تمثیل کو پڑھ کر نہایت آسانی کے ساتھ ہی افراد کی حقیقت سے واقف ہو جاتے ہیں گویا مصنف نے سیرت نگاری اور عکس اندازی کی نظر افروز جھلکیاں دکھانے کا حق ادا کر دیا ہے۔ (اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو افرادِ تمثیل کے خصائل کا باب)

سرگزشت حکیم نباتات کے فارسی ترجمہ کو اے ویسٹر منڈ نے جرمن زبان میں شائع کیا ہے (ویانا سنہ ۱۸۸۹ء) اسی ترجمہ کو اے راجرز نے انگریزی زبان میں تحویل کیا ہے۔ ایل بوڈنٹ نے براہِ راست متن کی تمثیل کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ (پیرس سنہ ۱۹۰۷ء)

تمثیلاتِ جدید میں زبان کی خصوصیات

اعجاز الترجمہ فارسی (مصنفہ گومروضیا) میں جدید فارسی زبان کی مجموعی خصوصیات پر ایک سیر حاصل بحث سپردِ قلم کی گئی ہے۔ یہاں صرف اُن خصوصیات کے ذکر پر اکتفا مطلوب ہے۔ جنہیں زیرِ نظر تمثیلات میں بالعموم اور سرگزشت حکیم نباتات میں بالخصوص دخل حاصل ہے۔

تلفظ

اہلِ ایران اور ہندوستانیوں کے تلفظ میں بہت فرق ہے۔ خاص کر

حروف علت، کسرہ (زیر)، فتح (زبر) اور ضمہ (پیش) کے ادا کرنے میں عام قاعدوں کے تحت کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ ایرانی لوگ فتح (زبر) کی آواز کو فتح اور یائے کی درمیانی آواز سے پڑھتے اور بولتے ہیں۔ مثلاً کرد کو کیرد، مرو کو میرد، رفتم کو رفتیم وغیرہ

۲۔ لفظ کے آخیر میں آنے والی ہائے مختفی کو کسرہ (زیر) اور ہائے مختفی کی درمیانی آواز سے پڑھا اور بولا جاتا ہے گویا ایرانی لوگ "ہ" سے پہلے کی زبر کو زیر کے طور پر بولتے ہیں مثلاً بندہ کو بندہ، مردہ کو مردہ، اور گربہ کو گربہ وغیرہ۔

۳۔ الف ممدودہ یا کلمہ کے درمیان میں آنے والی الف کو اشباع سے یعنی کھینچکر نہیں پڑھتے مثلاً آب کو اوب اور نان کو نون وغیرہ۔

۴۔ "م" اور "ن" سے پہلے آنیوالی الف کو عام طور پر واؤ کی صورت میں پڑھا اور بولا جاتا ہے۔ مثلاً دکان کو دکون، بام کو بوم، قربان کو قربون اور شام کو شوم وغیرہ۔

۵۔ بعض مقامات پر "ب" کا تلفظ واؤ کا سا ہوتا ہے مثلاً آب کی بجائے "آو" اور نایاب کی بجائے نایاو، وغیرہ

۶۔ فعل سے پہلے آنے والی بائے زائد یا اسموں کے ساتھ آنے والی "ب" کو ایرانی لوگ زبر کی بجائے زیر سے پڑھتے ہیں مثلاً برفت کی بجائے بِرفت اور بکار کی بجائے بِکار وغیرہ۔

۷۔ واؤ معروف، مجہول اور یائے معروف، مجہول میں فرق اٹھا دیا گیا ہے۔ عام رجحان واؤ معروف اور یائے معروف کی طرف پایا جاتا ہے مثلاً زود شور، تیز، میز، وغیرہ

۸۔ ایرانی کہ (بمعنی کون) اور چہ (بمعنی کیا) کی زیر کو کھینچ کر یعنی یائے معروف کے طور پر پڑھتے ہیں یعنی کی اور چی وغیرہ۔

۹- جس کلمہ میں کئی اصول SYLLABLES یعنی جزو ہوں، ایرانی اس کے ہر ایک جزو کو جدا جدا صاف بولتے ہیں۔ مثلاً نفر شناومش کو وہ "نہ فرا میں ناو مش" ظاہر کر کے پڑھیں گے۔

۱۰- نون غنہ کی آواز کو حذف کر دیا گیا ہے۔ مثلاً چنیں کی بجائے چنی پڑھتے ہیں بصورت دیگر نون غنہ کی بجائے صاف نون بولتے ہیں مثلاً چناں کی بجائے چنان وغیرہ۔

۱۱- ایسے سہ حرفی الفاظ کا درمیانی حرف ساکن پڑھا جاتا ہے۔ جن کے آخر میں "ع" ہو مثلاً شمع (شمع)، شرع (شرع) وغیرہ۔

۱۲- اہل زبان بعض تراکیب اضافت کے ساتھ پڑھتے ہیں مثلاً عمر خیام۔ بہرام گور۔ عیسیٰ مریم۔ نیر آباد۔ گور خر وغیرہ۔

۱۳- اہل زبان بعض تراکیب اضافت کے بغیر پڑھتے ہیں۔ مثلاً سر شہر۔ سر طبیاب۔ سر انگشت وغیرہ۔

نوٹ:- اضافت سے اکثر اوقات لفظ کا مفہوم بالکل بدل جاتا ہے مثلاً پسرِ بزاز کا مطلب ہے بزاز کا بیٹا۔ اور پسر بزاز کا مطلب ہے چھوٹی عمر کا بزاز۔ علی ہذا القیاس تلفظ کے بارے میں خود مرزا جعفر کی ہدایت ہے کہ الفاظ جس صورت میں منہ سے نکلتے ہوں اسی طور پر لکھنے اور بولنے لازمی ہیں مثلاً واسطہ کی بجائے واسہ اور باز کی بجائے واز وغیرہ۔

زبانِ تکلمی کی خصوصیات

۱- جاندار اسم کی جمع بنانے کے لئے بھی عموماً "ان" کی بجائے "ہا" زیادہ کر لیتے ہیں مثلاً زنہا۔ بچہ ہا وغیرہ۔

مرکب الفاظ کی صورت میں "ہا" علامت جمع لفظ کے آخر جڑتا ہے

ہیں۔ مثلاً دختر بچہ ہا وغیرہ۔

۲۔ ترکیب اضافی میں مضاف الیہ کے بعد بھی علامت جمع لگا دی جاتی ہے۔ مثلاً زنان خانہا بجائے زنہائے خانہ یعنی زنانِ خانہ۔

۳۔ ضمائر جمع کے بعد بھی مزید تاکید کے لیے علامت جمع لگا دی جاتی ہے مثلاً شماہا (تم سب لوگ) ماہا (ہم سب لوگ)

۴۔ اختصار کے پیش نظر ضمائر منفصل کے مقابلہ میں ضمائر متصل کا استعمال بہت زیادہ ہونے لگا ہے مثلاً بگفتمت۔ بگذارمش، بیاوردش وغیرہ گویا ضمیر کا استعمال کبھی فعل سے پہلے اور کبھی فعل کے بعد ہوتا ہے۔

نوٹ۔ جن لفظوں کے آخر میں الف یا واو ہو۔ اُن کو مضاف کے طور پر استعمال کرتے وقت ضمیر متصل سے پہلے علامت اضافت نہیں لاتے۔ مثلاً بابات یعنی بابائے تو، عمویم (عموئے من) مہمانماں (مہمانِ ما) وغیرہ

(۱) جن لفظوں کے آخر میں ہائے مختفی ہو، اُن کو مضاف کے طور پر استعمال کرتے وقت ضمیر متصل سے پہلے الف بڑھا لیتے ہیں۔ مثلاً حوصلہ ات، خانہ اش وغیرہ البتہ بعض اوقات ضمیر متکلم (م) سے پہلے الف زیادہ نہیں کرتے۔ مثلاً نسخم (نسخۂ من)، بچم (بچۂ من) وغیرہ

(۲) شاں، تاں، ماں ضمائر جمع کے مضاف کے آخر میں کسرۂ اضافت نہیں پڑھتے۔ مثلاً چشمتاں (چشمِ شماں)، دلتاں (دلِ تاں)، دستماں (دستِ ماں) وغیرہ

۵۔ تاکید کے لیے "خود" کے ساتھ ضمیر متصل بڑھا لیتے ہیں۔ مثلاً خودت گفتی (تو نے خود ہی تو کہا)، خودم دیدم (میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا)۔

۶۔ "را" کا استعمال بڑھ رہا ہے۔ مثلاً نمی گذارد کارم را بکنم۔ تماشائے پاریس را تمام کرد، وغیرہ

صورتِ افعال

(۱) بعض اوقات فاعل واحد کا فعل جمع بھی آجاتا ہے مثلاً تو ندیدید وغیرہ
(۲) بعض اوقات فاعل جمع کا فعل واحد بھی آجاتا ہے مثلاً شما گفتی وغیرہ
(۳) لفظ "بندہ" کو "من" کا قائم مقام سمجھنے کا رواج ہے۔ چنانچہ اس کے ساتھ فعل صیغہ واحد متکلم استعمال ہوتا ہے۔ بندہ این گفتم وغیرہ۔
(۴) فعل حال اور فعل ماضی، فعل مستقبل کا کام دے جاتے ہیں مثلاً فردا میروم اگر این جا آمدی، مرا تو اہی دیدہ وغیرہ۔
(۵) ماضی مطلق کو محاورہ میں، ماضی قریب، ماضی بعید اور کبھی فعل مستقبل کے معنوں میں بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ مثلاً حرف دیگر خیلے زد (زدہ است) تو نہ گفتی (گفتہ بودی)، اگر نگفتی بے روم (نخواہی گفت) وغیرہ۔
(۶) کبھی فعل حال اور مضارع سے امکان کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً۔ این را نمے گویم (نمے توانم گفت) یک روز بے تو نمانم (نتواں بمانم) وغیرہ
(۷) فعل کے ساتھ "مے" یا "ہمے" بڑھا کر استمرار کے معنی پیدا کر لیتے ہیں۔ مثلاً ہے گریہ مے کرد (برابر پیوستہ یا لگاتار رونے جا رہی تھی) وغیرہ

نوٹ:۔ یاد رہے کہ جدید فارسی میں مجہول افعال کا استعمال بہت کم ہوتا جا رہا ہے۔

افعالِ معاون کی کیفیت

خواستن، توانستن، گذاشتن، بالستن، گرفتن، بایستن وغیرہ مصادر سے حاصل

ہونیوالے افعالِ معاون کی صورت کیفیت اور مفہوم وغیرہ کیلئے ملاحظہ ہو الجاز الترجمہ فارسی۔

مخذوفات

گفتگو کے دوران میں عام میلان پایا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل حروف حذف کر دیئے جائیں:

۱۔ کاف بیانیہ:۔ چہ طور می شود راضی باشیم (می شود کہ ......) وغیرہ

۲۔ کاف صلہ:۔ ایں چہ کارے بود زود داد (بود کہ ......) وغیرہ

۳۔ حرف عاطفہ:۔ شیاطین، دیوہا (شیاطین و دیوہا) پا مے شود۔ در را مے بندد (در را) وغیرہ

۴۔ حروفِ شرط:۔ میل داری، بہ پاریس برو (اگر میل داری......) وغیرہ

۵۔ حروفِ جار:۔ کار دستم است (در دستم است) ما کفش پا کنیم (در پا کنیم) میاندازد دوشش (...... بر دوشش) میدہد مستعلی شاہ (بہ مستعلی شاہ) وغیرہ

۶۔ تا بمعنی تا کہ:۔ در را محکم بند کسے نیاید (تا کسے نیاید) وغیرہ

جدید استعمالات

(۱) اسماء بھی صفت کے معنوں میں استعمال ہونے لگے ہیں مثلاً نمی توانند راحت بخوابند (آرام سے سو نہیں سکتے) اور پھر ایسے اسموں کیساتھ علامت تفضیل بھی لگا لیتے ہیں مثلاً آں صندلی راحت تر است (راحت تر بمعنی زیادہ راحت پہنچانے والی) وغیرہ

(۲) اسماء متعلق فعل کے طور پر استعمال ہونے لگے ہیں مثلاً راحت آمدیم (راحت بمعنی راحت سے)

(۳) کہ کا استعمال تاکید کیلئے بہت عام ہے۔ مثلاً من کہ ایں کار را نکردم (میں

نئے تو یہ ہم ہرگز نہیں کیا) کہ حرف شرط کی بجائے بھی استعمال ہوتا ہے

(۴) مگر کو کلمۂ استفہام کے طور پر استعمال کرتے ہیں مثلاً مگر آدم می گیرد؟ وغیرہ۔

(۵) صفات کے ساتھ کبھی کاف تصغیر لگا دیتے ہیں مثلاً بدک (گھٹیا) وغیرہ۔
تفضیل بعض کے آخر میں کاف تصغیر لگا لیتے ہیں۔ مثلاً خوش ترک (ذرا سے
خوش تر) وغیرہ۔

(۶) ایک ہی جملہ میں اسم واحد کے لئے ضمیر کبھی واحد ہوتی ہے اور کبھی جمع، خصوصاً
مخاطب صیغہ میں

(۷) افعال مرکب، اسم فاعل ترکیبی اور اسم مفعول ترکیبی کے استعمال کو بہت پسند کیا
جاتا ہے۔

(۸) دوسری زبانوں کے کئی الفاظ اپنا لئے گئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو اعجاز الترجمہ فارسی)
ذیل کے کلمات کا استعمال جدید فارسی میں بہت عام ہے۔

۱۔ انلعدن۔ توسے (بمعنی در)

۲۔ رُوئے بیر (بمعنی بر)

۳۔ بلائے۔ پائین (بمعنی زیر)

۴۔ ئیلو (بمعنی پیش)

۵۔ دم (بمعنی نزد، پیش)

۶۔ خیر (بمعنی خوب، نہ)

۷۔ غیراز (بمعنی علاوہ)

۸۔ پُشت۔ عقب (بمعنی پس)

۹۔ بدُون (بمعنی بغیر از)

۱۰۔ ازلائے (بمعنی از میان)

۱۱۔ بلکہ (بمعنی شاید)

۴۔ تعظیم کے لیے عورت کو "آغا" مرد کو "آقا" اور ماں یا بوڑھی عورت کو "ننہ" کہتے ہیں۔ باجی بھن کو کہتے ہیں۔ پیار سے بچوں کو "بابا" کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔

کلمات و جملاتِ انشاء

مندرجہ ذیل کلمات اور جملات خاص خاص مطالب کے ادا کرنے میں کام آتے ہیں :-

(۱) آرخ :- زحمت اور تکلیف کے وقت استعمال کرتے ہیں۔

(۲) اللہ اکبر۔ غصہ ظاہر کرنے کے لیے

(۳) واہ :- اظہار تحسین و انبساط کے لیے۔ اس کے علاوہ یہ کلمات بھی یہی مفہوم ادا کرتے ہیں :- بہ - آرخ - آہ - وغیرہ۔

(۴) ایہ :- نفرت، بیزاری یا ناپسندیدگی کے موقع پر استعمال کرتے ہیں۔

(۵) ہا :- تنبیہ کے موقع پر یا کسی بھولی ہوئی بات کے یاد آنے پر استعمال کرتے ہیں۔

(۶) وہ :- تاسف اور تنبیہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

(۷) وائے ائے وائے - وائیا :- کلمات تاسف و ندبہ ہیں۔

(۸) دردت بجانم :- کسی کی بلائیں لینے کا جذبہ ظاہر کرتا ہے۔

(۹) وہ :- جلدی اور بیقراری کا اظہار کرنے کو، تکلیف، ناراضی، نفرت اور دشنام کا مطلب بھی ادا کرتا ہے۔

(۱۰) ذیل کے کلمات تنبیہ کا استعمال بہت عام ہے :-

بہ بینم - بگو - وہ بگو، بہ بہی - بہ بیں، ہا وغیرہ۔

(۱۱) ذیل کے کلمات دشنام کے لیے استعمال ہوتے ہیں :-

سگ بچہ - پدر سوختہ - زمین سوختہ - زمین خوردہ - گم شو - خفہ شو - لکاتہ - سلیطہ۔

افرادِ اہلِ مجالس

موسیٰ ژوردان پاریسی - حکیم نباتات، چہل سالہ

خانم خان آقا لنکرانی - قراباغی بزرگِ او بخود شصت و پنجسالہ -

شرف نساء خانم - دخترِ بزرگِ او، شانزدہ سالہ -

گلچہرہ - دخترِ کوچک تر، نُہ سالہ

شہر بانو خانم - زنش، چہل و پنج سالہ -

شہباز بیگ - برادرزادہ و نامزدِ دخترِ بزرگ خانم خان آقا، بیست و دو سالہ

خان پری - دایۂ شرف نساء خانم، چہل سالہ -

درویش مستعلی شاہ عراقی - مشہور جادوگر، پنجاہ سالہ

غلام علی عراقی - شاگردِ او، سی سالہ

سرگذشت موسیو ژوردان حکیم نباتات

و

مستعلی شاه مشهور بجادوگر

مجلس اول

حکایت در قراباغ در سال هزار و دویست و شصت و سه، یک روز از عید نوروز گذشته، در قشلاق تکله مغان اتفاق میشود.

(شرف نسا خانم در اطاق خودش آهسته گریه‌کنان پشم شانه میزند. گلچهره پیش روی او بازی میکند)

گلچهره: - آغاباجی! چرا گریه میکنی؟

شرف نسا خانم: (او را دست از پس گرفته، تکان داده) گم شو!

گلچهره: - (با شیطانی کرده دست بطرف او دراز میکند) آغاباجی! ترا بخدا! چرا گریه میکنی؟

شرف نسا خانم: (با زیر دستش زده) نگفتم گم شو؟ کار مهم است، بگذار کارم را بکنم.

گلچهره - تو که کاری نمی‌کنی. بهر اتش را گریه می‌کنی. بگو ببینم برای چه گریه می‌کنی!
مگر نگفتی میروم تیمم را صدا میکنم. ۰۰ بگو ببینم چرا گریه می‌کنی -
(چارقدش را از سرش می‌کشند)

شرف نساء خانم - (دلتنگ سخت تکانش می‌دهد) گم شو الکاته! دست نمی‌کشد. نمی‌گذارد کارم را بکنم.

(گلچهره می‌افتد، بعد بلند می‌شود و گریه کنان میافتد پیش مادرش ۰)

شرف نساء خانم - چهها! آخ الکاته! حالا میرود بمادرم خبر میدهد، خدایا اگر بیاید، بپرسد چرا گریه می‌کردی؟ چه خواهم گفت؟ آه هرگز نمی‌توانم بگویم بچه چه گریه می‌کردم. بهترش این است حاشا بکنم بگویم که هیچ گریه نمی‌کردم.

(چشمهایش را با دستمال پاک می‌کند. همین حال در باز شده شهربانو خانم داخل میشود)

شهربانو خانم - دختر! این بچه را چرا اینطور ول داده انداخته؟

شرف نساء خانم - بچه زیر گل برود! مگر آرام می‌گیرد؟ از صبح تا بحال نگذاشته دو چنگ پشمم شانه بزنم. شیطانی می‌کند. گاه پشتم بهم می‌زند، گاه چارقدم را میکشد. من هم بجان آمدم. یک تو سری خورده ورش انداختم. گریه کنان دویده پیش تو آمده است. خوش کرده است!

گلچهره - (گریه کنان دستهایش را بچشمانش میمالد) نه نه! والله، دروغ میگوید. هیچ پشتم نمیزد. بیگریه میکرد. گفتم گریه مکن. تکانم داده انداخت پشتم بزمین خورد.

نوٹ:- پشتم کی جگہ پشم بھی ہو سکتا ہے۔

شهربانو خانم: شرف نساء خانم! گریه کردن چه چیز است؟ تو چه شده است گریه کنی؟ به الحمدلله! پدرت زنده، مادرت زنده، نامزدِ قشنگ خوب پیش بودت، خوردنی زیاد و پوشیدنی فراوان، ناخوشیت هیچ چیز است، دیگر گریه کنی؟

شرف نساء خانم - نه نه، بخدا! گریه نمی کردم (یکیک اشکان از چهره میگیرد) ای زینِ خمعه! من کی گریه می کردم؟ (چهره از نو نمهای را از سر میگیرد بعد از آن باز)

شرف نساء خانم - نه نه بخدا گریه نمی کردم - الحمدلله - پدرم زنده - مادرم زنده - برای چه دیگر گریه بکنم؟

شهربانو خانم - (خنده کنان) چرا نگفتی، دختر جان، نامزدم پیش یاد ردم؟

شرف نساء خانم - نامزدم کیست؟

شهربانو خانم - چه طور نامزدت کیست؟ مگر پسر عموت شهباز بیگ نامزدِ تو نیست؟ پس بیست روز بعد ازین بیاری خدا عروسی برای شما خواهد کرد که در تمام قراباغ لخر لغفش را بکنند. پدر پدرت بغربالی بیگ ممدوانی کاغذی نوشت، از چغلیانِ شماخی وعده گرفته برای عروسی روانه کنند.

شرف نساء خانم (میانِ انگشت شست و انگشتِ بزرگ لب زیرین را گرفته سرش را بلند کرده)

واه! ننم چه حرفها میزند! شهباز بیگ بعد ازین از اینجا میرود، نمیدانم بابام تدارکِ عروسی را برای که می بیند؟

شہربانو خانم (متعجب) شہباز میرود؟ کجا میرود؟ ہمراہ کہ میرود؟ چہ میگوئی؟ تو ہنوز ہیچ خود حرف مساز! حالا فہمیدم کہ با اسق گریہ مے کردہ — راست است دختر بچہ ہا بے عقل مے شوند۔ اشکہائے پیاپے تو مے آستین شاہد است، بگو ببینم، کہ گفتہ است شہباز مے رود؟

شرف نساء خانم — (سرش را پائین انداختہ) خودش!

شہربانو خانم — خوب! کجا میرود؟

شرف نساء خانم — چہ میدانم؟ بفرنگ بپاریس، تا اینست کہ بود شان کند۔ انشاء اللہ زبانم ہم نمی گردد۔

شہربانو خانم — شہباز ہمراہ کہ بپاریس مے رود؟

شرف نساء خانم — با مہمانان موسی ژوردان۔

شہربانو خانم — با آن فرنگی خس و خاشاک دریں خاندان؟ برائے چہ؟ در فرنگ چہ داد و ستد دارد؟ مردہ شوید پاریس مردہ است؟

شرف نساء خانم — چہ میدانم؟ بچہ جاہل است۔ موسی ژوردان عقلش را دزدیدہ کہ در پاریس دختران دہ سالہ تو بازار در مجلس نشستہ برخاست می کنند، چیزہائے چنین ہم بسیار گفتہ است۔ آنہم جنون بسرش زدہ، میخواہد رفتہ۔ بگوید، باید یکبار دفعہ بروم پاریس را ببینم۔ اول از عموم رخصت میخواہم اگر نگذارد شب سوار می شوم، می جہم، آں سمت ارس، موسی ژوردان را پیدا!

کرده باهم رفته، تماشائے پاریس را خواهم کرد.

شهربانو خانم :- (بجو رابے که دستش مے بافت انداخته، رو بدختر کوچک مے نماید) دختر گلچهره! برو شهباز را ازاں اطاق صدا کن، بیاید، به بینم بابا این چه حرفے است (گلچهره مے رود) گفتم به حاتم خاں آقا، مرد! عروسی این بچه را زودتر انجام بده! خلاص کن. من از شهباز میترسم. بعضے هرزه خیال می کند. نشنید، پشت گوش انداخت. آخر بچه شد!

(در این حال در باز شده شهباز بیگ اندرون مے آید)

شهباز بیگ :- زن عمو، خیر باشد! چه خبر است؟

شهربانو خانم :- (رو درهم کشیده) شهباز، همچو می شنوم بفرنگ بپاریس مے روی، این چه حرف است؟

شهباز بیگ :- (نیم خند) اگر بروم، چه میشود، زن عمو، میروم - باز مے گردم. برائے شرف نسا هم از کجکهائے که دختران فرنگ بسرشان میزنند، سوغات می آورم.

شرف نساء خانم :- کجکهائے که دختران فرنگ بسر مے کنند، برائے من لازم نیست. پاریس که رفتی، بجز، سر آنها بکن که از قرار باغ عشقِ آنها هوا برداشته پرواز مے کنی!

شهربانو خانم :- خوب می گوید. کجکهائے که میخری بسر دختران فرنگ بزن! بشرف نساء لازم نیست. خوب! بگو، به بینم تو

سر خودی یا جائے پلنت بدگے هوی؟

شهباز بیگ. البته! از عمویم اذن نگیرم که نمی روم. موسیو ژوردان خیلی خوش از او رخصتم را خواهد گرفت.

شهربانو خانم. (خشمناک) بسیار خوب! تو هم از راه در رفته، خودت را گم کرده. بلی! من در همین ساعت حاتم خان آقا را صدا میکنم. ببینم موسیو ژوردان چکاره است! بی اندازه او را فریفته پاریس می شود، والله! کافر بسرش می آورم، راه آمده و شده اش را گم کرده پاریس را هم فراموش کند. بسیار خوب! تو برو! من حالا حاتم خان آقا را صدا کنم. ببینم بایست روز عروسی تو مانده، چطور به پاریس می روی؟

شهباز بیگ. چه طور بایست روز عروسی من مانده است! من هنوز شغلم تحصیل خود باید، زن نخواهم برد و عروسی نخواهم کرد. مگر زور باشد؟

شهربانو خانم. (فریاد کنان) بلی که زور است! البته اگر شرف نساء بچه نمی شد، دو سال پیش از این می بایست عروسی تو شده باشد. مثل شما جوانان جاهل از زن نبردن همه براه بد می افتند، پی دزدی و دلگی می روند.

شهباز بیگ. آدم از گرسنگی و برهنگی پی دزدی و دلگی میرود، الحمدلله من کم و کسری ندارم.

شهربانو خانم. (برخاسته) به بیگی، اکرام گدا! قوچ و شده را زدند.

شما بخدا! (با تعجب) خانم! به پیه کلات! تو تنگی الداد در خیمه
خیمه سرش را پائین انداخته میرود) محمد تقی خان آقا و شهربانو خانم
گفته‌اند که یک مرد فرنگی شهباز را از راه در برده پاریس ببرد؟
دختر شرف‌النساء فراموش کردم بگویم چه چیزهای خس و خاشاک به بچه شهباز
را بچه زبان یاد داده پاریس میبرد؟

شرف‌النساء خانم — چه میدانم، چه گفته است، گفته است در پاریس
دختران و عروسان خوشگل در مجالس میان مردم تنها بازی میروند.

شهربانو خانم — دیگر چه حرف زده؟

شرف‌النساء خانم — من چه میدانم؟ گفته است، پسرها با دخترها و عروسها
در یکجا بازی می‌کنند — میگویند، می‌خندند.

شهربانو خانم — (ولنگ) واه! این که همان حرفهای اولی است، غیر
این چه حرف زده است؟

شرف‌النساء خانم — حرف دیگر هیچ نزده، آنها خاطرم نمانده — هم این
یکی خاطرم مانده بود — من چه میدانم؟

شهربانو خانم (غضبناک) بلند بگیر! دختر! آخر همین چه طور میشود هم خانم
آقا بگیم که پسر بیادب شهباز بیگ تو جوان را بیخ جای خود نشسته
پاشد در دختران پاریس شده باتفاق فرنگی داد میبرند! دختر خاله‌زاده
ساله است. شرف‌النساء خانم از این جا آنها با دختران و عروسان
پاریس حسد برده، هنوز نه کسی میبرد، نه کسی میآید به این خانه

چشمش را مثل سیل جاری کرده عزا گرفته است.

شرف النسا خانم (از جا برخاسته) واه، خدا خاک بسرم. زنکه چه حرفها میزند! زمین زیر پایم لرزید - برخیزم، فرار کنم (زود واز اطاق بیرون آمده میرود)

شهربانو خانم - (زود دختر کوچک کرده) گلچهره! بابات پشت خانه با چوپانان حرف میزند - برو، بگو زود اینجا بیاید! کار واجبی هست (گلچهره میرود) این فرنگیها چه قدر مردمان ناشکر و نمک نشناس میشوند - هیچ نیکی نمی فهمند - من بی عقل! باز هر روز غذای سر نهار موسیو ژوردان کرده باید باشند - سر شیر باید باشد - سر شام پلو (پلاو) باید باشد، بز قورمه باید باشد - ولایت خودش که میرود نگوید، از زنان ایلات قراباغ بی حرمتی می شوند - حرمت مهمان را می توانند بجا بیاورند - وه بیا، بعد از این بمردم خوبی کن، تمام خوبیهایم بباد رفت.

(درین حال در باز شده حاتم خان داخل می شود)

حاتم خان آقا - خیر باشد، خانم! چه شده است که مرا همچو به تعجیل خواسته؟

شهربانو خانم (ترش رو) چه میخواستی، بشود؟ بیا ببین، آن خس و خاشاک در چین، بخورد و بخواب مهمان عزیزت میگویند، برادر زاده ترا از راه در برده همراه خود بپاریس می برد.

حاتم خان آقا - چه طور موسیو ژوردان شهباز را بپاریس می برد؟ که می گفت؟

شہر بانو خانم :- من گویم شہباز خودش بشرف نسا گفته است!

حاتم خان آقا - (با قہقہۂ غیر طبعی) خا خا خا خا! شہباز مے داند کہ دلِ دخترت نازک است . با او شوخی کرده یقین کہ شرف نسا ہم ازیں حرفہا پریشان شده است . خا خا خا خا! مادر و دختر دو تا پول عقل ندارید - بہر حرفِ مفت از جا در مے روید

شہر بانو خانم .(فریاد کناں) تو ہمیشہ ہمہ چیز را سہل می پنداری - بچہ جاہل است . شاید آں فرنگی پارۂ حرفہا زده عقلش را دزدیده باشد - خون نمی شود! مردی - ہر وقت مارا صدا کنی ، پرسی بہ بینی کہ ایں چہ حرفے است!

حاتم خاں آقا - خیلے خوب ، ضعیفہ! برائے خدا داد مکن! الآن صدا می کنم - پیش خود رفتہ ، جویا می شوم - حوصلہ ات تنگ نشود!

پرده مے افتد

مجلسِ دوم

در همان روز در اطاق اولی واقع می شود - اطاق با گلیم و غالی پاکیزه فرش شده، از یک طرف جوالهای آرد چیده، و در طرف دیگر خیکهای روغن و مفرشهای پشم گذاشته. حاتم خان آقا در صدر اطاق روی فرش نقشه زنش شهربانو خانم پهلوی راست شوهرش پشماق لبته چارقد سفید بسر انداخته یک زانو نشسته است. در مقابل حاتم خان آقا پسر برادرش شهباز بیگ تکیه بدستهٔ خنجر نموده منتظر است به بیند عمویش چه خواهد گفت. دور روی یکی از مفرشها که پشم دارد یک غالیچه انداخته شده است. پهلوی راست شهباز گذارده اند. موسی ژوردان در لباس فرنگی پا روی پا انداخته سر برهنه سیگار دست گرفته سوزانیده می کشد. دختر بزرگش شرف نسا بیگم پشت پرده خلوت آمده رفته در پشت گلیم گرفتی که در جلو بارها آویزان است کمین کرده تا به بیند چه گفتگو خواهند کرد. در این حال.

حاتم خان آقا - (رو بموسی ژوردان کرده)

حکیم صاحب اشنیده ام، شهباز ما را بفرنگستان می برید چه کیفیتی است؟

موسی ژوردان - بلی، حاتم خان آقا! خودم می خواستم این را بشما بگویم

حیف است مثلِ شهباز بیگ جوانِ زیرک و صاحب سواد زبانِ فرنگ نداند. من تعهد می کنم او را پاریس برده زبانِ فرنگی یاد داده هم‌ش بیاندازم. چونکه باآن زبان خیلی شوق دارد زود یاد می گیرد. حالا از مجالست و همنشینی من پارهٔ کلمات را حفظ کرده است.

حاتم خان آقا. (رو بشهباز بیگ میکند) شهباز بیگ! راست است می خواهی پاریس بروی؟

شهباز بیگ. بلی عمو! به اذنِ شما با موسیو ژوردان می روم. پس از آن خودم بر می گردم می آیم.

حاتم خان آقا. برای چه بچهٔ‌م؟

شهباز بیگ. برائے آموختن زبانِ فرنگ عمو!

حاتم خان آقا. زبانِ فرنگی بچه و درد تو می خورد؟ عزیزم! برائے شما زبان هائے عرب و فارس و ترک و روس لازم است. الحمد للہ در مدرسه هایکه از شفقتِ دولتِ علیهٔ خود مان باز شده است همه را خوانده و آموخته.

شهباز بیگ. عمو! زبانِ فرنگ بمن بسیار لازم است. پار سال که مرا بجهتِ اذنِ نهر کندن بتفلیس فرستاده تا رو روی بیگ پسرِ اللہ وردی بیگ برائے این که در روز شو زبانِ فرنگ آموخته بود. در مجالس از من زیاده تر احترامش می کردند. با وجودِ این که غیر از فرنگی و ترکی زبانِ دیگر نمیدانست.

حاکم خان آقا - فرزند! تو هنوز بچه‌ء - این ها همه حرفِ مفت است - از برائے انسان عقل لازم است - برائے یک زبان زیاده تر دانستن عقل بیشتر نمی شود - آدم باید بهر زبانے که دارد، فی الجمله فهیم و از رسوم و عادات اهل زمانه مطلع باشد، کار خودش را پیش ببرد -

شهباز بیگ - یکے از اهلِ زمانه هم مردمانِ پاریس است، بحرف خود شما رسوم آنها را نیز باید دانست -

حاکم خان آقا - چه عیب دارد؟ میل داری رسوم آنها را هم یاد بگیر!

شهباز بیگ - درین صورت اگر پاریس نروم، رسوم آنها چه طور یاد بگیرم؟

حاکم خان آقا - خیلے آسان است - چنانچه من خودم غیر از قراباغ جائے نرفته ام - محض دیدنِ موسی ژوردان و شنیدنِ اختلاطهائے او همه رسوم آنها را بلدم -

شهباز بیگ - قبول نه دارم، عمو! شما چه طور از رسوم اهلِ پاریس خبر دارید؟

حاکم خان آقا - در یک ساعت من بشما حالی مے کنم، بجهتِ اینکه برائے من یقین حاصل شده هر رسمے که ما داریم، رفتارِ اهلِ پاریس برخلاف آنست - مثلاً ما دستمال را حنائی بندیم، فرنگیها نمی بندند - ما سر را می تراشیم، آنها نمی تراشند - ما با کلاه می نشینیم، آنها سر برهنه می نشینند - ما کفش پا می کنیم، ایشان چکمه - ما با دست غذا می خوریم، آنان با قاشق - این جا آشکار پیش کش می گیریم، آن جا پنهان مے

گیرند۔ ما ہا ہمہ چیز باور مے کنیم، آنہا ہیچ چیز معتقد نمی شوند۔
زنان ما لباس کوتاہ می پوشند، زنان آنہا بلندتر می پوشند
میانِ ما زن زیاد گرفتن عادت است، در پاریس شوہر زیاد
کردن۔

شہباز بیگ۔ عمو! ایں را حالی نشدم۔

حاتم خاں آقا۔ چرا حالی نشدی؟ فرزند! بسیار زن بردن عبارت از آن
ست کہ یک مرد بیک زن اکتفا نکند و بسیار شوہر کردن ہم عبارت
است از آنکہ یک زن بیک مرد اکتفا نکند۔ عبارت اولے میانِ ما
ہست، دومی در پاریس است بنا بر کتاب ہائیکہ موسی ژوردان
ایں زمستان دراز مضمونِ آنہا را متصل برائے ما حکایت مے کرد
باقی چیز ہا را ازیں دو فرض کن! از غیرت بے فائدۂ پاریس
رفتن بیفت!

موسی ژوردان (ریشخند کناں)، خا خا خا! حاتم خاں آقا! تعجب
مے کنم مثلِ شما مردِ کہن سال، مطلع از قواعدِ منطقہ، با ایں ہم عقل و
فراست چرا تا ایں زماں در یکے ازیں مشورت خانہا بسلکِ ارکانِ
مشورت داخل نشدہ اید! اگرچہ با قاعدہ کہ شما تقریر مے کنید ایراد
نمی توانم بگیرم، لیکن اگر رخصت میدہید من ہم میخواہم چند کلمہ
عرض کنم۔

حاتم خاں آقا۔ بفرمائید، حکیم صاحب! شما ہرچہ گوئید، خوش است

موسی ژوردان :- (بادقار) حاتم خان آقا! قصدِ من این بود که شهباز بیگ را
پاریس برده اولاً خودم متوجهِ تربیتِ او شده زبانِ علومِ فرنگ بقدرِ
مقدور بوی تعلیم کنم. ثانیاً او را بدولتِ خود مان شناسانیده در عوضِ
نیکی و زحمتهائیکه این جا در حقِ من کشیده اید، از دولت بخششی گرفته باز
بگردانم، زیرا که من از علما و حکمای دار العلم تحتِ حمایتِ خاصهٔ
دولت و از مقربان و معتمدانِ اعلیٰ حضرتم - امّا چون از تقریرِ شما
مشخص شد که منکرِ فوایدِ سفر اید بنا برآن بر من لازم می شود که
فوایدِ سفر را موافقِ واقع با مثلِ پیشا حالی کنم. اگر مثلاً من بقرا باغ
نمی آمدم و دستش را بجیبِ خود دراز کرده دفتری در آورده باز
نموده، چند تا علفی که با سلیقه چیده شده بود، نشان می دهد
که می دانست در بیلاقهای قرا باغ این علفها موجود است!
پیشتر ازین اطبا و حکمای ما، جناب لینه دتورن فورت و بار نراهم
چنین گمان کرده اند که این نباتات همین در کوه های آلپ
در امریکه و افریقه و کوه های شوی سار یا می باشد - امّا حالا
من بسبب آمدن اینجا بدار العلم پاریس اثبات خواهم کرد که
حکمای مذکور بالکلیه سهو کرده اند - این نباتات در کوه های قرا باغ
بکثرت موجود است و ماهیتِ این نباتات را بتحقیق و خواصش
را بتجربه مشخص کرده و درین خصوص بجهت استحضارِ اطبا تصنیف
جدید در عالم مشهور خواهم نمود - مثلاً این علف که می بینید،

بزبانِ لاتین اسمش ربادست بسوئے علفے اشاره کرده) آغازش
است، بتجربۂ من بدردِ دل بسیار فائده دارد - جناب لینه این را در
درجۂ سیم فرض مے کند - وجناب تورنفورت در درجۂ چهارم فرض میکند -
امّا من در درجۂ دوم فرض خواهم کرد ۔ اسم این علف بلاتین سراسترونم اپنیم
است ۔ دردِ چشم را نهایت منفعت دارد ۔ جناب لینه در درجۂ هفتم
فرض مے کند و جناب تورنفورت در درجۂ ششم ۔ امّا من در درجۂ
دہم فرض خواهم کرد ۔ اسم این گیاه بلاتینی کاملینا افریکیناست ۔ علاجِ
دردِ دندان منحصراست باین ۔ جناب لینه در درجۂ پنجم وجناب تورنفورت
در درجۂ سیم فرض مے کند ۔ ولے من در درجۂ ہشتم فرض خواهم کرد ۔
اسم این علف بلاتینی افواهم براتوم است تا این زمان در اروپا ہرگز
مشہور نبود ۔ از نباتات امریکه میدانند ۔ حال من خیلے مسرورم که آں
را در کوہ ہائے قرا باغ جسته ام که برائے سرما خورده در نہایت
نافع است ۔ جناب لینه در درجۂ ششم وجناب تورنفورت در
درجۂ پنجم فرض مے کند ۔ امّا من در درجۂ چہارم فرض خواهم کرد و
ماهیت و خواصِ ہمه نباتاتیکه پیدا کرده ام ازین قرار نوشته
بعالم معلوم خواهم نمود و اسم ورسم من ازین جہت از اسم ورسم غولوغ
قلیفورت حامئے جناب لینه ارفع و اجل بوده، بخدمتِ نمایانم
برائے علوم از خدمتِ مجمع علمائے زرمانیه که در تجسس و پیدا
کردنِ ماخوستی فارنوفل (سیب زمینی) بوطنِ خود نمودند، اعلیٰ وافضل

خواہد شد۔

حاتم خاں آقا۔ حکیم صاحب! واللہ! ہیچ نہ فہمیدم چہ گفتی قلبقود کیست؟ لیمنہ کدامست؟ توزلفورت چہ کسے است؟ چرا آنہا زحمت کشیدہ بعلف ودجہ قرار دادہ اند؟ ثدمانی چیست؟ فارتوفل کہ بود؟ چرا مرلعض شدہ و چہ بزرگ شخصے بودہ است کہ وطن بایں مرتبہ با عتدالِ مزاج و طولِ عمر او طالب است؟

(اہلِ مجلس کمی سکوت کردہ۔ موسی ژوردان خندیدہ)

حکیم صاحب گویا شہباز را ہم میخواہید ببرید، ازیں معمہ ہا باو بیاموزید!

موسی ژوردان۔ حاتم خاں آقا! ببخشید! راست میفرمائید، الحال فہمیدم کہ برائے شما چہ قسم مثل باید آورد۔ مثلاً یک ماہ پیش ازیں ازجائے دور دستِ قراباغ آدم بخوش بختے کہ اسمش را فراموش کردہ ام، زیر پائیش اسپ کہیلانی آمدہ مہمانِ شما شد۔ اگر بقراباغ نمی آمد، ایں قدر دولت را از کجا بدست می آورد؟

حاتم خاں آقا۔ حکیم صاحب! بہ ببیں، ایں حرف چہ قدر آشکار است! راست می فرمائید۔ اگر او بقراباغ نمے آمد، ہرگز باں دولت نمی رسید۔

شہباز بیگ۔ عمو جان، قربانِ سرت! ہمچو کہ ہر دو لفائدہ سفر اقرار آمدید، اگر خوش بختی مرا میخواہید رخصتم بفرمائید با موسی ژوردان بروم۔

ہرگز ہمچو فرصتے بدست نمی افتد۔

حاتم خان آقا۔ (قدرے فکر کردہ) شہباز تا کجے می تواند۔ پاریس بروَد برگردد، حکیم صاحب؟

موسیٰ ژوردان۔ رفتن و برگشتنش یک سال زیادتر نمی کشد۔ چوں فائدہ کہ از رفتنِ او منظور است۔ عمدہ آموختنِ زبانِ فرنگست، کمتر از یک سال بماند، بالکلیہ دست نمیدہد۔

حاتم خان آقا (رُو بزنش کردہ) ضعیفہ! دیگر چہ بکنیم؟ بگذار بروَد۔ کلاہت را بگردانی سال مے آید، میگذرد۔ جوانست۔ دلش میخواہد بروَد، پاریس را بہ بیند۔ حکیم صاحب مردِ خوبے است۔ در حضورِ او کسبِ معرفت می کند۔ نیک و بد را می بیند، از دولت بخششِ مے گیرد۔ ہر سال در تبرا باغ حاضر می شود۔ ماہم مشغولِ تدارکِ عروسیِ او میشویم۔ وقتے کہ آمد انجام می دہیم۔

شہربانو خانم (داد و فریاد کناں از جا برخاستہ) مرد! خیالت کجاست؟ چہ میگوئی؟ نہ پاریس رفتنِ او را میخواہم، نہ کسبِ معرفت کردنش را و نہ از دولتِ فرنگ بخشش گرفتنش را۔ اینہا ہمہ بہانہ است۔ شہباز میخواہد پاریس بروَد، با دختران و عروسانیکہ در انجمن ہا میان مردم رو باز مے گردند، خوش گذرانی بکند، بگوید، بخندد، والسلام!

حاتم خان آقا - (تنگ آمده) ضعیفه! برائے خدا داد مکن - بس است! دیگر چه بکنم؟ مے توانی نگهدار بُرد! اگر باد را بقفس میتوان کرد، اگر مرغی را که در آسمان می پرد بتوان از پریدن باز داشت، شهباز را هم باز در مے شود نگاه داشت. رخصت ندهم، می جهد بگردهٔ اسب. خودش آن طرفِ ارس مے رساند. بعد ازآن از کجا پیدایش کنم؟ مگر او را نمی شناسی که چه قدر لجوج است!

شهربانو خانم (دیگر بلند تر داد کرده) من از او هم لجوج ترم، نمی گذارم! اگر شهباز را گذاشتم پاریس برود، این لچک لچکِ چینکیها باشد!

(دستش را دراز مے کند بسوے چارقدش)

شهباز بیگ - (بخاطر جمعی خنده کنان) الله اکبر! زنِ عموم، نمی دانم، کدام قراولها مرا دوستاق خواهد کرد.

شهربانو خانم - (فریاد کنان) خواهی دید، مے توانم بکنم یا نه. اگر من نتوانستم بکنم تو هرچه میتوانی بکن!

حاتم خان آقا - کارِ زنها خطا است!

(موسیو ژوردان تعجب می کند و شهباز بیگ متغیر و ساکت می ماند)

پرده مے افتد

مجلس سوم

[باز در همان جا واقع می‌شود. شهربانو خانم توی خانه نشسته. شرف‌النسا خانم هم در گوشهٔ ابریشم شانه می‌کند. در این حال در باز شده. خان پری دایهٔ شرف‌النسا خانم اندرون می‌آید.]

خان پری - سلام علیکم.

شهربانو خانم - علیک سلام! خان پری! فهمیدی، چه شد؟ (شرف‌النسا خانم گوش نمیدهد) همچو شد که شهباز میرود پاریس. حالا ترا برای آن خواستم که اگر چاره داری بکنی. خودت میدانی حاتم خان آقا مرد ذهن بینی است اوّل خوب حرف زد. اما آخر سُست شد، از بعضی سخنان بی پایهٔ موسیو ژوردان و شهباز فریب خورده. اما من یا باید بمیرم یا نگذارم شهباز پاریس برود. راستی اشک چشم شرف‌النسا را نمی‌توانم ببینم. هرگز خدا راضی میشود؟ و شهباز برود پاریس پی خویش گذرانی! بچهٔ پانزده سالهٔ گل رُخسارم آه بکشد! از دیده خون بریزد! همچو ابریشم زرد شود و مثل نخ باریک بریسد!

خان پری - خانم! چاره آنست که آن وقت بشما گفتم. چه لازم است از حاتم خان آقا یا از دیگری مِنت بکشی؟ بفرست در همسایگی از ده آغچه بدیع درویش مستعلی شاه را که از قزلباش آمده است بیاورند. هر طوری که دلخواه خودتست این کار را صورت بدهد. من در جادوی او

یک قدرتی دیده ام که اگر بخواهد در یک ساعت مرا از پیره شوهرم جدا می سازد.

شهربانو خانم۔ خان پری! من هم قوت جادوی او را شنیده ام۔ اما چون کار مشکلے است، باز تشکیک دارم۔ یا ہیچ از آں کارہائے که او کرده است، میدانی، بگوئی! به بینم در دست و دل گرم می شوم۔

خان پری۔ خانم! سلمی ناز زن کرسنم، که خدا لوے آغچه مدلجی، را او طلاق گرفته لیما شفقت ندارد؟ دختر مرد که صفدر علی مغانی را او لیما شفقت نه رسانید؟ پلد متی را که بداد دختر رهنی نمی شد، بجادو نگشت؟ شوہر شاه هشتم دختر کربلائی قنبر جوادلو برائے این که زن دیگر نبرد، از یکسال راه نگردانید؟ ہیچ جی از دست او رهائی ندارد۔

شهربانو خانم۔ نعد دیدم، خان پری! پس زود تر لیپرت علی مردان را تلقن لیغزست مستعلی شاه را از آغچه بتبلیغ بر جای بیاورد۔ بگوید خانم میخواهد هرچه بخواهد، وعده کند۔ خلاصه سر شب وقت چراغ روشن کردن باید مستعلی شاه خانه ما حاضر شود۔

خان پری۔ چشم، خانم! الآن میفرستم۔ اما باید مستعلی شاه از خانم خان آغا و شهباز بیگ پنهانی این جا بیاید۔ خدا نکرده، اگر شهباز او را این جا به بیند، هم او را می کشد و هم مرا زنده نمی گذارد۔

شهربانو خانم:۔ البته من هم همیں حالا میروم بیروں، هر قدر زوانه مے گنم بسر گشتی ایلچی و می بیادم پس از اعلان در آفاق شرف لبهار بخواهند که

امشب اینجا آب گرم کرده سر شرف نساء را خواهم شست - تو بر خیز
دنبال پسرت را بدان که پی درویش -

(هر دو می روند، بعد)

شرف نساء خانم (تنها ایستاده) آوخ! شکر خدایا! دلم یک خورده آرام
گرفت. خراب شود دلبستی که جادو و جاوگر در آنجا نباشد. اگر هم دلبستی
که دایه ام گفت، نمی شد، بلی شک موسی توروان شهباز را می برد،
روزگارم را سیاه می کرد۔

(در این حال در باز می شود، شهباز بیگ می آید)

شهباز بیگ - شرف نساء! دولت بجانم! دلبستی، زن عموم امروز چه کرد؟
پیش تو موسی توروان پسر عموم داد زده مرا هم تهدید می کرد۔

شرف نساء خانم - شهباز، از کارهای خودت هیچ خبر نداری، داد زدن زن
عموت بنظرت غریب می آید۔

شهباز بیگ - شرف نساء! دولت بجانم! من خودم چه کرده ام؟

شرف نساء خانم (زود رفته، دست دراز کرده از پشت کارگاهش چند پارچه
کاغذ نیم صفحه در آورده باز می کند) شهباز این شکلها را پس برای من که
آورده؟ تو نیاوردی؟ نگفتی صورت دختران و عروسان پاریس است؟
بلی! در پاریس چه قدر دختران خوش گل هست! اینها در مجالس وغیره
همه رو باز با پسران یکجا نشست و برخاست می کنند. هنوز من از خجالتم
این شکلها را بزن عموت نشان نداده ام۔

شهباز بیگ - شرف النساء، چرا مثل بچه حرف میزنی؟ این شکلهای لائے کتاب موهای نمودار بود. وقتے کتابهایش را گشوده نگاه می کرد، چشمش باینها افتاده در آمد، داد من. گفت ببر، بمادرت نشان بده! بگو، دخترانِ عروسانِ پاریس امسال این قسم لباس می پوشند. سالِ گذشته طورِ دیگر لباس دوختند سالِ آینده نوعِ دیگر لباس خواهند پوشید. در پاریس هر سال رسمِ لباس پوشیدن عوض می شود. من هم آوردم، دادمت. از این چه در آمد؟

شرف النساء خانم - بگمان در آمد که بعشقِ این دخترها هوا برداشته پروازے کنی - میخواهی پاریس بروی.

شهباز بیگ - شرف النساء، این چه حرفیست میزنی؟ همه دخترانِ پاریس قربانِ یک موے تو باشد. من که مثلِ تو یارِ زیبا دارم، حوریانِ بهشت بچشمم نمی آید. یک روز بے تو نمانم.

شرف النساء خانم - بس است، ترا بخدا! این بازیها را این جا در نیار! الپبرے که بگوید، یک روز بے تو نمانم، از این جا بپاریس نمی رود. تو مرا هیچ نمی خواهی!

شهباز بیگ - (بلند شده دست بگردنِ او آویخته رویش را می بوسد) شرف النساء! راستی از من بدگمان شده؟ تیرے بدلم میزدی! بهتر ازین حرفے بود که برویم زدی. آخر بپرس، امین بچه سبب پاریس بروم.

شرف النساء خانم - (گریه کنان دستِ شهباز بیگ را از گردنِ خود دور نموده) بچه کار دارم، بپرسم؟ سببش را خودم بهتر می دانم. سببش همین ها است.

(درهمین زمان عفریچه کنان کاغذهای شکل را سخت چنگال کرده زیر بالش می‌نهد)

شهباز بیگ - بخدا که سببش آنها نیست! نمیدانی که همسران من همه نوکری کرده

صاحب معرفت شده و عزت یافته خوش بخت گشته اند من مانده ام

درمیان این نفی زار جهل بی نام و نشان.

شرف النساء خانم - اولاً این را که گفتی دروغ است که از ماها بمعرفت

خدمت خوش بخت شده اند. این خوش بخت ها را که دیده همه برای

دیگر به بخت رسیده اند. ثانیاً اگر خدمت هم میخواهی بکنی برو در تفلیس یعنی

هرگاه خواستی شهرهای دیگر هم بروی، جائی برو که دسترس باشد. خبرها

برسد. به پاریس از ماها نه کسی میرود نه کسی می آید.

شهباز بیگ - راست میگوئی. اما هر کار آدم باید واسطه داشته باشد

در تفلیس یا شهرهای دیگر کسی مرا نمی شناسد که واسطه من شده به

خدمتی گذارد تا باعث حرمت من بشود. اما این فرنگی مرد خوبی

است و مرا بسیار دوست میدارد، خانواده ما را می شناسد. از

پاریس بودن و آموختن زبان فرنگ و بدولت شناسیدن این مرد مشهور

می شوم. پس از برگشتن در همه جا جای دارم.

شرف النساء خانم - این حرفها همه حیله و برای فریفتن من بهانه است

چه حرفیست که شکل تو را با کمال در تفلیس به خدمتی پیدا نمی کند!

شهباز بیگ - پس تو مرا بخشیدی اند پاریس باز تفلیس رفته نوکری خواهم کرد

شرف النساء خانم (کاغذهای شکل را پاکش مے زند) در پاریس شکل تو جوان از

وسعت این لوندها میتوانند جای سلامت دربرند تا بعد از برگشتن مثل آدم رفتار نمایند؟ هرگز نمی توانی پلیس بروی. هر وقت رفتی آن وقت بخود بناز!

{ درین حال حاتم خان آقا با بانگ بلند شهباز را از بیرون صدا می کند. او هم زود بیرون می رود. }

پرده می افتد

مجلس چهارم

[واقع می شود در اطاق حاتم خان آقا یک طرف شهربانو خانم، طرف دیگر شرف نسا خانم و خان پری دایه اش نشسته اند، دو ساعت از شب گذشته است. شهربانو خانم سر خود را بالا کرده به خان پری رو نموده دلتنگ می پرسد]

شهربانو خانم - خان پری! چه طور شد، درویش نیامد؟

خان پری - خانم، شتاب مکن! الان می آید

(یک دفعه در باز شده مستعلی شاه جادوگر جلوس کرده داخل میشود)

مستعلی شاه - السلام علیکم.

شہربانو خانم (سر بالا کردہ) وعلیکم السّلام، بابا درویش! خوش آمدی، بیا بنشین!

مستعلی شاہ (نشستہ) خانم! نسبت بمن چہ خدمتے داشتید؟ بفرمائید تا بجان و دل بانجامش بکوشم!

شہربانو خانم - بابا درویش! برائے یک کارِ جزوی ترا زحمت دادہ ام. مطلب این است کہ شہبازِ ما امروز گمراہ شد. یک مہمانِ فرنگی داریم - خیال کردہ است باتفاقِ او بشہرِ پاریس برود - این بچہ گل رخسارہ مرا گذاشتہ، نامزد اوست و پس از بیست روز بنائے عروسی داشتیم، گریان و نالان بگذارد - من و حاتم خان آقا ہرچہ گفتیم و التماس نمودیم، گوش ندارد. بایست کارے بکنی، شہباز نتواند پاریس برود و موسیٰ ژوردان از او دست کشیدہ، نبرد.

مستعلی شاہ - خانم! این کار جزوی یا آسانے نیست، بلکہ بسیار بزرگ و مشکل است، می بایست درین کار اثرِ جادوئے من بر موسیٰ ژوردان یا شہرِ پاریس بترکد.

شہربانو خانم - بابا درویش! نفہمیدم چہ طور اثرِ جادو بر سر موسیٰ ژوردان یا پاریس باید بترکد.

مستعلی شاہ - خانم! مثلاً اگر شہباز بیگ دست بزنم، لازم است بجنے بدلِ او مسلط کنم - خیالِ این سفر را از سرِ او در آورد - اما ممکن است ازین بترسد، بغتۃً لغلش برسد، مریض یا معیوب بشود - چونکہ بسیار بچہ و جوان

است -

شهربانو خانم - واه برائے خدا! بابا درویش، همچو مگو! این ها همه برائے آنست که شهباز بیگ روزے از پیش چشمان کنار نباشد. چه طور مے شود - راضی باشم برای اینکه جن بر جانِ او مسلط گردد؟

مستعلی شاه - دریں صورت میبایست بدبو ها و عفریت ها حکم کنم پاریس را خراب و زیر و رو کنند تا شهباز بیگ از نیتِ رفتن آنجا بیفتد - یا بستارهٔ مریخ امر کنم گردنِ موسی ژوردان را بزند - دیگر کسے شهباز بیگ را نبرد - این امر غیر ازیں چاره ندارد -

شهربانو خانم - این چه طور ممکن است، یا بابا درویش؟ همچو کارے را هم میتوان کرد؟

مستعلی شاه - به خانم! این کارِ من است، جائے شبهه نیست. مگر نشنیدهٔ چند تا شیاطین را امر کرده ام همیشه در قلعهٔ شیشه میانِ ملا هائے شیخی و اصولی فتنه و فساد انداخته هرگز آنها را آرام نگذارند؟ برائے این که بالائے منبر رفته آشکارا بمردم وعظ کرده بودند بجادوگر و ساحر باور نکنید - آیا من نیستم که کیلجان نام عفریت را که در شیطنت و مضرت فریدِ عصر است، از بدنِ آقا ولی، پسرِ علی قلی، منتقل کرده بجانِ مردم سالیان مسلط نموده ام؟ از ترسِ او شب و روز در خانهٔ خود و نشان نمی توانند راحت بخوابند - هنوز هم بمردم سالیان کم قصاص کرده ام زیرا که آنها پارسال مرا السالیان راه نداده و دانند که [illegible]

درویش، ای جادوگر، اینجا پا مگذار! کدام کارهام را بگویم؟ اینها علامت عملهاست
که درین زمان نزدیک کرده بودم. یازده سال پیش ازین کنار ارس آمده بودم
میخواستم از پیشِ محالاتِ نخجوان و شرورِ گذشته با پریان بروم. سردمان سرحد
محال مانع شدند که تذکره نداری، نمی گذاریم، باین خاک گذر کنی. آدم ناشناس
بی تذکره را راه دادن و باین طرف گذرانیدن موافقِ قانون قدغن است،
باوجودیکه متعلقهای خودشان شب و روز آدمهای را که برای آوردن مالِ
فرنگ که قدغن است بخاکِ روس بیارند، همایندگی کرده باین طرف از آن
طرف میگذرانیدند. هرچه متوسل شدم گوش بحرفِ من ندادند. پایین و بالا
هرچه گردیدم نشد. یکدفعه تند شده باجنه و عفریتها حکم کردم. خانهای
همه محالاتِ نخجوان و شرور را برکنده با خاک یکسان نمودند. از ضربِ آن یک
طرف کوهِ آغری هم کنده و ریخته درهٔ آگوری را فرو برد. بیچاره ارمنیهای آنجا
هم بسبب همسایگان بد نابود شدند. خلاصه بکوهِ آغری بگویم از جا کنده شو!
کنده نمی شود؟ یا ارس بگویم جاری مشو! جاری می تواند نشود؟

شهربانو خانم (از تعجب دست بلب برده) خدایا، رحم کن!

مستعلی شاه - خانم! وقتِ ایستادن نیست. شب میگذرد. حال لابد باید ببینم موسیو ژوردان کی خواهد رفت!

شهربانو خانم - پس از ده روز.

مستعلی شاه - خیلی خوب خانم! من همین حالا درین جا پیشِ چشمِ شما هیکلِ پاریس را برپا کرده، هم مسیو ژوردان و دیوان و عفریتها حکم میکنم ندیمان دقیقه

پاریس را بکوبند تا ده روز خبرش را برای موسی ژوردان بیاورند تا از بردن
شهباز بیفتد بیا این که خود سه بندگی پیش روی خود گرفته بعدش موسی ژوردان
گزارده درین ساعت گردنش را زده بشارهٔ مریخ حکم خواهم کرد. آنهم بهمان
طور تا ده روز دیگر گردن موسی ژوردان را بلا تامل بزنند. شهباز بیگ از
چنگ او خلاص شود. حال بفرمائید. به فهمم جناب شما خراب شدن پاریس
را میخواهید یا گردن زدن موسی ژوردان را؟

ن بیگی (دست هاش را در آورده بهم میزند) هر دو را، بابا درویش! بفرنگیها رحم
خواهیم کرد؟

ر بانو خانم. وای زنکه! مگر دولت از ما تنگ است؟ بیچاره پاریسی ها بما
چه کرده اند که خانه و عمارت شان را بسر شان بریزیم، باعث قتل هزار هزار
نفس بشویم؟ ما را با این قیل و قال نینداخته است الا آن خرس و تماشاکن
بیگی. (رو به مستعلی شاه کرده) بابا درویش! هر چه میدانی بخود او بکن!
درین حال گردن خرس را بزن، باشارهٔ مریخ حکم بکن. آنهم پس از گذاشتن
از ارس گردن موسی ژوردان را بزنند، شهباز تنها بماند، باز از ارس بگذرد
برگردد، بیاید این طرف اگر دولت یک نفر تقصیر دارد بهتر از کشته
شدن هزار نفر مردم بی گناه است.

ف النساء خانم. ننه جان! هیچ مگو! موسی ژوردان بیچاره است، آدم
و بست. این ییلاق هر روز از گل های غریبه و شگوفه نهاده البته بتوسط

ایں پیلاقہارا میگردد. ہرگز ایں گل وشگوفہارا دیدہ است؟ دیک آئینہ من بخشیدہ است. صورتِ گلہائے نگی دنیا کہ درباغ عجائبات پاریس میروید، دلپشت آں کشیدہ شدہ. مرا مثلِ دخترِ خود میخواست بمن خودم را بکشتن میدہم، نمی گزارم گردنِ موسی ژوردان را بزنند، پاریس از خراب بشود بما چہ؟ اگر در آنجا دختر وعروسہاں زود باز نمی گردیدند، شہباز ہرگز آنجا نمی رفت، پاریس خراب گردد و دختر و عروسش ہم بمیرند!

شہربانو خانم ۔ واللہ! نمیدانم بکدام رضا بشوم! اما دیگر چہ بکنیم؟ شرف نسا ہم راست میگوید، موسی ژوردان فقیر است. آدم خوب است تقصیرش ہمیں است کہ شہباز را از راہ دربردہ پاریس رفتن را بسرش انداختہ است. معلوم میشود مردمانِ پاریس بد بودہ اند کہ قضا ایں درویش را بما رسانیدہ تا بجادوے او آنہارا کوبیدہ خراب کنیم (رو بہ مستعلی شاہ کردہ) بابا درویش! بدلیوہا و عفریتہا بدہ، پاریس را زیرو رو کنند۔

مستعلی شاہ ۔ (رو بخان پری کردہ) خان پری، خالہ! برو، بیروں بغلام علی شاگرد من، بگو کہ خورجین مرا زود از گردۂ اسب گرفتہ بردارد و بیارد (خان پری زود برخاستہ بیروں میرود) حاتم خاں آقا و شہباز بیگ حالا کجا است؟

شہربانو خانم ۔ از ایلچی برگشتہ درآں یکے اُطاق خوابیدہ اند۔

مستعلی شاہ ۔ خانم! باید آنہا و سایرین از ایں سرّ تا حالا کہ من بگویم خبر نشنوند! والّا جادو ہرگز اثر نمی بخشد۔

شہربانو خانم ۔ ازیں جہت خاطر جمع باش، بابا درویش! (دریں حال دربازشدہ۔

(غلام علی خورجین در دستش با خان پری داخل میشود)

غلام علی - السلام علیکم!

مستعلی شاه - وعلیکم السلام! خورجین را زمین بگذار. بند سرش را باز کن، از میانش تخته پاره‌ها یکه اشکالی در رویش کشیده شده، در آر!

غلام علی (بیک زبانی که این زنها نفهمند، بزبان رمز درویشی) میخواهی چه بکنی؟

مستعلی شاه - میخواهم هیکل شهر پاریس را برپا کرده حکم کنم دیوها در ظرف ته العین زیرورویش کنند چنانکه من الآن در پیش روی این خاتون زیروزبر خواهم کرد.

غلام علی (خنده کنان) واسطه چه؟

مستعلی شاه - واسطه صد دانه باجاقلوی تازه سکه که حالا از این خاتون برای همین مطلب خواهم گرفت.

غلام علی (خنده کنان) خوب! این خاتون با پایتخت فرنگ اهل آنجا چه عداوت دارد؟

مستعلی شاه - این حکایت خیلی دراز است. تقریرش گنجایش این مقام نیست. تخته پاره‌ها را از خورجین بیرون بیار!

غلام علی - الآن اما هرگز عقلم باور نمی‌کند این امر مشکل صورت بپذیرد. نمیدانم شوخی میکنی یا چه میگوئی! در ظرف ته العین پاریس خراب شود، یعنی چه؟

مستعلی شاه (خندان کنان) چرا یعنی چه؟ مردکه، حالا این خاتون مکرمه صد باجاقلوی تازه سکه برای این مطلب بمن خواهد داد. دو روز هم مهلت است که جادوی من اثر خود را ببخشد. کسی هم بر این سر واقف نیست نخواهد شد.

بعد از گرفتنِ باجاقلوها دست و پایم را که بسته‌اند، تا ده روز نمی‌توانم خود را به آن طرفی بیندازم؟ مرا در آنجا که پیدا خواهد کرد؟ بعد از من هر چه بلا بوده باشد اگر تا ده روز پاریس خراب شد یا جاقلوها پیش قیل و قال او، شخصم را تیغ خواهد گذشت. تو چه میدانی؟ بلکه تا آن مدت بسانحهٔ از سانحات پاریس خراب شود. مگر این نوع حادثاتِ عجیبه در عالم کم وقوع یافته است؟

غلام علی (دستخطه پارها را از خورجین بیرون آورده، خنده کنان) این فقرهٔ اخیره را هرگز عقلم قبول نمی‌کند. خیالِ خام است.

مستعلی شاه (خنده کنان) این فقرهٔ سابقه را عقلت قبول میکند؟ آنهم خیالِ خام نیست؟

غلام علی (خنده کنان) آری، در آن چه شک است؟

مستعلی شاه. خوب! دیگر حواسم را بسؤالهای بیجا در تشویش مکن! برو! پیشِ اسب‌ها منتظر باش. من هم بعد از یک ساعت عملِ خود را تمام کرده همه سوار می‌شویم، برمیگردیم (غلام علی میرود) خان پری خاله! یاهو! در را محکم ببند. آدمی کسی نیاید (خان پری پا می‌شود، در را می‌بندد، می‌آید می‌نشیند)

مستعلی شاه. (خود بخود بزبانِ خودشان) این طایفهٔ زنان عجب بیچاره و ساده لوح میشوند. بدونِ تصور و تأمل باور میکنند که من در قراباغ نشسته پاریس را در طرفة العین زیر و رو می‌توانم کرد و یا مریخ هم در آن طرف آسمان گردنِ موسیو ژوردان را وقتِ رفتن می‌تواند بزند.

شهربانو خانم. بابا درویش! با که حرف می‌زنی؟ چه میگوئی؟

مستعلی شاه - خانم محترم میخواهم، کار مان راست بیاید. دیوها و عفریتها خبردار بشوند در چه فکر هستیم - (پس از آن پلاس را بلند کرده اولا دایره می کشد، میگوید) این دایره پاریس! (بعد تخته پاره ها را بهم چسبانیده ده دوازده تا بزرگ و کوچک بشکل اطاق و حجره در میان دایره خانه درست کرده میگوید) این هم شکل عمارات و خانه های پاریس (بعد رو بشهربانو خانم کرده) فرمایید بدهم پاریس را کن فیکون زیر و رو نمایند؟

شهربانو خانم - بلی دیگر چه کنیم؟ خدا باعث را بلا بدهد! تر و خشک با هم می سوزند. بیچاره پاریسی ها کار بدی که نکرده بودند. زیاد بالش بگردن دختران عروسان آنجا باشد که در مجالس همیشه با پسران و مردان در یک جا دور باز نشسته بصحبت و اختلاط مشغول گشته مردم را گمراه نموده از راه در میبرند. مشغول کار خود باش، بابا درویش!

مستعلی شاه - خانم دست مزد و انعام دیوها را کرم کنید!

شهربانو خانم - بابا درویش! برای دیوها انعام چه لازم است؟

مستعلی شاه - واه، خانم! اگر دیوهای من بی جیره و مواجب است که مفت خدمت بکنند. مگر من فدیه بنده علی بکنم که هیچ چی بآنها ندهم جز فحش و ترسانیم؟ خانم اطمینان بکنید که من دیوهایم را بحرف خشک و خالی نگاه بدارم؟ بلکه برای همچو کارها آنها را باید ضیافت کنم، تشخند نمایم، بازی بدهم تا زدن و کشتن شهاب ثاقب آنها را.

شهربانو خانم - چه طور تازدن و کشتن شهاب ثاقب بابا درویش؟ مگر نیده،

شہاب ثاقب آنہارا زدہ خواہد گشت؟

مستعلی شاہ (خندہ کناں) عجب فکر کردہ اید! پس دیوہا و عفریتہا ناحق بہلاکت این گلہ مردمانِ بے گناہ باعث مے شوند و شہر بایں قشنگی را بے جہت خراب می کنند؟ و در جزائے چنیں گناہ عظیم غضب خدا بآنہا نمی رسد؟

شہربانو خانم - خوب، بابا درویش! چونکہ چنیں است، چرا از جان شاں نمی ترسند و بچنیں کارہا پا میگذارند؟

مستعلی شاہ - اولاً برائے بُردنِ فرمانِ من است، ثانیاً احمقند. طبیعت ایشاں تقاضا میکند. اگر ہمچو نکنند آسودہ نمی شوند. اگر شیاطین نبود در دنیا ہرگز عمل بد نمی شد. بنی آدم را ہیچ کس بکارہائے بد دوچار نمی کرد۔

شہربانو خانم - راست میگوئی بابا درویش! چہ قدر باید بدیوہا انعام داد؟

مستعلی شاہ - زیاد نمی خواہم ہرچہ خودتان وعدہ کردہ اید صد تا باجاقلو خانم!

شہربانو خانم - بابا درویش! زیادہ نیست؟

مستعلی شاہ - خوب! شہرے کہ ہزار تومان صرف آرزو میدہید، خراب کنند، صد تا باجاقلو بدہید، زیاد است!

شہربانو خانم (رو بدخترش کردہ) شرف نساء بچہ! صندوقچہ پول را اینجا بیار۔

(شرف نساء خانم زود برخاستہ از بار صندوقچہ پول را گرفتہ بپیش می آرد. شہربانو خانم در صندوقچہ را باز میکند، صد تا باجاقلوئے تازہ سکہ در آوردہ میگوید)

شہربانو خانم - شرف جان! برائے خرج عروسیت دیگر پول نماند۔

شرف نساء خانم - باشد، ننہ جان! باز یک دویست تا توغلو میخرد ونیم، پول

سر جایش مے آید -

شہر بانو خانم - راست میگوئی، بچہ‌ام! مال فدائے جان است گوش و دماغ سپر بلائے سر است - (رویش را برمیگرداند) بگیر، بابا درویش!

[طلاہا را میلہ ہا مستعلی شاہ - درویش میگیرد، بگذارد لغلتش - زود آستینش را بالا کردہ کتابے از تو رجین در آوردہ، باز نمودہ، ورق میزند - بعضے صفحہ ہائے نقشہ ہویش را نگاہ کردہ سرش را بالا مے کند -]

مستعلی شاہ - بلے! عمل تمام است بشہر پاریس زیر برج عقرب اتفاق افتادہ از تاثیر ایں برج بودہ است کہ ہرگز بلا ازیں شہر کم نمی شود -

(بعد برخاستہ چوب دستی در دست گرفتہ رو بشہر بانو خانم و دختر ہش کردہ)

نترسید خانم ہا! دلتا نرا قائم بدارید (بعد یک چشمش را گرداندہ صورت خود را مہیب ساختہ ایں منتر میخواند) دغدغہا فتندہی، تب الکری کرندہی، تب الکموکموہا، بلیندہی بیندی بندی ہاد بجیپ و راست خود دمیدہ دلوہا و عفریتہا را باسم و صدائے مہیب خواندہ فرمان میدہد) یا طلینا، یا بلیجا، یا سلیخا! ہر گنبد پاریس را از جائے خود و بزنید الآن بزمین چنانکہ من ایں ہیکل را زدہ زیر و زبر مے کنم! (یک قدم عقب میرود، چوبے کہ در دست داشت بلند کردہ رو بدایرہ نہادہ اشکال اطاق و خانہائے کوچکی، کہ از تختہ پارہا ساختہ بود، میزند، از ہم مے پاشد، بعد لحظہ ایستادہ رو بشہر بانو خانم میکند) خانم چشم شما روشن! پاریس خراب شد - از من راضی شدید یا نہ؟

شہر بانو خانم - بلے، بابا درویش، خیلے راضیم! آقا باید خبر خرابی پاریس زود

بموسیو ژوردان برسد تا گرفتار نخود شده از شهباز دست بکشد. اما نمیدانم از پاریس تا اینجا این خبر را باین زودی که خواهد آورد؟

مستعلی شاه (قهقهه کنان) خا خا خا! خانم! آدمی که بیک چشم بهم زدن از این جا پاریس را برباد دهد در یک دقیقه و یا در یک ساعت و یا در یک روز تا ده روز خبر آن نمی تواند باینجا برساند؟ چه خیال می کنید؟

شهربانو خانم - راست میگوئی، بابا درویش! اما چه عجب می شد که این خبر در این حال بموسی ژوردان برسد، از سر ما رفع شود!

[در این اثنا یک دفعه در خانه را سخت می کوبند چنانچه میخواهند در را بشکنند. صدای موسی ژوردان در حالت اضطراب پشت در معلوم می شود. درویش مستعلی شاه جلد تخته پاره ها را پیچیده کچه رچین می ریزد، میان از دو دستش می دود پشت پرده که درویش با دیوان صحبت، پنهان میشود. موسی ژوردان تراق تراق در را می زند. کم مانده در را بشکند. حاتم خان آقا و شهباز بیگ را صدا میکند، در را باز کنید! شهربانو خانم سراسیمه از جا برخاسته ترسان ترسان میرود. دخترش، شرف نسا خانم سخت می لرزد.]

خان پری (دیوانش پوش بر خود میزند) وای ننم! وای بابام، وای!

(شهربانو خانم در را باز می کند)

موسی ژوردان - (تنگ نفس) کو حاتم خان آقا؟ کو شهباز بیگ؟

شهربانو خانم (ترسان ترسان) هر دو اطاق شرف نسا هستند. صبح بسر کشی

ایلغی رفته بودند- بسیار خسته شده آنجا افتاده خوابیده اند-

موسیو ژوردان - (بیانگ بلند، تنگ نفس) خانم، باید همین حالا بیدار شوند- من میمیرم - نمی توانم بایستم! حیف بتو پاریس! حیف بتو تولیر! حیف بتو پای تخت فرنگ! سلطنت خوب فرانسه بدبخت شد! هوه! پاریس! موندیو، موندیو!

شهربانو خانم - حکیم صاحب! چه چیز است؟ چه شده است؟

موسیو ژوردان - فرانسه بهم خورده - تولیر سرنگون گشته، پاریس خراب شده. دوماژ پاریس! دوماژ تولیر ——— !

شهربانو خانم - خدایا شکر - خدایا رحم کن!

موسیو ژوردان - شهر فرنگ سلطنت پاکیزه در طرفة العین چنان ویران شده که گویا نبوده است عقل درک نمکند که این چه کار است و چه سحر است - ستفرو! موندیو! موندیو! ستفرو!

شهربانو خانم - چه سحر، حکیم صاحب؟ اگر پاریس بسحر خراب شده، چه میگوئید؟

موسیو ژوردان - (هولناک بیانگ بلند) البته سحر است! کار سحر شده است که آدم مات مانده است - در یک طرفة العین حقیقتاً پاریس خراب شده - (ازین حرفها شرف النساء خانم دیگر بدتر بلرزه افتاده چشمش بطرفی برده که درویش پنهانست)

خان بهی - (غش غش کنان) بابام، وای! ننم، وای!

(درین حال نزدیک تالار حاتم خان آقا و شهباز بیگ از اطاقیکه خوابیده بودند

را دریافت کرده، تعجب نموده رو بسوی او گردانده نزدیک تر رفته آهسته خندان می پرسد)

شهباز بیگ - تو چرا می لرزی، ای مایهٔ فساد؟ یقین پاریس را بگفتهٔ تو خراب کرده اند که من هرگز نتوانم بروم آنجا!

شرف النسا خانم - (لرزان لرزان بصدای آهسته، چشمش بطرف پرده که درویش پنهان است) والله، سبحان دانم! از هیچ چیز خبر ندارم! من، هیچ تقصیر ندارم!

شهباز بیگ - (بخنده) نگاه کن به بین چه طور قسم میخورد بچه شیرین زبانی - خودش را گنهکار میکند - خوب! چرا می لرزی؟ دیگر اگر مثل تو پری زادهٔ بدیده پاریس را خراب کنند، در آن گناهی نیست -

(در این طرف)

شهربانو خانم - (رو بموسی ژوردان کرده) حکیم صاحب! شهباز را هم کجا می برید؟

موسی ژوردان - تو چه میگوئی - خانم؟ من هیچ نمیدانم سر خودم کدام بالین است! شهباز را کجا خواهم برد؟ حاتم خان آقا! زود باشید - سوار شوید، مرا بدرقه بکنید! باید تا صبح بکنار ارس برسم - تولبر! موندیو! موندیو!

حاتم خان آقا - شهباز! بیا، برویم، به بینم چه خواهیم کرد، این چه کاری بود روداد؟

بیدار شده دست پاچه، یکتا پیرهن بطرف صدای موسی ژوردان عید ند)
موسی ژوردان (تا اینها را دید) آخ! آمدید؟ حاتم خان آقا! شهباز بیگ!
شما بخدا زود برای من اسپها حاضر بکنید، باید همین حالا بروم، درنگ
نمیتوانم کرد. خودتان هم سوار شوید! مرا از ارس بگذرانید، برگردید.
حاتم خان آقا- (بحیرت) حکیم صاحب! چه حادثه روی داده؟ این
تعجیل رفتن شما را چه باعث شده است؟
موسی ژوردان (بآهنگ بلند) پاریس خراب شده، تولیر ریخته، سلطنت
فرانسه بهم خورده. دولت تغییر یافته. حالا از قونسول انگلیس که در تبریز نشسته
دیوان بیگی شما برای من کاغذ فرستاد و بعد از اطلاع این خبر می نویسد چاپار
بمصاحبت کاغذهای واجبی الان بلندن میرود. در کنار ارس منتظر من
است. تا دوازده ساعت دیگر من باید خود را باو برسانم. اگر تأخیر
کنم، چاپار میرود. من دیگر تنها بزودی نمی توانم خود را بدولت برسانم.
لوی فیلیپ بانگلیس گریخته. موندیو، موندیو!
حاتم خان آقا- (بحیرت) حکیم صاحبا! که خراب کرده؟ که بهم زده است؟
موسی ژوردان (با اضطراب) شیاطین! اجنه! دیوها! عفریتها! بدعملها!
کدام یکی را بگویم؟ اما، حاتم خان آقا، اسپ بیارید وقت
تأخیر نیست. دو ماته پاریس! تولیر! موندیو، ستفرد!
(حاتم خان آقا ازین سخنها اندکی متحیر میماند. اما شرف نسا خانم
بسیار بیسیار سخت بلرزه می افتد، شهباز بیگ حالت او

(هر دو از اطاق بیرون میروند پشت سر شان موسی نوروزخان.
بعد اینها درویش مستعلی شاه از پشت پرده یواش بیرون آمده
خود جلین را بدوش انداخته سرش را پائین کرده هرگز بانها متوجه نشده
میگریزد ناپدید می شود)

شهربانو خانم - خان پری! دیدی که چه شد؟

خان پری - خانم، من بشما نگفتم، از دست این درویش هیچ چیز جان را نمی
برد؟ و من هنوز هم می ترسم که از خرابی پاریس شهرهای دیگر را فرا رسیده،
خراب گردد. چنانکه از خرابی محالات نخجوان و شرور یک طرف کوه آغری
از هم پاشیده، همچو که درویش مے گفت.

شهربانو خانم - بلی! بعد ازین آن تعجب نیست عجب آن است که
مردها همیشه بما میگویند، بجادو باور نکنید. چگونه باور نمی توان کرد که
آدم بچشم خود چنین کارها را می بیند؟

خان پری - بله، خانم! مردها اگر عقل دارند چرا اینها را در سر قدم هزار
بار گول میزنیم و هرچه میخواهیم، می کنیم!

(مشرف نساء خانم ساکت و صامت ترسناک خشکیده مانده میماند)

پرده مے افتد

لغات !

افرادِ اہلِ مجالس

صفحہ

۲۵ افرادِ تمثیل :- وہ اداکار جو کسی ڈرامے یا ناٹک کی مختلف سبھاؤں میں حصہ لیں۔
مجلس :- سبھا۔ ACT :- ناٹک یا ڈرامے کا ایک حصہ۔ جو عام طور پر ایک ہی جگہ
دکھایا جاتا ہے گویا ایک مجلس کے پیش کرنے میں منظر کے تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی
اسی لیے مجلس کے ختم ہونے تک پردہ نہیں گرا کرتا۔ پردے کا گرنا یعنی DROP
اسی وقت عمل میں آتا ہے جبکہ ناٹک کا ایک مکمل مستقل حصہ یعنی مجلس SCENE
ختم ہو جائے (مجالس جمع ہے مجلس کی) سرگزشت :- کہانی۔ وہ واقعات جو کسی پر گزریں
سربیتی۔ موسیو :MONSIEUR فرانسیسی لفظ ہے اور یہ انگریزی لفظ مسٹر کا مترادف ہے۔ میاں
آقا صاحب۔ ژوردان JOURDAN (فرانسیسی اسم معرفہ) کو فارسی میں تبدیل کیا گیا ہے اس
عمل کو تعریب کہتے ہیں پاریسی :- پاریس کا رہنے والا۔ (یائے نسبتی) پاریس فارسی صورت
ہے PARIS کی۔ گویا یہ لفظ معرب ہے PARIS سے (اس لیے اس پر تعریب کا عمل واقع
ہوا ہے) حکیم :- دانا۔ جاننے والا۔ عالم۔ نباتات :- اُگنے والے پودے۔ جڑی
بوٹیاں۔ حکیم نباتات :- عالم نباتات یعنی جڑی بوٹیوں کی کیفیتوں کو سمجھنے والا۔
آقا :- مرد کے لئے تعظیم کا کلمہ ہے۔ تنگلہ مغال :- ترکستان کی جنوبی حد پر ایک مقام
ہے جس کے آس پاس قبائل جاڑوں کے دن بسر کرتے ہیں قراباغ :- ایران کی شمالی
حد پر روسی ترکستان میں بحیرۂ اسود کے کنارے ایک علاقہ ہے۔ اوبہ :- بستی۔ گاؤں
خیمے نصب کرنے کی جگہ۔ وہ مقام جہاں خانہ بدوش قبیلے سردیاں یا گرمیاں گزارنے
کے لیے خیمے لگا لیتے ہیں۔ برادر زادہ - بھائی کا بیٹا بھتیجا۔ نافرود :FIANCE

منگیتر جس سے کسی کی نسبت یا سگائی ہو چکی ہو۔ **مستعلی** :- بلند پایہ جس کا مقام یعنی رتبہ اعلیٰ ہو - باوقار - **شاہ** - یہ لفظ عام طور پر درویشوں کے نام کے ساتھ آتا ہے۔

پہلی سبھا

صفحہ

۲۶ **نوروز** نئے سال کا پہلا دن ایرانی سال کا پہلا دن عام طور پر ۲۱ مارچ کے مطابق آتا ہے اور موسم بہار کا پیش خیمہ ہوتا ہے - قدیم وقتوں سے ایران میں یہ رواج پایا جاتا ہے کہ اس دن ایک بہت بڑا جشن مناتے ہیں ۔ اسی تقریب کو عید نوروز کہتے ہیں

عید :- خوشی کی تقریب - جشن

قشلاق :- وہ گرم علاقہ جہاں صحرانشین قبیلے سردی کا موسم گزارتے ہیں - ترکی زبان کا لفظ ہے - ترکی زبان میں اس کا مطلب ہے گھر یا خیمہ۔

اطاق دویمی - ساتھ والا کمرہ - دوسرا برابر کا کمرہ۔

گریہ کناں :- روتی ہوئی - منہ بسورے "کناں" اسم حالیہ ہے کودن مصدر سے۔

پشم شانہ زدن - اون کو کنگھی سے صاف کرنا - کنگھی سے اون سلجھانا۔

بازی کردن - کھیلنا - کودنا

آغا - عورت کے لیے تعظیم کا کلمہ ہے - ترکی زبان کا لفظ ہے۔

باجی - ترکی زبان میں بہن کو کہتے ہیں

آغا باجی - بڑی بہن - بہن صاحبہ

تکان دادن - جھٹکنا - ہلانا - دھکا دینا - جھاڑنا - جھنجوڑنا۔

گم شو - دفع ہو - دور ہو آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو - دشنام کی ترکیب ہے غصہ اور بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔

شیطانی - شوخی - شرارت

دراز کردن - آگے کو بڑھانا - پھیلانا

ترا بخدا - تجھے خدا کی قسم ہے (یائے قسمیہ) خدا کے لیے بتاؤ۔

زیر دست زدن - بھپکی دینا - مکا مارنا تھپڑ مارنا جھٹکنا۔

کار دستم است - کار در دستم است - میرے ہاتھ کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ("در" حرف جار محذوف ہے)

میرے ہاتھ میں کام ہے فارغ نہیں ہوں۔

ص ۲۷۔ توکہ کارے کنی۔ تم بھلا کونسا کام کررہی ہو،

کام تو کوئی تم کرتی نہیں کہ "حرفِ تاکید ہے

ہمراہش للہ۔ تمام وقت۔ برابر محض۔ لگاتار

ننہ، ننہ من بچّے ماں کو پیار سے ننہ جان

کہتے ہیں۔

صدا کردن۔ آواز دینا۔ بلا لانا

چارقد۔ رومال جس سے عورتیں اپنے سر کو

ڈھانپتی ہیں۔ دوپٹہ۔

دلتنگ:۔ ناراض ہوکر غصے میں آکر جھنجلا کر

لکاتہ:۔ ایرانی زبان میں عورتوں کیلئے گالی ہے

ڈومنی۔ بے حیا۔ بدذات فاحشہ۔ بدکار

دست کشیدن۔ ہاتھ پیچھے ہٹا لینا پیچھا

چھوڑنا۔ کام کرنے دینا

بلند شدن۔ اٹھ کھڑے ہونا

آخ۔ کلمۂ تاسف۔ نیز دلفریبی ہے۔

آہ۔ افسوس۔

حالا۔ اب بھی۔ ابھی ابھی۔ دیکھتے دیکھتے۔

حاشا کردن:۔ صاف مکر جانا۔ انکاری ہوجانا

دستمال:۔ ہاتھ صاف کرنیکا کپڑا۔ انگوچھا۔

رومال جس کا مطلب ہے منہ صاف کرنیکا کپڑا

بچہ پر گل رو۔ قبر میں پڑے بچہ۔ بچے بڑے

بھاڑ میں۔ خاک میں مل جائے

دو چنگ۔ دو مٹھی بھر۔ اون صاف کرنے

کے کانٹے کو بھی کہتے ہیں

بجان آمدن۔ تنگ آجانا۔ مجبور ہوجانا

یک خوردہ۔ ذرا تھوڑے۔ کچھ کسی قدر

سر تو۔ تیرے پاس۔

واللہ۔ خدا کی قسم (خدا جانتا ہے)

دروغ۔ جھوٹ۔ غلط بات

ہے گریہ مے کرد۔ ہا بیرو رہی تھی۔ رہتے

جارہی تھی "ہے" یا "ہمے" کلمۂ استمرار ہے جو فعل

سے پہلے آکر مداومت ہمیشگی تسلسل کا مفہوم

پیدا کر دیتا ہے۔

بزمین خوردن۔ زمین پر آپڑنا۔ زمین پر

گر جانا

الحمد للہ۔ خدا کا شکر ہے۔

قشنگ۔ خوبصورت۔ چھبیلا۔ البیلا۔

خوش وضع۔

خوردنی۔ کھانے کی چیزیں۔

پوشیدنی۔ پہننے کے کپڑے۔

فراواں۔ زیادہ۔ بہت کافی

ناخوشیت۔ ناخوشی تو۔ تیرا غم۔ تیرا درد۔ الم

مشتہائش گرفتن۔ مٹھی بھرنا۔ انگلیوں میں زور سے مسلنا

زمیں خوردہ - ڈاٹن - خاک میں ملی ہوئی -
ننم وائے - ہائے میری ماں
از سر گرفتن - کسی کام کو نئے سرے سے شروع کرنا
پیش روم - پیش روئے من
عموت :- عموئے تو - تیرا چچا -
یاری - فضل - امداد -
عروسی - عروس شدن - یائے مصدری ہے
(عروس کا مطلب ہے دولہا بھی اور دلہن بھی) شادی
نکاح -
رزدائی - مقام رزد کا رہنے والا (یائے نسبتی ہے)
کاغذ - خط، چٹھی - نامہ و پیام (جدید فارسی)
چنگیاں :- جمع از چنگی - چنگ بجانیوالا (یائے
فاعلیت ہے) چنگ - ستار کی قسم کا ایک ساز ہے
شماخی - کاکیشیا میں ایک شہر ہے جو شروان کا
سب سے بڑا قصبہ ہے - یہاں کی رنڈیاں گانے بجانے کے
لئے مشہور ہیں - یاد رہے کہ شماخی میں یائے نسبتی نہیں
بلکہ اصلی ہے یعنی لفظ ہی کا ایک حصہ ہے -
وعدہ گرفتن :- وعدہ لے لینا - عہد کروا لینا
انگشت شست - انگوٹھے کیساتھ کی انگلی
کلمہ کی انگلی -
انگشت بزرگ - انگوٹھا
لب زیریں - نیچے کا ہونٹ

صفحہ 29

حرفہا زدن - باتیں کرنا - باتیں بنانا
بابام - بابائے من - میرا ابا (باپ)
تدارک عروسی - شادی کا سامان - ترتیب
انتظام -
پیش خود حرف مساز - اپنے پاس سے باتیں نہ
گھڑتی جا - دل ہی سے باتیں نہ بنا
دختر بچہ ہا :- دختران کم سن - چھوٹی عمر کی لڑکیاں
بچیاں -
توئے - کلمہ ظرف ہے - بمعنی در - اندر
آستین - کرتے کی باہنہ -
پائین انداختن - نیچے کو ڈالدینا - جھکالینا
انشاء اللہ :- خدا نے چاہا تو -
زبانم ہم بہ بیخ گیرد - میرے منہ سے نکلی
ہوئی بات اٹل ہے - میرا کہا پورا ہو کر ہی رہیگا
میرے کہنے کے خلاف نہیں ہو سکتا -
پاریس - فرانس کا دارالسلطنت (پیرس)
خس و خاشاک - کوڑا کرکٹ - گھاس پھوس
گلی سڑی بوٹیاں -
ورچیں - فعل امر از "ورچیدن" (اکٹھا کرنا -
چننا - تلاش کرکے اٹھا لینا - اسم مرکب معطوف
اور فعل امر مل کر خس و خاشاک ورچیں اسم فاعل ترکیبی
ہوگیا یعنی بوٹیاں اور پتیاں وغیرہ سمیٹنے والا حکیم

نباتات کی کتنی تحقیر آمیز تعریف ہے DEFINITION

داد وستد - لین دین - ہنج بیوپار - سروکار

مردہ شور - مردہ شوی کی عامیانہ صورت ہے مُردوں کو نہلانے والا - کلمۂ نفرین -

بچۂ جاہل - نادان چھوکرا - بھولا بھالا - الھڑ جوان

عقل کسے را فریبدن - کسی کو بیوقوف بنادینا - بہکالینا - اُلو بنالینا - عقل پر پردہ ڈالدینا

دُختر - کنواری لڑکی سنسکرت میں دہتری ہے ایک یورپین محقق لکھتے ہیں کہ یہ لفظ سنسکرت میں مشتق ہے اس مادہ سے جس کے معنی ہیں دودھ دوہنا - وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ عہدِ قدیم میں غالباً بیٹیوں کا کام دوہنا ہوگا اسی لیے دُہتری کہتے تھے - لطف یہ ہے کہ فارسی میں بھی دوختن بمعنی دوشیدن (دودھ دوہنا) ہے اسی سے دُختر ہے اور دوشیزہ فارسی میں دخترِ بکر - کنواری کو کہتے ہیں - یہ بھی دوشیدن سے مشتق ہے - خان آرزو کہتے ہیں کہ ابتدا میں دوشیزہ چھوٹی لڑکی کو کہتے تھے جب دوغ (دکھنے) پر لے پھرتے ہیں پھر عموماً دختر کو دوشیزہ کہنے لگے - پھر دخترِ بکر کے لیے خاص ہوگیا (سخندان فارس)

عروس - بیاہی ہوئی لڑکی دلہن

رُوباز - کھلے مُنہ بغیر پردہ کے - بے نقاب ہو کر

مجالس - محفلیں - سوسائٹی

نشست و برخاست میکنند - فعل مرکب ہے یعنی می نشینند - برخیزند - اُٹھتی بیٹھتی ہیں -

صفحہ ۲۰ **می جہم** - نکل جاؤں گا - آنکھ بچا کر جھٹ سے چل دونگا -

ارس - روسی ترکستان میں ایک دریا ہے جو آرمینیا اور آذربائیجان کی شمالی سرحد کے پاس سے شمال کو بہتا ہوا بحیرہ خزر میں جا گرتا ہے۔

پیدا کردن - ڈھونڈ لینا - کھوج لگانا - تلاش کر کے پالینا

تماشا کردن - دیکھنا - سیر کرنا

خلاص کُن - چھٹی کر - فارغ ہو - (ڈولی میں ڈالدے)

پشتِ گوش انداختن - کان کے پیچھے ڈالدینا توجہ نہ دینا - ایک کان سُننا اور دوسرے کان اڑادینا

روئے درہم کشیدہ - مُنہ بگاڑ کر - مُنہ بنا کر یا بسور کر

نیم خند - مُسکرا کر -

کجک - وہ پر یا پھُولدار کانٹا جو یورپ کی نفیس اہل عورتیں اپنی ٹوپی یا سر کے بالوں میں لگاتی ہیں ایک خوشنما حاشیہ جیسے یورپین لوگ گریبان کے گرد سیتے ہیں -

سوغات - ترکی لفظ ہے سوغات تحفہ

سر گردن - سر پر لگانا

ماہوا پرداشتہ - شوق میں آکر (اس کے کمال ہونے پر - دُھن میں ہو -

سر خودی - سر خود ہستی - تو خود مختار ہے - اپنی من مانی کرتا ہے -

سرِ خود۔ یعنی خودسر۔ جو اپنی مرضی کا مالک ہو۔
البتہ۔ بے شک۔ کیوں نہیں۔
اذن گرفتن۔ اجازت حاصل کرنا۔ رخصت چاہنا
از راہ رفتن۔ گمراہ ہو جانا۔ ٹھیک یا اچھے رستے
سے بھٹک جانا۔ بہک نکلنا
چکارہ:۔ چہ کارہ؟ کس کام کا۔ کون بھڑوا!
نو میں نہ تیرہ میں۔
فریفتہ۔ پھسلا کر۔ فریب دے کر۔
کارے بسرِ کسے آوردن۔ کسی کے سر پر آفت
توڑنا۔ کسی پر مصیبت ڈال دینا۔
زن بردن۔ نکاح کرنا۔ جورو بنانا۔
زور۔ زبردستی۔ مجبور کرنا۔
پئے چیزے رفتن۔ کسی چیز کے پیچھے پڑ جانا۔ کسی
چیز میں لگ جانا۔
دزدی اور دغلی۔ چوری چکاری۔
دغلی۔ دغل بودن (یلئے مصدری) مکار، حیلہ ساز
بدمعاش۔ بدچلن۔ آوارہ اور غنڈا ہونا۔ غنڈاپن بدکاری
برہنگی۔ برہنہ بودن۔ ننگے ہونا۔ عریانی
گرسنگی۔ گرسنہ بودن بھوکے ہونا۔ از گرسنگی و برہنگی۔
بھوک ننگ سے تنگ آکر۔ فلاش و نادار ہونے کے سبب
کم و کسر داشتن۔ کسی چیز کی کمی ہونا۔ کم اور کسر
ہم معنی ہیں۔ کسرے میں یلئے تنکیر ہے۔ یعنی

کوئی کسی قسم کی۔ گئے گزرے ہونا۔ کسی لحاظ سے محتاج ہونا
صفحہ ۲۴ ریشخند۔ تمسخر۔ استہزا۔ دکھ اور نفرت کی ہنسی۔
راہ زدن۔ ڈاکہ ڈالنا
یکسر۔ پورے طور پر۔ بالکل
مردکہ۔ مردوا۔ کاف تصغیر و تحقیر ہے۔
از راہ بدر بردن۔ بہکا لینا۔ گمراہ کر لینا۔
بچہ زبانہا تابیدہ۔ کن باتوں سے بہلا کر۔
کیا دم پٹی پڑھا کر۔ کیسی چکنی چپڑی باتوں میں
پھسلا کر۔ خوشگل جنہیں اچھی میٹھی لگی بھلی
ہو۔ خوبصورت۔ بانکی رسیلی۔
مے گویند۔ باتیں کرتے ہیں۔
پسر۔ بیٹا۔ جدید فارسی میں لڑکا۔ چھوکرو۔
حرف اولی۔ وہی بات جو تم پہلے بتا چکی ہو۔
بخاطرم نماندہ (بخاطرم نماند۔ حرف جار مخذوف ہے)
میرے ذہن سے اتر گئی ہیں مجھے یاد نہیں رہیں۔
(بخاطر ماندن۔ یاد رہنا)
اللہ اکبر۔ سبحان اللہ۔ بیزاری اور غصے کے اظہار
کا کلمہ مرکب ہے۔ پا سوز۔ عاشق۔ شیفتہ۔
اتفاق۔ ہمراہی۔ رفاقت۔ ساتھ۔
صفحہ ۳۳ سیل۔ ندی نالہ۔ پانی کی رو۔ چلتا ہوا پانی
عزا گرفتن۔ سوگ کرنا۔ غمگین رہنا۔
رنج اٹھانا۔

زنگہ - جروا - کاف تصغیر و تحقیر ہے۔

فرار کردن - بھاگ نکلنا - تیزی سے چلدینا

چوپان - جانوروں کی دیکھ بھال کرنیوالا
سائیس - گڈریا - چرواہا۔

واجبی - ضروری - اہم۔

نمک نشناس - نمک کا حق نہ پہچاننے والا۔

نمک حرام - بیوفا - دغاباز۔

غذائے سر نہار - صبح کا کھانا۔

کرہ - مکھن۔

سر شیر - دودھ کی بالائی - "سر" اور "بالا" دونوں
کا مطلب "اوپر" ہے - چونکہ بالائی دودھ کے
اوپر آتی ہے اسی لئے نواب سعادت علیخاں نے
اس کا نام بالائی تجویز کیا۔

سر شام - شام کے وقت - شام کے کھانے
کو - رات کے لئے۔

بز قورمہ - بھیڑ بکری کا بھنا ہوا گوشت کباب

ایلات - ایل کی جمع ہے - ترکی زبان میں
ایل قبیلہ کو کہتے ہیں۔

بے معرفت - بے علم - بے مروت - بدسلیقہ

حرمت - عزت - پاس - تواضع - آؤ بھگت

برباد رفتن - تباہ و برباد ہو جانا - بیکار جانا

تعجیل - جلدی کرنا - کسی کام کو فوراً کرنا

صفحہ ۳۷

ترش رو - منہ بگاڑے - غصہ میں۔

غیر طبعی - مصنوعی - بناوٹی - دکھاوے کا

خاخا یا قہ قہ - کھلکھلا کر ہنسنے کی آواز کو ظاہر
کرتا ہے - خاخا فارسی زبان کا اور قہ قہ عربی
زبان کا حکایت الصوت ہے یعنی ایسا کلمہ جو
اپنی ادا سے اپنا مفہوم ادا کر جائے۔

شوخی - مذاق - ہنسی - چھیڑ - لاڈ پیار - چونچلا

دہ تا پول - دو پیسے بھر۔ "تا" اظہار عدد کیلئے استعمال
ہوتا ہے - مراد ہے ذرا سی - محاورے میں نام کو بھی
رتی یا کوڑی بھر بھی وغیرہ

مفت - بیہودہ - بیکار - فضول - نکما۔

از جا در رفتن - آپے سے باہر ہو جانا - سدھ
بدھ کو کھو بیٹھنا - بیقرار ہو اٹھنا۔

سہل - معمولی - آسان - فضول۔

سہل پنداشتن - اہمیت نہ دینا - معمولی
خیال کرنا - پرواہ نہ کرنا۔ پارہ - کچھ - کسی قدر

ضعیفہ - بڑھیا مراد ہے بیگم - یہ لفظ غم افزا
ماجرے کی تلخی کو کم کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے

داد کردن - شور و فریاد کرنا - فغان کرنا - چلانا
چیخنا - بیٹھنا۔ الان = ابھی - فوراً

بیش خود - خود بخود - آپ ہی - اپنے آپ

جویا - تلاش کرنیوالا - جویا شدن = تلاش کرنا

پتہ لگانا۔ حوصلہ کسے تنگ شدن۔ گھبرانے کے باعث اوسان خطا ہو جانا۔ نہایت بیتاب ہونا۔ غم کرنا۔

ترجمہ

۲۶ [پہلی منظر: بخارا کی ولایت کے اندر سن بارہ سو تریسٹھ (ہجری) میں، نوروز کی عید کے گزرنے سے ایک دن بعد، تلکہ مخاں کے گرم سیر علاقے میں جمتی ہے۔ شرف النسا خانم دوسرے کمرے میں، چپکے چپکے روتی ہوئی، کنگھی سے اون صاف کر رہی ہے۔ گلچہرہ اس کے روبرو کھیل کود رہی ہے۔]

گلچہرہ۔ بڑی باجی (بہن)، یہ تم رو کیوں رہی ہو؟

شرف النسا خانم (اس کے ہاتھ پکڑ کر جھنجھوڑتی ہے) دفع ہو جا۔

گلچہرہ (پھر شرارت کرتی ہوئی اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھاتی ہے) آپا جان! تم کو خدا کی قسم! (بتاؤ) تم روتی کیوں ہو؟

شرف النسا خانم (پھر اس کے تھپڑ دیکر) میں جو کہتی ہوں دور ہو جا! (کیا میں ایک بار نہیں کہہ چکی کہ دفع ہو جا!) میرے ہاتھ کام میں لگے ہیں۔ مجھے اپنا کام کرنے دے۔

۲۷ گلچہرہ۔ کام وام تو کچھ کرتی نہیں۔ بس روئے جا رہی ہو۔ بھلا میں بھی تو سنوں کہ تمہارا رونا کس چیز کے لئے ہے! اور اگر تم نے مجھے نہ بتایا تو ابھی جا کر ماں کو بلا لاؤں گی۔ ہاں تو بتاؤ۔ آخر مجھے بھی تو معلوم ہو کہ یہ رونا کیا وجہ رکھتا ہے! (دوپٹے کو اس کے سر پر سے کھینچتی ہے)

شرف النسا خانم۔ (جھنجھلا کر اسے زور سے دھکا دیتی ہے) دور ہو، بدذات! پیر اچھا چھوڑتی۔ مجھے اپنا کام کرنے نہیں دیتی۔

(گلچہرہ گر پڑتی ہے۔ بعد میں اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور روتی روتی ماں کے پاس چلی جاتی ہے)

شرف النساء خانم - (اکیلی ہی اکیلی) اُف ری بدکار کہیں کی! اب ماں کے پاس جا کے اور خبر کر دیگی - یا میرے مولا! اگر ماں آکر مجھ سے پوچھے کہ "تو روتی کیوں تھی؟" تو میں جواب کیا دوں گی! ہائے میری قسمت! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا - کہ میں اپنے رونے کی وجہ بتا دوں! بہتر تو یہی ہے کہ صاف مکر جاؤں - اور کہہ دوں کہ میں بالکل نہیں روئی (روئی ہو گی میری بلا - جانے میری بلا)

(اپنی آنکھوں کو رومال سے پونچھتی ہے - اسی اثنا میں دروازہ کھلتا ہے اور شہربانو خانم آتی ہے)

شہربانو خانم - بیٹی! اس بچی کو تو نے جھٹلا کر کیوں دھکے بٹھایا ہے؟

شرف النساء خانم - قبر میں پڑے یہ بچی! (دیکھو نا) کیا کہیں نچلی بیٹھتی ہے؟ (مگر کلمۂ استفہام بمعنی کیا - آپا) سویرے سے لیکر اب تک اس نے مجھے دو مٹھی بھر اون بھی نہیں صاف کرنے دی - شرارتیں کر رہی ہے کبھی اون اٹھا لے جاتی ہے کبھی میری اوڑھنی کو کھینچتی ہے - میں بھی آخر ستّ پا کر تنگ آ گئی - اور اس کو ذرا دور دھکیل دیا - یہ روتی روتی دوڑی اور تمہارے پاس چلی گئی - کوئی خون تو نہیں ہو گیا، آخر!

گلچہرہ - (روتی ہوئی اپنے ہاتھوں کو آنکھوں پر ملتی ہے) نہیں نہیں خدا کی قسم، جھوٹ بول رہی ہے - کوئی اون وون صاف نہیں کرتی تھی - بس ایک ساتھ روئے جا رہی تھی - میں نے کہا، رو مت - اُلٹا مجھے دھکا دیکر گرا دیا - میں زمین پر چت گر پڑی - (میری پیٹھ زمین سے آ لگی) نوٹ: "لیتنم" کی بجائے "لیتم" پڑھیں تو مطلب ہو گا "اور زمین پر گر پڑی" صفحہ ۲۸

شہربانو خانم - شرف النساء بھلا رونے کا کیا مطلب ہوا؟ تمہیں آخر ہوا کیا ہے جو رو رہی ہو؟ خدا کا سو شکر ہے، باپ تمہارا زندہ، ماں تمہاری سلامت، چھیل چھبیلا، بانکا تیکھا منگیتر تمہارے پاس موجود، نہ کھانے کی کمی، نہ پہننے کی ٹوٹ، ایسے میں تمہارا رنج و غم چہ معنی؟ پھر رونے کی کیا بات ہوئی؟

شرف النساء خانم - نہیں نہیں، خدا مجھے بچائے! میں نہیں روئی (گلچہرہ کے ایک چٹکی لیتی ہے) اری موئی! بھلا میں کب رو رہی تھی؟

(گلچہرہ نے سر سے ہائے ماں ہائے ماں! کہتی ہوئی رونے لگتی ہے۔ اس کے بعد پھر)

شرف النساء خانم :۔ ہرگز نہیں! خدا کی قسم جو میں روتی ہوں۔ شکر ہے اللہ کا باپ میرا زندہ ہے، ماں میری سلامت ہے پھر اور کس بات کیلئے رونے لگوں؟

شہر بانو خانم (ہنستی ہوئی) پیاری بیٹی! تو پھر کیوں نہیں کہا کہ منگیتر میرا پاس موجود؟

شرف النساء خانم ۔ میرا منگیتر کون!

شہر بانو خانم ۔ اچھا تو کیا کہا، تمہارا منگیتر کون؟ بھلا تمہارا چچیرا بھائی شہباز بیگ تمہارا منگیتر نہیں ہے؟ اب سے بیس دن بعد تمہارا باپ خدا کے فضل سے تمہاری ایسی شادی رچے گا کہ قرا باغ کے سب چھوٹے بڑے عش عش کر اٹھیں گے۔ ابھی پرسوں ہی رزدا والے قربان بیگ کو چٹھی لکھی ہے کہ وہ شماخی کی گانے بجانے والیوں سے وعدہ طے کر کے شادی کے موقع پر انہیں بھیج دے۔

شرف النساء خانم :۔ کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان نیچے کا ہونٹ پکڑ کر سر کو اوپر اٹھاتی ہے۔ (نوٹ :۔ ہونٹ پر انگلی رکھنا یا ہونٹ کو انگلیوں میں لینا عورتوں کے یہاں اظہارِ حیرت کے لئے عام ہے) واہ امی جان کیا بہکی بہکی باتیں کر رہی ہیں اور شہباز بیگ؟ وہ تو آج سے دس دن بعد یہاں سے جا رہا ہے۔ معلوم نہیں ابا جان کس کے واسطے بیاہ شادی کا ڈنبر رچ رہے ہیں! صفحہ 29

شہر بانو خانم ۔ (حیران ہو کر) ہیں، شہباز جا رہا ہے؟ کہاں جائے گا اور کس کے ساتھ؟ تم کیا کہہ رہی ہو؟ سچ کہتے ہیں کہ چھوٹی بچیاں نادان نہیں ہوا کرتیں۔ ان کے آنسو تو ان کی باہنہ میں رہتے ہیں۔ (ان کے آنسو پلکوں پر رہتے ہیں، ذرا سی بات پر ان کی آنکھیں ڈبڈبا آتی ہیں۔ اور آنسو بہ نکلتے ہیں۔ (آستین یعنی کرتے کی باہنہ کی رعایت اس لئے ہے کہ چھوٹے بچے آنسوؤں کو باہنہ سے پونچھا کرتے ہیں۔ بتاؤ نا، آخر مجھے بھی پتہ لگے کہ شہباز کے جانے کے متعلق تم سے کس نے کہا ہے!

شرف النساء خانم :۔ (سر نیچے کو جھکا کر) اس نے آپ ہی (بتایا)!

شہر بانو خانم ۔ اچھا تو، کہاں جا رہا ہے وہ ؟

شرف النساء خانم ۔ مجھے کیا معلوم ؟ یورپ میں، پیرس کو، خدا ان کا ستیاناس کرے۔ مالک نے چاہا تو میری بات بھی ٹلنے کی نہیں (اگر اللہ نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا یعنی یورپ اور پیرس دونوں ہی، برباد ہوکر رہیں گے۔ میرا بول خالی نہیں جائے گا۔)

شہر بانو خانم ۔ بہتر، تو شہباز پیرس کو جا کس کے ساتھ رہا ہے ؟

شرف النسا خانم ۔ ہمارے مہمان، موسی ژوردوان کے ساتھ۔

شہر بانو خانم ۔ اچھا تو ہمارے ہی اس کوڑا کرکٹ سمیٹنے والے یورپین کے ساتھ ؟ آخر غرض کیا پڑی ہے ؟ اسے (شہباز کو) یورپ میں کیا بنج بیوپار آ پڑا ؟ کہیں پیرس کے مردے نہلانے والا تو نہیں مر گیا ؟ (مراد یہ ہے کہ مردے نہلانے والے کی موت سے جو اسامی خالی ہوئی ہے بس شہباز اس کو پُر کرنے کے لیے تو نہیں جا رہا ؟ گویا شہباز کو پیرس سے کوئی واسطہ یا سروکار نہیں طنز ہے۔ ہمارے ہاں ایسی مطلب کو یوں ادا کرتے ہیں ۔ " تو کیا شہباز وہاں گوروں کی قبروں پر چینخیں مارنے جا رہا ہے ؟ ")

شرف النسا خانم ۔ جانے میری بلا ! نادان چھوکرا ہے ! موسی ژوردوان نے یہ بتا کر اس کی عقل پر پانی پھیر دیا ہے ۔ کہ پیرس کی محفلوں میں نوجوان لڑکیاں اور نئی نویلی دلہنیں کھلے منہ اٹھتی بیٹھتی ہیں ۔ اس نے ایسی ہی اور بھی کئی چکنی چپڑی باتیں سنائی ہیں ۔ ادھر اس کے (شہباز کے) سر میں بھی جنون سما گیا ہے کہ مجھے ایک بار جا کر پیرس کی سیر ضرور کرنی چاہیئے ۔ پہلے تو اپنے چچا سے اجازت چاہوں گا۔ اور اگر اس نے اجازت نہ دی، تو رات کے وقت گھوڑے پر سوار ہوکر کھسکتا بنوں گا ۔ دریائے ارس کے اس پار موسی ژوردوان کی تلاش کر کے (اتا پتا یعنی کھوج نکال کر) اکٹھے چل دیں گے ۔ اور پیرس کی سیر کریں گے۔

صفحہ ۳۰

شہر بانو خانم (جس موزے کو ہاتھ سے بُن رہی تھی ۔ اسے نیچے پھینک کر چھوٹی

لڑکی سے مخاطب ہوتی ہے) بیٹی گھبو! ذری جاؤ نا، شہباز کو تو اس کمرے سے بلا لاؤ۔ بھلا دیکھوں تو سہی کہ یہ ماجرا کیا ہے! (گھبو جاتی ہے) حاتم خاں ان سے میں نہ کہتی تھی کہ ارے سیانے آدمی (بھلے مانس)! ان بچوں کی شادی سے ذرا جلدی نپٹ لو اور سرخرو (فارغ) ہو جاؤ۔ اب مجھے تو شہباز کے متعلق دھڑکا سا لگا رہتا ہے۔ دن بھر ہزار الٹے منصوبے باندھتا رہتا ہے (لیکن حاتم خاں آنا بھی عجیب مرد ہے) میری ایک نہ سُنی۔ میرا کہا تو اس کے کانوں پر سے پھسل گیا۔ (اُس کے کانوں پر جوں نہ رینگی) آخر وہی ہوا نا (جس سے میں ڈرتی تھی)

(اتنے میں دروازہ کھلتا ہے اور شہباز بیگ اندر داخل ہوتا ہے)

شہباز بیگ:- چچی جان، خیر تو ہے؟ کیا معاملہ ہے؟

شہر بانو خانم:- (منہ لٹکائے ہوئے) شہباز! میں نے کچھ اڑتی اڑتی سنی ہے کہ تم یورپ میں پیرس کو جا رہے ہو! یہ ماجرا ہے کیا؟

شہباز بیگ۔ (مسکراتا ہوا) اگر میں چلا بھی جاؤں تو مضائقے کی کونسی بات ہے، چچی صاحبہ؟ جاؤں گا اور پھر لوٹ آؤں گا۔ ساتھ ہی شرف نسا کے لیے سوغات کے طور پر وہ کلغیاں بھی لیتا آؤں گا، جو یورپین لڑکیاں اپنے سروں پر لگایا کرتی ہیں۔

شرف نساء خانم۔ مجھے اُن کلغیوں کی ضرورت نہیں۔ جو یورپین لڑکیاں اپنے سروں پر ٹانکتی ہیں۔ جب پیرس میں جاؤ تو (یہ کلغیاں) خرید کر انہی کے سروں پر لگا دیجو۔ جن کے عشق کی دھن میں سودائی ہو کر پر لگائے اُڑے جا رہے ہو!

شہر بانو خانم۔ ہاں تو ٹھیک ہے! تو کلغیاں خریدو، یورپین لڑکیوں کے سروں پر ٹانک دینا۔ شرف نساء خانم کو ان سے کیا کام؟ اچھا تو ذرا مجھے بھی بتلاؤ کہ تم خود مختیار (جو من مانی کرنے پر تلے ہوئے ہو۔) یا اپنے باپ کی بجائے کسی اور کو بزرگ مانتے ہو؟ صفحہ ۳۱

شہباز بیگ۔ بیشک! (کیوں نہیں) جب تک اپنے چچا سے اجازت حاصل نہیں کر لوں گا کہیں نہ جاؤں گا۔ میرے لئے اس سے اجازت تو خیر موسیٰ تو دالان ہی لے لیگا۔

شہر بانو خانم (غصے میں آکر) بہت بہتر! تم راستے سے بھٹک گئے ہو، اپنے آپ میں نہیں رہے۔ جاؤ۔ میں ابھی گھڑی حاتم خاں آغا کو بلاتی ہوں۔ میں دیکھوں گی کہ موسیٰ تو دالان کی کیا اوقات ہے جو اس کے بھتیجے کو جکڑنے کو پیرس لے جارہا ہے۔ خدا جانتا ہے، اُس کی وہ گت بنا کے چھوڑوں گی (ایسا قافیہ تنگ کروں گی) کہ وہ تو اپنے آنے جانے (آر جار) کی راہ کو کھو کر وہ پیرس تک کو بھی بھول جائے۔ بہت خوب تم جاؤ۔ میں ابھی حاتم خاں آغا کو آواز دیتی ہوں۔ بھلا دیکھوں تو سہی کہ بیس دن تو تمہاری شادی کو رہ گئے ہیں اور تم کیونکر پیرس کو جانے لگے۔

شہباز بیگ۔ تو میری شادی کو بیس دن کیسے رہ گئے ہیں؟ ابھی تو میں بچہ ہوں۔ اپنی مرضی سے تو اتنی جلدی جورو گھر میں نہیں ڈال لوں گا۔ اور نہ ہی بیاہ کروں گا کیا کوئی زبردستی ہے؟

شہر بانو خانم۔ (چلا کر) ہاں زبردستی ہی تو ہے۔ بے شک! اگر شرف نسا انجان نہ ہوتی تو اب سے دو برس پہلے ہی تمہاری شادی ہو گئی ہوتی (میں تو چاہتی تھی کہ آج سے دو سال پہلے تمہارا بیاہ ہو جاتا۔ لیکن شرف نسا ابھی کمسن تھی۔ البتہ اب تو وہ سیانی ہو گئی ہے۔ شادی کے قابل ہے) تم کے سے سیدھے سادے اکثر نوجوان گھر میں اپنی بیاہتا نہ ہونے کے باعث، سب کے سب بُرے راستے پر پڑ جایا کرتے ہیں اور چوری چکاری کرنے لگتے ہیں۔

شہباز بیگ:۔ انسان بھوک ننگ کا ستایا ہوا چوری چکاری اور غنڈا پن اختیار کیا کرتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے کسی چیز کی بھی تنگی اور پرواہ نہیں ہے۔

شہر بانو خانم۔ (طعن آمیز ہنسی کے ساتھ) واہ، اچھا تو، کون سے بھوکے ننگے چور بن گئے اور ڈاکہ ڈالنے لگ پڑے، تجھ کو قسم ہے خدا کی! اپنی عقل پر نہ اترا جا اپنا کام کر۔ تو

صفحہ ۴۲

تو بالکل بدراہ ہو گیا ہے!

(شہباز سر کو نیچے ڈالے چلا جاتا ہے)

تو کیا حاتم خاں آغا اور شہر بانو خانم کہیں مر گئے ہیں جو ایک یورپی مردوا شہباز کو راستے سے بہکا کر پیرس لے جائے؟ جب تک ہم زندہ ہیں۔ کوئی بھی طاقت شہباز کو پیرس نہیں لیجا سکتی ہے! بیٹی شرف النساء! اری میں تو بھول ہی گئی! مجھ کو بتاؤ نا کہ وہ گھامڑ پھونس اکٹھا کرنیوالا شہباز کو کن کن لچھے دار باتوں میں پھسلا کر اسے پیرس لے جا رہا ہے!

شرف النساء خانم :- میں کیا جانوں، وہ کیا کچھ کہتا رہا ہے؟ یہی کہا ہے کہ پیرس میں جوان لڑکیاں اور خوبصورت لیڈیاں، جلسوں میں آدمیوں کے درمیان ننگے منہ چلتی پھرتی ہیں

شہر بانو خانم اور کیا کہا ہے (اس نے)؟

شرف النساء خانم - مجھے کیا علم؟ یہی کہا ہے کہ جوان لڑکے کنواری لڑکیوں اور لیڈیوں کے ساتھ ایک ہی جگہ کھیلتے کودتے ہیں۔ بات چیت اور چاؤ چونچلے کرتے ہیں۔

شہر بانو خانم -(اُچاٹ سی ہو کر) اجی خوب، یہ تو ہوئی نا وہی پہلی بات! اس کے علاوہ اس نے اور کیا باتیں کہی ہیں؟

شرف النساء خانم - کہنے کو تو اس نے اور بھی بہت کچھ کہا ہے، وہ مجھے یاد نہیں رہا یہی ایک بات مجھے یاد رہ گئی تھی۔ باقی جانے میری بلا۔

شہر بانو خانم -(غصے میں) اللہ اکبر! بیٹی! آخر میں حاتم خاں آغا سے کیوں کر کہوں کہ تیرا بھتیجا، شہباز بیگ، قراباغ میں اپنی ہی جگہ پہ بیٹھے بیٹھے پیرس کی کنواریوں پہ لٹو ہو کر موسیٰ ژوردان کے ساتھ جا رہا ہے؟ میری سولہ سال کی لڑکی، شرف النساء خانم یہیں سے پیرس کی کنواریوں اور بیاہتا تیتیوں پہ حسد کر رہی ہے۔ ابھی نہ کوئی گیا ہے، نہ صفحہ ۳۴
آیا اور یہ ہے کہ اس نے آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگا رکھی ہے۔ اور سوگ کر رہی ہے!

شرف نساخانم (اپنی جگہ سے اٹھ کر) اف میرے اللہ خاک پڑے میرے سر پر! یہ چرواکیا باتیں بنا رہی ہے! ادھر تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اب میں اٹھوں اور نکلوں (جلدی ہی کمرے سے باہر آکر چل دیتی ہے)

شہر بانو خانم۔ (اپنی چھوٹی لڑکی سے مخاطب ہو کر۔) گلچہرہ! تمہارا باپ گھر کے پچھواڑے سے گڈیوں سے بات چیت کر رہا ہے۔ جاؤ اور اُسے بہت جلد یہاں آنے کے لئے کہو کام بہت ضروری ہے (گلچہرہ بھاگ جاتی ہے) یہ فرنگی لوگ کس قدر ناشکرے اور نمک حرام ہوتے ہیں۔ کسی کی نیکی نہیں جانتے۔ میں ہی نگوڑی بے وقوف تھی (جو یہ کہتی کہ) موسی ژوردان کے کھانے کے لئے ہر روز صبح کیوقت مکھن چاہیئے ملائی بھی چاہیئے۔ شام کے وقت پلاؤ ضرور ہو۔ کباب بھی ہو، (میرا مطلب یہ تھا کہ) کہیں وہ نہ ہو کہ اپنے ملک میں جاکر یہ کہنے لگے کہ قرا باغ کے قبیلوں کی عورتیں سلیقہ و تمیز نہیں رکھتیں۔ آئے گئے کی آؤ بھگت نہیں کر سکتیں۔ یا اللہ میری توبہ، اور دیکھو نیکی کر کے۔ میری تمام نیکیوں پر پانی پھر گیا۔

(اسی اثنا میں دروازہ کھلتا ہے اور حاتم خاں آقا داخل ہوتا ہے)

حاتم خاں آقا۔ بیگم خیر تو ہے۔ کیا بات ہو گئی۔ جو مجھے اس قدر جلد بلا بھیجا؟

شہر بانو خانم۔ (تلخ ہو کر) اور کیا چاہتے ہو، ہو جائے؟ لو دیکھو اس گھاس پات چننے والے کی کرتوت، جو کھانے پینے اور سونے اٹھنے میں تمہارا عزیز مہمان مشہور ہے تمہارے بھتیجے کو گمراہ کر کے اپنے ساتھ پیرس لئے جا رہا ہے!

صفحہ ۳۴

حاتم خاں آقا۔ ہیں! موسی ژوردان شہباز کو بھلا کیونکر پیرس لے جا رہا ہے؟ کون کہتا ہے؟

شہر بانو خانم۔ میں جو کہتی ہوں۔ خود شہباز نے شرف نسا کو بتایا ہے!

حاتم خاں آقا۔ (بناوٹی ٹھٹھا لگا کر) کھا کھا کھا! شہباز سمجھتا ہے کہ تمہاری لڑکی کا دل نازک ہے (اس لئے) اس سے چھیڑ کی ہے۔ یقیناً شرف نسا ایسی باتیں سن

کر گھبرا گئی ہے۔ خا خا خا! ماں بیٹی کو رتی بھر عقل نہیں۔ کوئی فضول سی بات ہوئی اور تم دونوں حواس کھو بیٹھیں۔

شہر بانو خانم۔ (چلا کر) تم تو ہر بات کو ہمیشہ معمولی جان کر اڑا دیتے ہو۔ آخر بھولا بھالا لڑکا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اُس فرنگی نے اِدھر اُدھر کی کچھ باتیں بگھار کر اُسے اُلو بنا لیا ہو۔ کوئی خون تو نہیں ہوا جاتا۔ تم بھی آخر مرد ہو۔ دونوں کو ذرا بلا بھیجو پوچھو تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ ساری چخ پخ ہے کیا!

حاتم خاں آقا۔ بہت بہتر ادی بڑھیا (بوڑھی سہاگن) خدا کے واسطے چلاؤ نہیں۔ میں انہیں ابھی بلاتا ہوں یا خود اُن کے پاس جا کر پتہ کرتا ہوں تمہیں آزردہ خاطر و بیتاب و بیقرار نہیں ہونا چاہیئے۔

پردہ گرتا ہے

دوسری سبھا

صفحہ ۳۵ گلیم۔ کمبل۔ چٹائی۔ نمدا۔	جوال۔ گوال کی عربی صورت ہے۔ اِس عمل کو تعریب کہتے ہیں اور جو لفظ اِس عمل سے صورت پائے اُسکو معرب بولتے ہیں۔ گویا جوال معرب ہے گوال کا معنی گٹھڑی
غالی۔ قالی۔ قالین۔ لفظ "غالیچہ" اسی غالی کا اسم تصغیر ہے۔	بوری + روغن۔ تیل
پاکیزہ۔ صاف ستھرے۔	خیگ۔ چمڑے کا کپا۔ مشک
فرش کردن۔ بچھانا۔	مفرش۔ بچھونا۔
فرش شدن۔ بچھا ہوا ہونا فرش سے آراستہ ہونا۔	

بساط ۔ بستر ۔ وہ چیز جس میں بستر رکھیں ۔ چمڑے کا صندوق سا بنا ہوا جس میں کپڑے رکھتے ہیں ۔ صدر ۔ عزت کا مقام ۔ کمرے کا بالائی حصہ ۔ روئے فرش ۔ فرش پر ۔ یشماق ۔ منہ کو ڈھانپنے کا رومال ۔ برقع ۔ نقاب ۔ یشماق بستن ۔ برقعہ اوڑھنا ۔ نقاب پہننا ۔ تکیہ نمودن ۔ ٹیک کا سہارا لینا ۔ کوئی آسرا لگا کر بیٹھنا ۔ تکیہ لگانا ۔ پا روئے پا انداختہ :۔ پاؤں پر پاؤں رکھ کر ۔ آلتی پالتی مار سیگار ۔ خالص تمباکو کا بڑا سیگرٹ جس پر کاغذ لپٹا ہوا نہیں ہوتا ۔ اردو میں "سگار" استعمال ہوتا ہے سوزانیدہ ۔ سلگائے ہوئے ۔ خلوت آمدن ۔ چپکے سے آنا چھپ چھپ کر وارد ہونا ۔ خلوت :۔ تنہائی ۔ گردگ ۔ خیمہ ۔ دلہن کا کمرہ ۔ گورگ ۔ بھیڑ کی اون کی ایک قسم ہے ۔ گلیم گورگ ۔ اونی کمبل کا پردہ ۔ ایسا ٹاٹ جو خیمے کو لگایا جاتا ہے ۔ جلو ۔ سامنے ۔ آگے

بار ہا ۔ اسباب ۔ سامان جو پشتے یعنی ڈھیر کی صورت میں پڑا ہو ۔ پشتارہ آویزاں :۔ صفحہ
لٹکتا ہوا (از آویختن) کمین کردن ۔ کمین میں بیٹھنا ۔ گھات لگائے بیٹھنا ۔ چھپ کر بیٹھنا ۔ ۳۶
زیرک ۔ سیانا ۔ دانا ۔ عقلمند ۔ صاحب سواد ۔ لکھا پڑھا ۔ تعلیم یافتہ

کاملک ۔ تعہد کردن ۔ وعدہ دینا ۔ اقرار کرنا ۔ اپنے ذمہ لینا ۔ کسی کام کے لیے ضمانت دینا ۔ اپنے آپ کو پابند بنانا ۔ یاد دادن ۔ سکھانا ۔ پڑھانا ۔ تعلیم دینا ۔ راہ انداختن ۔ راستے پر ڈال دینا ۔ صحیح رہنمائی کرنا ۔ کام کا بنا دینا ۔ مجالست ۔ ایک ساتھ اٹھنا بیٹھنا ۔ صحبت ۔ میل جول ۔ حفظ کردن ۔ سیکھ لینا ۔ یاد رکھنا ۔ بچہ دردِ تو مے خورد ۔ تیرے کس روگ کو کام آئیگی ؟ تیری کونسی بیماری کا علاج ہوگی ؟ تیرے کس کام آئیگی ؟ تجھے کیا فائدہ دیگی ؟ دولت ۔ حکومت ۔ بجہت ۔ کی غرض سے ۔ کے لئے ۔ تفلیس ۔ جارجیا کا ایک شہر ۔ آرمینیا کا دار الخلافہ

صفحہ
ورشو ۔ وارسا ۔ پولینڈ کا ایک شہر پولینڈ کا پایہ تخت ۔ احترام :۔ عزت و حرمت ۔ ۳۷

واقف ۔ آگاہ ۔ کارِ خویش بردن :۔ اپنا کام چلانا ۔ کام نکالنا ۔ میل ۔ شوق ۔ خواہش ۔ اختلاط ۔ گفتگو ۔ بات چیت ۔ یہ بتانے میں یہ مطلب ہے ۔ ورنہ اس کا لفظی مفہوم ہے میل جول ۔ راہ و رسم ۔ بلد ۔ واقف ۔ آگاہ ۔ قبول داشتن ۔ ماننا ۔ تسلیم کرنا ۔ اعتراف کرنا

بیکسے حالی کردن۔ کسی پر ظاہر کرنا۔ کسی کو بتانا۔ مطلع کرنا۔ رفتار۔ قاعدہ۔ روش۔ طریقہ۔
رویہ۔ اوضاع واطوار سے مراد ہے۔ حنابستن۔ مہندی لگانا۔ تراشیدن۔ بال کٹوانا۔
(سر منڈوانا)۔ کفش۔ جوتا۔ پاکردن: پاؤں میں پہننا۔ چکمہ۔ ترکی زبان کا لفظ ہے۔
دراصل "موزہ" کو کہتے ہیں۔ جدید فارسی میں پورے بوٹ کے معنوں میں مستعمل ہے۔ جو کہ موزے کی
شکل ہوتا ہے۔ قاشق۔ چمچہ (ترکی لفظ ہے) آشکار۔ کھلم کھلا۔ سب کے سامنے۔ کھلے بندوں۔ صفحہ
پیشکش۔ نذر۔ تحفہ۔ یہاں مراد ہے رشوت۔ باورکردن۔ مان جانا۔ یقین کرنا۔ معتقد۔ ۲۸
اعتقاد رکھنے والا۔ قبول کرنے والا۔ وہ جو کسی بات کو مان جائے۔ بلند۔ لمبا۔ حالی شدن۔ خبر
پانا۔ جاننا۔ سمجھنا۔ علم ہونا۔ عبارت۔ مطلب نکالنا۔ مراد لینا۔ اکتفا کردن۔ کافی خیال
کرنا۔ مطمئن ہو جانا۔ متصل۔ برابر۔ لگاتار۔ از نیتے افتادن: کسی نیت سے باز
آجانا۔ کسی ارادے کا ترک کر دینا۔ کوئی خیال چھوڑ دینا۔ کہن سال۔ بڑی عمر کا۔ عمر رسیدہ۔ بوڑھا
قواعد۔ جمع از قاعدہ۔ اصول۔ منطقیہ۔ منطق سے تعلق رکھنے والا۔ منطق اس علم کا نام ہے۔
جس سے دلیل کرنی آتی ہے اور یہ تمیز ہو سکتی ہے کہ صحیح دلیل کونسی ہے۔ فراست۔ سمجھ۔ دانائی
فہم۔ مشورت خانہ:۔ وہ جگہ جہاں ملک کے سیاسی اور اجتماعی مسائل و معاملے کرنیکی غرض
سے باہم مشورہ کیا جائے۔ مجلس قانونی۔ کونسل۔ سِلک۔ دھاگہ۔ رشتہ۔ لڑی۔ جماعت
سلسلہ۔ ارکان۔ جمع از رکن۔ ممبران۔ ایراد گرفتن۔ اعتراض کرنا۔ قبول نہ کرنا۔ کسی چیز کے صفحہ
خلاف کوئی دلیل وارد کرنا ——— باوقار۔ سنجیدگی اور عزت کے ساتھ تن کر۔ قصد۔ ۳۰
ارادہ۔ خواہش۔ مطلب۔ بقدر مقدور۔ جسقدر بن آئے۔ جہانتک ممکن ہو۔ حسب توفیق۔
ثانیاً۔ اور پھر۔ اس کے بعد۔ شناسانیدن۔ تعارف کرانا۔ سفارش کرنا۔ بخشش۔ انعام
عطیہ۔ دارالعلم۔ تعلیم و تعلم کا مقام۔ یونیورسٹی۔ تحت حمایت۔ جسکو کسی کی حمایت
حاصل ہو۔ جسکی سرپرستی یا امداد ہو رہی ہو۔ مقرب۔ جسکو قرب حاصل ہو۔ پاس بیٹھنے والا۔
معتمد۔ جسکو اعتماد حاصل ہو۔ معتبر۔ جس پر اعتبار یا بھروسہ کیا جائے۔ اعلیٰ حضرت۔
ملک معظم مراد ہے [illegible] کا شہنشاہ۔ مشخص شدن۔ تحقیق ہونا۔ معلوم ہو جانا۔ پتہ لگنا

کسی امر کو ثبوت مل جانا۔ **منکر**:۔ انکار کرنے والا۔ قبول نہ کرنے والا۔ اعتراض کرنے والا۔ **موافق**:
واقع۔ حقیقت کے مطابق۔ ٹھیک ٹھیک۔ **بارٹرام** (BARTRAM 1701–1777)
ایک امریکن عالمِ نباتات کا نام جس نے سلوانیہ کا ... **لینہ** (LINNAEUS 1707–1778)
سویڈن کا جلیل القدر عالمِ نباتات۔ **کلیفورٹ** (CLIF FORT) ایمسٹرڈم (ہالینڈ)
کا ایک مشہور علم دوست ساہوکار جس نے لینہ کو اپنے باغ اور لائبریری کا انچارج مقرر کیا تھا۔ **تورنفورٹ**
(TOURNE FORT 1656–1708) فرانس کا ایک عالمِ نباتات۔ شاہ فرانس کی سرپرستی میں اس نے
یورپ کے بڑے بڑے ملکوں کی سیاحت کی۔ اور مختلف اقسام کی نباتات کا مطالعہ کر کے اپنے تجربات کا نتیجہ
ایک کتاب کی صورت میں شائع کیا۔ **آلپ**: لفظی مطلب ہے پہاڑ کی چوٹی۔ سوئٹزرلینڈ کی پہاڑیوں
کی ڈھلوانوں پر واقع چراگاہوں کا نام ہے۔ **الپس** (EPRUS ALPS) پہاڑوں کے اس سلسلے کا نام
ہے جو اٹلی کو فرانس سے جدا کرتا ہے۔ بشمول سوئٹزرلینڈ۔ ملک سوئٹزرلینڈ (SWITZER-LAND)
جو مناظرِ قدرت کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ **اثبات کردن**: ثبوت بہم پہنچانا۔ دلیل سے ثابت
کر دینا۔ **بالکلیہ**: مکمل طور پر۔ سب کے سب۔ بالکل۔ قطعی طور پر۔ **سہو کردن**: غلطی کرنا۔ غلط نظریہ
پیش کرنا۔ یا اختیار کرنا۔ **ماہیت**: کسی چیز کی حقیقت۔ اصلیت۔ بنیادی کیفیت۔ شکل
وضع (اہلِ منطق کا تراشا ہوا عربی لفظ ہے) **خواصش**: خواصِ ایں نباتات۔ **خواص**: خاصیتیں
جمع از خاصہ۔ جس کا مطلب ہے کسی دوائی کا مزاج، درجہ، اثر، فائدہ، بدل اور مصلح وغیرہ۔ **دراں خصوص**
ان امور کے متعلق۔ ان باتوں کے بارے میں۔ **استحضار**: کسی چیز کا ذہن میں حاضر کرنا۔ **تعلم**:۔ اس
واقفیت پیدا کرنا۔ معلومات بڑھانا۔ ———— **لاطین**: لاطینی۔ اٹلی کی قدیم زبان ہے
درجہ: علم الادویہ کے ماہرین نے خشکی، تری اور گرمی، خشکی کے لحاظ سے اصطلاح میں چار
کے مختلف درجے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ کسی دوائی کا مزاج تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی بجائے اس کا
درجہ ذکر کر دیا جاتا ہے۔ **منفعت**: نفع۔ فائدہ۔ **اروپا**: مغرب میں ہے یورپ کا۔ **سرما خوردہ**
جس کو سردی چاٹ گئی ہو۔ جس کو سردی لگ گئی ہو۔ **در نہایت**:۔ حد درجے کی۔ **نافع**
نفع بخش۔ فائدہ مند۔ مفید۔ **از یں قرار**: اسی طور پر۔ اس طریق سے۔ **اسم و رسم**: شہرت

اور عزت ۔ نیکنامی ۔ **عنقریب** ۔ عنقریب سے جا پہنچ گا ۔ **حامی** ۔ حمایت کرنیوالا کسی کے نظریے
اتفاق یا اس کی تصدیق کرنیوالا ۔ **ارفع** ۔ بلندتر ۔ اعلیٰ تر ۔ **اجل** ۔ بزرگتر ۔ عظیم تر ۔ **زمانیا**
صفحہ مخفف ہے زمانہ کا ۔ **تجسس** ۔ ڈھونڈنا ۔ کھوج نکالنا ۔ جستجو ۔ تلاش ۔ تحقیق

الم ۔ ناخوشی ۔ بیماری ۔ تباہی ۔ **غارتوغل** ۔ اس کا لفظی ترجمہ ہے سیلاب زمینی (آلو) **افضل** ۔ بڑھ
بڑھ کر ۔ **زحمت کشیدہ** ۔ تکلیف اور محنت اٹھاکر ۔ **طالب** ۔ چاہنے والا ۔ خواہشمند ۔ **کچھ**
کچھ دیر ۔ تھوڑے ۔ **سکوت کردن** ۔ خاموش ہوجانا ۔ چپ رہ جانا ۔ **اعتدال** ۔ گرمی ، سردی ،
خشکی ، اور تری کا درمیانی حالت میں ہونا کسی ایک میں نہ زیادتی اور نہ کمی ہونا ۔ **معمہ** ۔ گتھی ۔ پیچدار
گول مول بات ۔ پیچیدہ الفاظ ۔ **مثل آوردن** ۔ مثال پیش کرنا ۔ **دور دست** ۔ جہاں پہنچنا محال
ہو ۔ دور دراز ۔ **زیر پالیش** ۔ محاورے میں اس کے نیچے ۔ یعنی وہ اس پر سوار تھا ۔ **اسپ کہیلی**
کمیت گھوڑا جس کا رنگ سیاہی مائل سرخ اور دم اور گردن کے بال سیاہ ہوتے ہیں ۔ کہیلی میں یائے
نسبتی ہے کہیلا ایک ایرانی بہادر ہوا ہے اور کہیلہ ایک وادی کا نام ہے ۔ **آشکار** ۔ ظاہر ۔ صاف اور
سلجھی ہوئی (بات) ۔ **قربان سرت** ۔ قربان سرتو (گردم یا شوم) تجھ پر سے جان قربان کر دیا
جائے جاؤں ۔ **اقرار آوردن** ۔ تسلیم کرنا ۔ مان لینا ۔ **مرخصم بفرمائید** ۔ مرا مرخص فرمائیے
مجھے جانے کی رخصت (اجازت) دیجئے ۔

صفحہ ۸۴ **فرصت** ۔ موقع ۔ **فکر کردن** ۔ سوچ بچار کرنا ۔ **منظور** ۔ مطلوب ۔ مقصود ۔ پیش نظر ۔ **دست دادن** ۔ حاصل ہونا ۔ میسر ہونا
کلاہ گردانی سال مے آید ۔ ایران کی ایک مثل ہے جس کا مطلب ہے ٹوپی گھماتے سال
ختم ہوجاتا ہے ۔ ہندوستان میں کہتے ہیں "آنکھ جھپکتے سال بیت جاتا ہے" ۔ مراد یہ ہے کہ ایک
سال کوئی اتنا بڑا عرصہ نہیں ہوتا ۔ باتوں ہی باتوں میں گزر جاتا ہے ۔ ہندوستان میں رواج ہے کہ
جب کوئی عزیز دور کے سفر کو جانے لگے تو آئینے پر سبز پتے رکھ کر پانی چھڑکتے ہیں یا توے
پر روٹی پکنے کو ڈال دیتے ہیں ۔ خیال یہ ہوتا ہے کہ آئینہ پر کے پتے خشک ہونے یا روٹی کے ایک
طرف پکنے سے پہلے ہی یعنی بفضل خدا بہت جلد وہ عزیز سفر سے واپس آجائے گا ۔

دیدہ را تر کنم از اشک چو رفتی زبرم ۔ در قفائے سفر آب بر آئینہ زنند

کسب - حاصل کرنا - تحصیل - معرفت - علم - دانائی - واقفیت عامہ بصر سالی :-
موجودہ سال کے آخر میں - یا آنے والے سال کے آغاز ہی میں - خوش گذرانی کردن :-
لطف اڑانا - عیش لوٹنا - مزے حاصل کرنا - والسلام - کلام کو اس لفظ سے ختم کرتے ہیں
جدید محاورے میں اس کا مطلب ہے - اللہ بس - کافی ہے - بس یہی کچھ - باقی ہیچ وغیرہ

گردہ - کاٹھی - پشت - پیٹھ - خودی - اپنے آپ کو - بغیر کسی کے
سنے - خود بخود - اپنے سے - پوری آزادی سے - لچوں چ - ضدی - جھگڑالو - پھکٹ - سر کا دوپٹہ - چادر یا
خاطر جمعی - دل کا پرسکون ہونا - اطمینان - (یائے معروف ہے) - قراول - پولیس کا سپاہی - محافظ
پہرہ دار - فوجی - دوشاخی - دشاق - قید - قیدی - (یہ دونوں الفاظ ترکی زبان سے لئے گئے ہیں)
کمزور بودا - خواہ مخواہ اصت - عورتوں کے کام غلط سلط ہوا کرتے ہیں - پرانی مثل ہے شیکسپیئر نے بھی
قریب اسی مطلب کو یوں ادا کیا ہے

"FRAILTY! THY NAME IS WOMAN!"

فقیر - شرمندہ - دہشت زدہ - حیران - خشمناک - انگشت بدنداں - خاموش (منقار زیر پر)
یعنی بے حس و حرکت۔

ترجمہ

دوسری سبھا اسی دن پہلے کمرے میں واقع ہوتی ہے - کمرے میں صاف ستھرے ٹاٹ اور غلیچے کا فرش بچھا ہے - ایک طرف اس کی لیدیاں ترتیب سے رکھی ہیں - دوسری طرف تکیے اور اس کے غلاف پڑے ہیں - تمام خالی ہے - کمرے کی بالائی جانب فرش پر بیٹھا ہے - اس کی بیوی قمر بانو خانم بڑے بیٹے اور سفید اوڑھنی سر پر والے

اپنے خاوند کے دائیں پہلو میں ایک تخت پر بیٹھی ہے۔ حاتم خاں آقا کے سامنے اُس کا بھتیجا،
شہباز بیگ، خنجر کے دستے پر ٹیک لگائے یہ جاننے کے انتظار میں ہے کہ اُس کا چچا
کیا کہتا ہے۔ اُن سب کے بیچ میں بچھونوں میں سے ایک کے اوپر ایک غالیچہ بچھا ہوا
ہے۔ یہ شہباز بیگ کے دائیں طرف پڑا ہے۔ موسیٰ ژوردان یورپین لباس پہنے پاؤں
پر پاؤں رکھے بیٹھے سر ہاتھ میں ایک سگار سلگائے کش لگا رہا ہے۔ حاتم خاں آقا
کی بڑی لڑکی شرف نسا اُن سب سے پہلے ہی چپ چاپ آکر ایک اونی جھک کی اوٹ
میں جاکر چھپ بیٹھی ہے۔ جو کہ سامان کے آگے لٹک رہا ہے۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی
ہے کہ ان کے درمیان کیا گفتگو ہوتی ہے۔ اتنے میں

حاتم خاں آقا۔ (موسیٰ ژوردان کی طرف منہ کرکے) حکیم صاحب میں نے سنا ہے کہ آپ ہمارے
شہباز کو یورپ لے جا رہے ہیں۔ کہیے، کیا معاملہ ہے؟

موسیٰ ژوردان۔ جی ہاں، حاتم خاں آقا۔ میں چاہتا تھا کہ خود ہی اس بات کے متعلق آپ سے ذکر صفحہ
کروں۔ اگر شہباز بیگ کا سا عقلمند، پڑھا لکھا نوجوان فرنگی زبان (یہاں مراد ہے فرانسیسی) ۴۴
نہ جانے تو سخت افسوس کا مقام ہے۔ میں ذمہ لیتا ہوں کہ اس کو پیرس میں لے جاکر فرانسیسی
زبان سکھاؤں گا۔ اور ٹھیک راستے پر ڈال دوں گا۔ چونکہ اس کو اس زبان کے سیکھنے کا بہت
شوق ہے۔ اس لئے جلد ہی سیکھ جائے گا۔ وہ تو پہلے ہی میرے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے
کچھ الفاظ یاد بھی کر چکا ہے۔

حاتم خاں آقا۔ (شہباز بیگ سے خطاب کرتا ہے) شہباز بیگ! کیا یہ ٹھیک ہے کہ تم پیرس میں
جانا چاہتے ہو؟

شہباز بیگ۔ جی ہاں، چچا جان! میں آپ کی اجازت سے موسیٰ ژوردان کے ہمراہ جاؤں گا
اس کے بعد خود ہی لوٹ آؤں گا۔

حاتم خاں آقا۔ آخر کس لئے، میرے عزیز؟

شہباز بیگ۔ فرانسیسی زبان سیکھنے کے لئے چچا صاحب!

حاتم خاں آقا۔ بھلا تم فرانسیسی زبان کو کس نچھوٹے پر لگاؤ گے؟ میرے عزیز! تمہیں تو عربی فارسی، ترکی اور روسی زبان سیکھنے کی ضرورت ہے۔ شکر ہے خدا کا کہ تم نے یہ سب زبانیں اُن مدرسوں میں پڑھ کر سیکھ لی ہیں۔ جو خود ہماری ولیتان سرکار کی عنایت سے کھلے ہوئے ہیں۔

شہباز بیگ۔ چچا جان! مجھے فرانسیسی زبان کی بہت ضرورت ہے۔ پچھلے ہی سال جب آپ نے مجھے ہنر ڈھونڈنے کی اجازت حاصل کرنے کی غرض سے تفلیس بھیجا تھا، میں روسی بیگ کے بیٹے تارمعدی بیگ کو محفلوں میں میری بہ نسبت کہیں زیادہ عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ محض اس لئے کہ اس نے وارسا میں فرانسیسی زبان سیکھی ہوئی تھی۔ حالانکہ وہ فرانسیسی اور ترکی زبان چھوڑ کر، اور کوئی بھی زبان نہیں جانتا تھا۔

حاتم خاں آقا:۔ بیٹا! تو ابھی بچہ ہے۔ یہ سب باتیں بیفائدہ ہیں۔ ذرا سے کو بے پرکی اڑا رہے ہو) انسان کے لئے تو بس عقل کی ضرورت ہے۔ ایک زبان اور زیادہ جان لینے سے عقل بڑھ نہیں جاتی۔ انسان کو چاہیئے کہ جو بھی زبان وہ جانتا ہے اسی میں سب کچھ سیکھے۔ اور دنیا والوں کی رسموں اور خصلتوں سے واقف ہو جائے۔ اور اسی سے اپنا کام چلائے۔

شہباز بیگ۔ پیرس کے لوگ بھی تو آخر دنیا والوں ہی میں شامل ہیں۔ خود آپ کے قول کے مطابق اُن کی رسموں کو بھی جاننا چاہیئے۔

حاتم خاں آقا۔ اس میں ہرج ہی کیا ہے؟ اگر تمہاری خواہش ہو تو اُن کی رسموں کو بھی سیکھ لو۔

شہباز بیگ۔ ایسی صورت میں اگر میں پیرس نہ جاؤں۔ تو اُن کی رسموں کو کیسے سیکھ سکتا ہوں؟

حاتم خاں آقا۔ تو اس میں مشکل ہی کیا ہے؟ جیسا کہ خود میں بھی تو قراباغ سے باہر کسی جگہ نہیں گیا۔ صرف موسی ژوردن کو دیکھ کر اور اس کی بات چیت سننے ہی سے پیرس کے لوگوں

کی تمام رسموں کو جانتا ہوں۔

شہباز بیگ :۔ میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا۔ چچا جان! بھلا تمہیں کیونکر پیرس والوں کی رسموں سے خبر ہونے لگی؟

حاتم خاں آقا۔ میرے بچے، لو میں تمہیں ابھی بتلائے دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ہمارے ہاں جو بھی رسم ہے پیرس والوں کا طریقہ اس کے الٹ ہے۔ مثال کے طور پر ہم اپنے ہاتھوں کو مہندی لگاتے ہیں پیرس والے نہیں لگاتے۔ ہم اپنے سر کے بال کٹواتے ہیں وہ نہیں کٹواتے۔ ہم ٹوپی پہنکر بیٹھتے ہیں اور وہ ننگے سر بیٹھا کرتے ہیں۔ ہم پاؤں میں جوتا پہنتے ہیں اور وہ پورے بوٹ۔ ہم ہاتھ سے کھانا کھاتے ہیں اور وہ لوگ چمچوں سے۔ یہاں کھلے بندوں رشوت لیتے ہیں اور وہاں خفیہ طور پر۔ ہم ہر بات کو مان جاتے ہیں اور ان کا اعتقاد کسی چیز پر بھی نہیں جمتا۔ ہماری عورتیں چھوٹا لباس پہنتی ہیں۔ اور ان کی عورتیں لانبے لانبے کپڑے زیب تن کرتی ہیں۔ ہم لوگوں میں زیادہ بیویاں رکھنے کا رواج ہے اور پیرس میں خاوند زیادہ کرنے کا۔

شہباز بیگ :۔ چچا جان! میں تو اس بات کو نہیں سمجھ سکا۔

حاتم خاں آقا :۔ اچھا تو سمجھ کیوں نہیں سکے؟ بیٹا! بہت بیویاں کرنے کا مطلب ہے کہ ایک مرد ایک ہی عورت کو کافی خیال نہیں کرتا۔ اور اسی طرح بہت خاوند کرنے کا بھی یہ مطلب ہے کہ ایک عورت ایک ہی مرد پر نہیں بیٹھی رہتی۔ پہلی چیز تو ہم لوگوں میں رائج ہے اور دوسری ہے پیرس میں۔ ان کتابوں کے پیش نظر جن میں لکھی باتیں موسیٰ ژوردان الکیمی سر ڈیل میں ہمارے سامنے برابر بیان کرتا رہتا ہے۔ اور باقی دو باتوں کو اپنی دو چیزوں کی بنا پر سمجھ لو۔ اور پیرس کو جانے کا بیہودہ خیال چھوڑ دو۔!

موسیٰ ژوردان۔ (مذاق اڑاتا ہوا) خا خا خا! حاتم خاں آقا! میں تو حیران ہوں کہ

نام لیفٹرسید شخص منطق کے اصولوں سے واقف، اِس قدر عقل اور سمجھ کے ہوتے
ہوئے اب تک یہاں کی کسی کونسل کے زمرہ میں کیوں نہیں شامل ہو گئیا اگرچہ
میں صوفی کا آپ ذکر کر رہے ہیں اِس پر بھی کوئی اعتراض وارد نہیں کرنا چاہتا
تاہم اگر مجھے اجازت دیں تو میں بھی کچھ باتوں کا ذکر کر دینا پسند کرتا ہوں
حاتم خان آقا۔ فرمائیے حکیم صاحب! آپ جو کچھ بھی کہیں، اچھا ہوتا ہے۔
صفحہ ۱۴۹ موسیٰ نعمدان۔ (رعب اور سنجیدگی کے ساتھ) حاتم خان آقا! میرا مطلب یہ تھا
گزشتہ سال بجائے اس کے کہ میرا بیٹا گھر بیٹھے تو خود اس کی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ
ہو کر جہاں تک ہو سکے اس کو یورپین علما کی زبان سکھاؤں۔ پھر اس کا اپنی
حکومت سے تعارف کرا کے ان نیکیوں اور تکلیفوں کے صلہ میں، جو آپ نے یہاں
میری خاطر اٹھائی ہیں، اسے کامل طور سے آپ کو کوئی انعام دلا کر واپس بھیجوں
وجہ اسکی یہ ہے کہ میں اس یونیورسٹی کے عالموں اور داناؤں میں سے ایک ہوں
جس کو کہ حکومت کی خاص سرپرستی حاصل ہے۔ نیز ملکہ معظم (شہنشاہ فرانس)
کے خاص مہربانیوں اور عنایتوں میں بہرہ مند ہے۔ لیکن اب جبکہ آپ
کی باتوں سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ آپ سفر کے فائدوں سے انکار کرتے
ہیں، اس لیے میرے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ میں سفر کے فائدے حقیقت
کے مطابق مثال دے کر آپ پر واضح کروں۔ مثال کے طور پر اگر میں قرہ باغ
میں نہ آتا (اپنے ہاتھ کو جیب میں ڈالتے اور کاغذ کا ایک بنڈہ باہر نکال کر
کھولتا ہے۔ کچھ خشک بوٹیاں جو اس نے خوب سلیقہ سے رکھی ہوئی تھیں۔ ان
کو دکھاتا ہے) تو کون جانتا تھا کہ یہ جڑی بوٹیاں قرہ باغ کے سرد علاقوں میں
موجود ہیں؟ اِس سے پہلے ہمارے طبیب اور حکیم جناب لینہ ٹیوہ نفوبت
اور بیر ٹرام یہ خیال کرتے رہے ہیں کہ یہ بوٹیاں البتہ کے سلسلہ کوہ،
امریکہ، افریقہ میں اور سوئٹزرلینڈ کے پہاڑوں پر ہی ملتی ہیں۔ لیکن اب

میں یہاں انکی وجہ سے پیرس کی یونیورسٹی میں یہ امر ثابت کرسکوں گا کہ ان حکیموں نے بالکل غلطی کھائی ہے۔ یہ جڑی بوٹیاں تو قراباغ کی پہاڑیوں میں کثرت سے موجود ہیں ان بوٹیوں کی حقیقت کی جانچ پڑتال کر کے اور انکی خاصیتوں کو تجربوں کی مدد سے معلوم کر کے طبیبوں کی معلومات میں اضافہ کرنے کی غرض سے اس بارے میں ایک نئی کتاب لکھ کر عام کروں گا۔ مثال کے طور پر یہ بوٹی جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ لاطینی زبان میں اس کا نام (ہاتھ سے اس بوٹی کیطرف اشارہ کر کے،) آقانتس ہے۔ میرے تجربہ کی بناء پر یہ دل کے درد کو بہت مفید ہے۔ جناب لینہ نے اس کو تیسرے درجے میں اور جناب ٹورنفورٹ نے چوتھے درجہ میں قرار دیا ہے۔ لیکن میں اسے دوسرے درجے میں مقرر کروں گا۔ لاطینی میں اس (دوسری) بوٹی کا نام سرابسٹردم اپنیم ہے۔ آنکھ کے درد کو بیحد نفع بخشتی ہے۔ جناب لینہ اس کو ساتویں درجے میں اور جناب ٹورنفورٹ چھٹے، درجے میں فرض کرتے ہیں۔ لیکن میں اسے دسویں درجے میں رکھوں گا۔ اس بوٹی کا نام لاطینی زبان میں کالینا آفریکیانا ہے۔ دانتوں کی تکلیف کا علاج اس پر انحصار رکھتا ہے۔ جناب لینہ اس کو پانچویں درجے میں اور جناب ٹورنفورٹ تیسرے درجے میں جگہ دیتے ہیں۔ لیکن میں اسے آٹھویں درجے میں خیال کروں گا۔ اور اس بوٹی کا نام لاطینی میں اقوم بر اقوم ہے۔ اب تک یورپ میں اسے کوئی نہیں جانتا تھا۔ اور اسے امریکہ کی جڑی بوٹیوں میں شمار کرتے ہیں۔ اب میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں جبکہ میں نے اسے قراباغ کی پہاڑیوں میں پالیا ہے۔ سردی کھائے ہوئے مریض کے لئے یہ بوٹی حد درجہ کی فائدہ مند ہے۔ جناب لینہ اس کو چھٹے درجے اور جناب ٹورنفورٹ پانچویں درجے میں فرض کرتے ہیں۔ لیکن میں اسے چوتھے درجے میں شامل کروں گا۔ اور جو بھی بوٹیاں میں نے ڈھونڈی ہیں ان سب

کی حقیقت اور خصیتوں کو اس طرح پر قلمبند کر کے دنیا کے سامنے رکھوں گا - اس کی وجہ سے میری عزت اور شہرت جناب لینہ کے نظریہ کی حمایت کرنے والے جارج کلیفنٹ کے مقابلہ میں کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہو گی - سائنس (علوم) کے لیے میری اتنی بڑی خدمت جرمنی کے ان عالموں کی جماعت کی خدمت سے بہت زیادہ بلند اور اعلیٰ ہو گی جنہوں نے آلوؤں کی بیماری کی دریافت اور تحقیق سے اپنے وطن کی راہ میں کام کیا ہے (آلوؤں کی بیماری کا مطلب ہے آلوؤں کی فصل کی تباہی جس کا باعث اکثر طفیلی کیڑے یا پودے ہوا کرتے ہیں - شمالی امریکہ میں بھونرے کی قسم کی ایک مکھی ہے جو آلوؤں کو سخت نقصان پہنچاتی ہے - موسم خزاں میں اور بھی کئی طفیلی کیڑے اس فصل کا ستیاناس کر دیتے ہیں - جرمنی کے سائنسدانوں نے اس تباہی کی روک تھام کے لیے چند ادویات ایجاد کی ہیں)

حاتم خاں آقا - حکیم صاحب! خدا کی قسم! میں خاک بھی نہیں سمجھا - کہ آپ نے کیا کہا ہے! کلیفنٹ کون ہے؟ لینہ کا مطلب کیا ٹھہرا؟ ٹورنفورٹ کون بھڑوا ہوا؟ انہوں نے بھلا کیوں ایسی تکلیف جھانک کر بوٹیوں کے درجے مقرر کیے ہیں؟ جرمنی کیا ہے؟ فانتوفل کون بلا تھا؟ وہ کیوں بیمار پڑ گیا؟ (حاتم خاں آقا کی لاعلمی ملاحظہ ہو - آلو کو حضرت سمجھتے ہیں کہ کوئی مسمّیٰ وطن ڈاکٹر ہوگا) اور یہ کتنے بڑے بلند پایہ حضرت تھے - کہ ان کا وطن ان کے مزاج کو معتدل رکھنے اور ان کی زندگی کو دراز بنانے کے لئے اس قدر کوشش (خواہ مخواہ) کر رہا ہے؟ (حاضرین کچھ دیر کے لیے سناٹے میں رہ جاتے ہیں موسیٰ ژوردان ہنسنے لگتا ہے -) حکیم صاحب! تو اس کا مطلب یہ ہوا - کہ آپ شہباز کو بھی ایسے ہی گورکھ دھندے سکھانے کے لیے اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں!

موسیٰ ژوردان :- حاتم خاں آقا! معاف کیجیے! آپ درست فرماتے ہیں -

میں اب سمجھا کہ آپ کے لئے کس قسم کی مثال پیش کرنی چاہیئے۔ مثال کے طور پر آج سے ایک مہینہ پہلے قراباغ سے بہت دور کے کسی مقام سے ایک خوش قسمت شخص، کمیت گھوڑے پر سوار یہاں آکر آپکے ہاں مہمان ٹھہرا تھا۔ میں اُس شخص کا نام بھول گیا ہوں۔ اگر وہ قراباغ میں نہ آتا تو اس قدر دولت بھلا اور کہاں سے اس کے ہاتھ لگ سکتی ہے؟

حاتم خان آقا:۔ حکیم صاحب! دیکھو نا یہ بات کس قدر موٹی اور صاف صاف ہے۔ آپ بجا فرماتے ہیں۔ اگر وہ قراباغ میں نہ آتا۔ تو اس کو وہ دولت کبھی بھی نصیب نہ ہوتی۔

شہباز بیگ:۔ چچا جان قربان جاؤں۔ آپکے سر کی قسم! اب جبکہ آپ دونوں نے سفر کے فوائد کا اعتراف کر لیا ہے۔ اگر میری خوش قسمتی چاہتے ہو تو مجھے اجازت عطا فرماؤ کہ میں موسیٰ ژوردان کے ساتھ چلا جاؤں۔ ایسا موقع روز روز ہاتھ نہیں آیا کرتا۔

حاتم خان آقا:۔ (کچھ غور کے بعد) شہباز کتنے عرصہ میں پیرس پہنچ کر واپس آسکتا ہے۔ حکیم صاحب؟

موسیٰ ژوردان:۔ اس کے جانے اور یہاں پلٹنے میں ایک سال سے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ چونکہ جس فائدے کو سامنے رکھ کر وہ جا رہا ہے وہ ہے فرانسیسی زبان کا اچھی طرح سے سیکھ لینا۔ اس لئے اگر وہ ایک سال سے کم عرصہ کے لئے وہاں ٹھہریگا۔ تو یہ فائدہ پورے طور پر حاصل نہیں ہوگا۔

حاتم خان آقا:۔ (اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہو کر) کیوں ری بڑھیا! اب ہم کیا کریں؟ اسے جانے دو۔ بات کرنے میں سال آتا ہے اور گزر جاتا ہے۔ آخر جوان ہے۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ پیرس کی سیر کی جائے۔ حکیم صاحب بہت اچھے آدمی ہیں۔ ان کی خدمت میں رہکر علم حاصل کرے گا۔ اچھے برے

کی نیز ہو جائے گی۔ حکومت سے انعام ملیگا۔ اِس کے ختم ہوتے ہی (اگلا سال آتے ہی) فرانس میں پہنچ جائے گا۔ ہم بھی اُس کی شادی کا ضروری سامان ترتیب دینے لگ جاتے ہیں۔ جونہی کہ واپس آئے گا بیاہ کر دیا جائے گا۔

شہربانو خانم۔ (چیختی چلاتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ کر) ارے مردوئے کس خیال میں پڑے ہو؟ بھلا کہنے کیا ہو؟ میں نہ تو یہ چاہتی ہوں کہ وہ پیرس جائے یا علم حاصل کرے۔ اور نہ ہی وہ فرانسیسی حکومت سے انعام حاصل کرے۔ یہ سب تو ہونے جیسے بہانے۔ شہباز تو یہ چاہتا ہے کہ پیرس جا کر اُن کنواریوں اور لیڈیوں کے ساتھ گلچھرے اڑائے۔ باتیں کرے اور ہنسے کھیلے۔ جو جلسوں میں آدمیوں کے درمیان کھلے منہ چلتی پھرتی ہیں۔ الله الله خیر صلاح!

حاکم خان آقا۔ (جھنجلا کر) اِی بڑھیا! خدا کے لئے چلاؤ نہیں۔ کافی ہو چکی اب میں کروں تو کیا کروں؟ اگر تیرے بس میں ہے تو اسے جانے سے روک لے۔ اگر ہوا کو پنجرے میں بند کیا جا سکتا ہے اور اگر اس پرندے کو اُڑنے سے روکا جا سکتا ہے جو آسمان میں پر تول رہا ہو۔ تو اس صورت میں شہباز کو بھی زبردستی سے قابو میں رکھا جا سکتا ہے! اگر میں نے اسے اجازت نہ دی تو وہ آپ ہی بھلا ننگ سے گھوڑے پر ہو بیٹھیگا۔ اور ہوا ئے اُس کے اس پار پہنچ جائے گا۔ میں پھر اس کو ڈھونڈتا پھروں گا؟ کیا تم اس کو بھول گئی ہو کہ کس قدر ضدی ہے؟

شہربانو خانم۔ (پھر اور بھی زیادہ شور سے چلا کر) تو میں اُس سے بڑھ کر ضدی ہوں! اسے کبھی نہیں جانے دوں گی۔ گو میرے ہوتے شہباز چلا گیا تو یہ چادر (میری چادر نہیں ہوگی۔ بلکہ رنڈیوں کی چادر ہو گی۔ (مجھے شریف

خاتون نہ کہنا۔ اگر میں اُس کو جانے دوں) (ہاتھ کو اپنی چادر کی طرف بڑھاتی ہے)

شہباز بیگ :۔ (اطمینان کے ساتھ ہنستا ہوا) سبحان اللہ، معلوم نہیں بیچی صاحبہ سمجھتی ہے کن سنتریوں کا پہرہ بٹھا دیں گی۔

شہربانو خانم۔ (کر فکر کر) اچھا دیکھو تو گھر میں اکیلا رکھ سکتی ہوں کہ نہیں! اگر مجھ سے نہ ہو سکا تو تم سے جو بھی بن آئے کر لینا۔

حاتم خان آقا۔ غلطی کرنا عورتوں کا کام ہے! (عورتوں کے کام غلطیوں کے نمونے ہیں)

(موسیٰ زعفران حیران ہو جاتا ہے۔ شہباز بیگ پریشانی اور سناٹے کے عالم میں رہ جاتا ہے)

پھر وہ گرتا ہے!

تیسری سبھا

تو یہ :۔ حرف ظرف ہے بمعنی اندر۔ در۔ السّلام علیکم ۔علیک السلام کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ عام طور پر صرف عورتوں میں مستعمل ہے۔ اور وہ بھی نچلے درجے کی عورتوں میں۔ گوش واداں کان لگانا۔ دھیان دینا توجہ سے سننا۔ وہمن بیں۔ منہ دیکھے کی باتیں کرنے والا۔ موقع اور محل کے مطابق بات کرنے والا۔ ابن الوقت۔ زمانہ ساز۔ ڈل جیں ہاں ملانے والا۔ جی حضوری بے پا۔ بے بنیاد۔ جس کا نہ سر ہو نہ پاؤں۔ اٹکل۔ بے جوڑ۔ الل ٹپ۔ فریب خوردن دھوکے میں آ جانا۔ در الحق۔ سچ تو یہ ہے۔ ہرگز۔ کلمہ نفی و تاکید ہے۔ بھی نہیں کبھی نہیں۔ گل رخسارہ :۔ وہ لڑکی جس کے رخسار گلاب کی پتیوں کی مانند۔ نازک، لطیف اور نظر فریب ہوں۔ ابریشم۔ کچا ریشم جس کا رنگ قدرتی مائل ہوتا ہے۔ ریسمان :۔ ریل کا دھاگہ۔ ابریشم کا باریک تار۔ ریسیدن۔ چرخے سے تاگے کاتنا۔ سوت کے دھاگے

بٹنا۔ چرخے سے کاتنا" باریک ریسیدن"۔ اصطلاح میں موشگافی یعنی کسی کام کو غور اور خوبی سے بتدریج سرانجام دینے کو کہتے ہیں۔ مجازاً غور و فکر میں گھل گھل کر زار و نزار ہو جانا مراد ہے۔ **منت کشیدن**۔ احسان اٹھانا۔ **در ہمسائیگی**۔ پڑوس میں۔ ملحقہ ہی قریب کا۔ **دہ**۔ گاؤں۔ **آغچہ بدیع**:۔ ولایت قراباغ کی سرحد پر کے ایک گاؤں کا نام ہے **قزلباش**۔ ترکی لفظ ہے۔ "قزل" بمعنی سرخ اور "باش" بمعنی سر سے مرکب ہے۔ سرخ سر شاہ اسماعیل صفوی نے اپنی فوج کے لیے بارہ اماموں کی رعایت سے بارہ گوشوں کی سرخ ٹوپی بنوائی تھی اس لیے لشکریوں کا لقب قزلباش ہو گیا۔ ترک کل ایرانیوں کو تحقیراً قزلباش کہتے ہیں۔ مجازاً اس لفظ کا اطلاق ملک ایران پر بھی ہوتا ہے۔ **دلخواہ خودت**: خود تیرا دل چاہتا ہے۔ خود تیرے دل کی خواہش ہو۔ **صورت دادن**:۔ سرانجام دینا انتظام کرنا۔ **قدرت**:۔ قوت طاقت، اثر، کرشمہ۔ **پیرہ شوہر**:۔ بوڑھا خاوند۔ بوڑھا میاں۔ **تشکیک**: شک شبہ میں ڈالنا۔ **دل گرم**۔ مطمئن، سکون قلب رکھنے والا۔ **کدخدا**۔ رئیس، چودھری۔ مکھیا۔ چی۔ چیز سے مرخم ہے۔ **نور دیدہ ام** نورِ دیدہ من۔ میری۔ پیاری۔ **سر شب**۔ شام کے وقت۔ رات ہوتے ہی۔ **چشم**۔ بہت بہتر۔ ایسا ہی ہوگا۔ میں آپ کا حکم خوشی سے قبول کرتی ہوں۔ بسر و چشم۔ **پنہانی** پوشیدہ۔ چھپ چھپا کر۔ نظروں سے اوجھل دبے پاؤں۔ **سرکشی**۔ حاصل مصدر از "سرکشیدن" یعنی جاندار یا بے جان چیزوں کو ایک ایک کر کے گننا۔ جائزہ لینا۔ شمار۔ جانچ خبر گیری۔ **ایلخی**۔ گھوڑوں کا گلہ، گھڑسال۔ ترکی لفظ ہے۔ **سپردن**۔ جتلا دینا۔ ہدایت کرنا۔ گوش گزار کرنا۔ تاکید کرنا۔ **آوخ**:۔ کلمہ تحسین بھی ہے۔ اور کلمہ تاسف بھی۔ ایک بڑے کام کے فکر و غم سے رہائی پانے کے وقت خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ **یک اندکے** قدرے۔ کسی قدر۔ ذرا سا۔ **روزگار سیاہ کردن**۔ کسی کی سیاہ بختی کا موجب بننا۔ کسی پر آفت توڑنا۔ بلا نازل کرنا۔ **تو**۔ تو سے۔ حرف ظرف ہے بمعنی۔ اندر۔ میں۔ **دردت بجانم**۔ تیری تکلیف مجھے لگے۔ تیرا دکھ میری جان پر ہو۔ تیری بلائیں لوں۔ **قربان**

جاؤں۔ جدید محاورے میں اس ترکیب کا استعمال بہت عام ہے۔ **داد زدن** - فریاد و
فغاں کرنا۔ چیخنا۔ چلانا۔ آسمان پر سر اٹھا لینا۔ **تہدید کردن** - ڈرانا۔ دھمکانا۔ تاکید و
تنبیہ کرنا۔ **غریب آمدن** - انوکھا معلوم ہونا۔ عجیب نظر آنا۔ اچنبھا دکھائی دینا۔ **کارگاہ**
(کرگہ) کام کرنے کا مقام۔ وہ جگہ جہاں بیٹھ کر لکھائی پڑھائی یا کوئی اور کام کیا جائے۔ **صورت** -
شکل۔ تصویر۔ عکس۔ **خجالت** - حیا۔ شرم۔ **لے** - حرف ظرف ہے بمعنی اندر۔ **عوض** صفحہ ۷ کالم
شدن - بدل جانا۔ **چہ شد آمد؟** کیا ہو گیا؟ کونسی بڑی بات ہو گئی۔ کیا آفت آ گئی؟ **یار**
زیبا - خوش اندام محبوبہ۔ حسین معشوقہ۔ بانکی نار۔ **بچشم آمدن** - آنکھوں میں سمانا۔ نظروں میں
جچنا۔ حسین نظر آنا۔ پسند خاطر ہونا۔ **بازی** - چال۔ فریب۔ ڈھکوسلا۔ دکھاوے کی بات
چھل بل۔ **چہ کار دارم** مجھے کیا واسطہ؟ مجھے کیا پڑی۔ اس سے مجھے کیا کام؟ میری بلا سے! صفحہ ۸ کالم
غریچہ کردن - ناز سے رونا۔ بسورنا۔ **سخت چنگال کردہ** - زور سے مٹھی میں لیکر ہاتھوں
میں تحقیر اور غصہ سے مسلکر بری طرح توڑ مروڑ کر۔ **ہمسر** - ساتھی۔ رفیق۔ دوست یار۔ ہمنشین
نے - نرسل۔ بانس۔ سرکنڈا۔ نال۔ علامت ظرف ہے۔ **نے زار** - وہ غیر آباد بیابان
جنگل جہاں کثرت سے نرسل اگ آئیں۔ شہباز بیگ پیرس کے مقابلہ میں غراباغ کو بالکل
حقیر جانتا ہے۔ **ما ہا** - ہم سب۔ ہم لوگ۔ **خدمت** - ملازمت۔ نوکری۔ **دسترس** -
پہنچ۔ رسائی۔ **خبرِ تاں** - خبر شما۔ تمہاری خیر خیریت کی اطلاع۔ **واسطہ** - وسیلہ۔ ذریعہ۔
دوست داشتن - عزیز جاننا۔ عزت اور پیار کی نظر سے دیکھنا۔ **خانوادہ** - خاندان
کنبہ۔ قبیلہ۔ گھر۔ **جائے داشتن** - جگہ مل جانا۔ عزت حاصل ہونا۔ ملازمت نصیب ہو
جانا۔ **مراجعت** - واپسی۔ لوٹنا۔ پلٹنا۔ **لوند** - بے حیا۔ بد معاش عورت۔ فاحشہ۔ بازاری
عورت۔ **رفتار نمودن** - اٹھنا بیٹھنا۔ حرکات و سکنات ظاہر کرنا۔ رویہ اختیار کرنا
آں وقت بخود بنازد - پھر کہنا کہ تم نے ایک بڑا معرکہ سر کیا۔ اس **گھڑی** کہیو کہ تم سے
بڑی بہادری ہو گئی۔ **بانگ بلند** :- اونچی آواز۔

ترجمہ

[تیسری سبھا بھی وہیں منعقد ہوتی ہے۔ شہر بانو خانم گھر کے اندر بیٹھی ہے۔ شرف نسا خانم بھی ایک کونے میں اُون کو سلجھی کرتی بیٹھی ہے۔ اتنے میں دروازہ کھلتا ہے اور خان پری شرف نسا کی دایہ داخل ہوتی ہے۔]

خان پری - سلام علیک۔

شہر بانو خانم :- ایک سلام! خان پری! جانتی ہو کیا معاملہ ہوا؟ (شرف نسا خانم کان لگا کر سنتی ہے) معاملہ یُوں ہوا کہ شہباز پیرس کو جا رہا ہے۔ اب میں نے تمہیں اسلئے بلایا ہے کہ اس سلسلے میں اگر کچھ کر سکتی ہو تو کرو۔ تم تو خود جانتی ہو کہ حاتم خاں آقا ہی ماں ہاں خبر دینے والا شخص ہے۔ پہلے تو خوب باتیں کرتا رہا۔ لیکن آخر میں آ کر رہ گیا۔ موسی زوردن اور شہباز بیگ کی کچھ بے بنیاد باتیں سن کر دھوکے میں آ گیا۔ لیکن میں ہوں کہ یا تو مر جاؤں گی یا شہباز کو پیرس نہیں جانے دوں گی۔ خدا جھوٹ نہ بلائے شرف نسا کی آنکھوں سے ٹپکتے ہوئے آنسو مجھ سے دیکھے نہیں جاتے۔ اس بات کو تو خدا بھی کبھی پسند نہیں کر سکتا کہ شہباز تو مزے لوٹنے کے لئے جائے پیرس کو اور پھول کے سے رخسار رکھنے والی میری پندرہ برس کی بچی (پھڑکن کی اولاد) آہیں بھرتی رہے۔ آنکھوں سے لہو برسائے۔ ریشم کی مانند پیلی پڑ جائے۔ (بیچاری کے چہرے پر پھٹکار برسنے لگے۔) اور غم میں گھل گھل کر دھاگہ بن کر رہ جائے۔

خان پری - اس کا علاج تو وہی ہے، جو میں نے اس وقت تم سے کہا تھا۔ کیا ضرورت پڑی ہے کہ حاتم خاں آقا یا کسی اور کا احسان اُٹھایا جائے؟ کسی کو بھیج کر ساتھ کے گاؤں [illegible] مستعلی شاہ فقیر کو ساتھ لے آئے جو کہ قزلباغ سے آیا ہوا ہے۔ جس طرح بھی ممکن ہو دل کی خواہش ہوگی، وہ معاملے کو سلجھا دیگا۔ میں نے اُس کے جادو میں ایک اتنی بڑی طاقت دیکھی ہے کہ اگر وہ چاہے تو سپنے [illegible]

جس اپنے بڈھے کھوسٹ خاوند سے نجات دلا دے۔

شہر بانو خانم:۔ خان پری! میں نے بھی تو اس کے جادو کے کرشمے سنے ہوئے ہیں لیکن یہ معاملہ چونکہ سخت پیچیدہ ہے اس لئے بہر کیف مجھے اس میں کچھ شک سا گزر رہا ہے۔ جو جو معجزے اس نے دکھائے ہیں کیا ان میں سے کوئی تمہارے یاد ہے؟ ذرا سناؤ تو بھلا جو میرے دل کو تسلی ہو!

خان پری۔ بیگم! کیا انجمہ بدیع کے چودھری، کریم کی بیوی، سلمی ناز کو اس نے طلاق دلوا کر اس کے عاشق کے یہاں نہیں ڈالدیا؟ بھر قسے صفدر علی مخانی کی لڑکی کو اس نے اس کے عاشق کے پاس نہیں پہنچا دیا؟ اور اس کے باپ کو جادو سے نہیں مار ڈالا جو بیٹی دینے پر راضی نہ ہوتا تھا؟ کربلائی قنبر علوا ہو کی بیٹی شاہ صنم کے شوہر کو ایک سال کی راہ سے نہیں پلٹا لیا۔ تاکہ وہ کہیں دوسری جورو نہ کر لے؟ (ان تمام فقرات میں استفہام اقراری ہے یعنی مستعلی شاہ نے یہ سب کچھ کر دکھایا ہے بھئی واہ) اس کے ہاتھ سے تو کسی بھی چیز کی خیر نہیں۔

شہر بانو خانم۔ میری پیاری جان، خان پری! تو پھر اپنے لڑکے علی مردان کو جلد سے جلد ادھر دوڑا دو تاکہ مستعلی شاہ کو انجمہ بدیع سے ڈھونڈ کر لے آئے۔ کہے کہ بیگم صاحبہ بلاتی ہیں۔ جو کچھ بھی وہ مانگے مان لیا جائے۔ نان کی جان یہ کہ رات کو چراغ جلانے کے وقت مستعلی شاہ کا ہمارے گھر پہنچ جانا ضروری ہے۔

خان پری۔ بہت بہتر، بیگم! میں علی مردان کو ابھی ابھی روانہ کر دیتی ہوں۔ ہاں ایک بات ہے۔ وہ یہ کہ مستعلی شاہ یہاں حاتم خاں آقا اور شہباز بیگ کی نظر بچا کر آئے خدانخواستہ اگر شہباز نے اسے یہاں دیکھ لیا تو اس کو بھی ہلاک کر ڈالے گا اور مجھے بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔

شہر بانو خانم:۔ یقیناً، میں ابھی باہر جاتی ہوں، دونوں کو گھڑ سال کی جانچ پرکھ کو بھیجے دیتی ہوں۔ اور یہ بھی تاکید کر دونگی کہ جب آئیں تو شرف نساء کے کمرے

ہیں سو رہی ہیں۔ کیونکہ آج رات یہاں پانی گرم کر کے مجھے شرف نسا کا سر نہلانا

(دھونا) ہے۔ تم اب اٹھو اور جاؤ۔ اپنے بیٹے کو نقیر کی طرف بھیج دو۔

(دونوں چل دیتی ہیں۔ اس کے بعد)

شرف النساء بیگم (اکیلی کھڑی ہوکر) اُفوہ! اللہ شکر ہے تیرا! میرے دل کو ق

سکون نصیب ہوا۔ برباد ہو جائے وہ ملک، جہاں جادو اور جادوگر نہ ہوں

فقیر کا میری دایہ نے ذکر کیا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا۔ تو موسیٰ رودان واقعی شہباز کو

گیا ہوتا اور زمانہ میری نظروں میں اندھیر ہو کے رہ جاتا۔

(اسی دوران میں دروازہ کھلتا ہے اور شہباز بیگ اندر آتا ہے)

شہباز بیگ:۔ شرف نسا! تیرا دکھ میری جان کو لگے! جانتی ہو چچی جان نے

کیا شگوفہ چھوڑا؟ موسیٰ رودان کی موجودگی ہی میں چچا جان کے سر پر چلانے لگ

(بھوگ منانے پر اتر آئیں) مگے ہاتھ مجھے بھی ڈرایا دھمکایا ڈانٹ ڈپٹ

شرف النسا خانم:۔ شہباز، تمہیں اپنی کرتوتوں کی تو کوئی خبر نہیں جو چچی کا چیخنا چ

تم کو بڑا اچنبھا نظر آتا ہے؟

شہباز بیگ:۔ میری جان، شرف نسا قربان جاؤں تم پر! بھلا میں نے خود کیا

شرف النسا خانم۔ (جلدی سے جاکر۔ اپنا ہاتھ بڑھاتی ہے اور اپنے کرتے کے پیچھے سے آ

آدھے ورق کے کچھ کاغذ نکال کر کھولتی ہے) شہباز! تو یہ تصویریں میرے

لایا تھا؟ کیا یہ تم نہیں لائے تھے؟ کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ پیرس میں

کنواریوں اور لڑکیوں کے عکس ہیں؟ دیکھو، پیرس میں کس قدر خوبصورت

لڑکیاں ہوتی ہیں۔ یہ سب کی سب جلسوں وغیرہ میں کھلے منہ جوان لڑکوں

ساتھ ایک ہی جگہ اٹھتی بیٹھتی ہیں! میں نے تو ابھی تک مارے حیا

یہ تصویریں تمہاری چچی کو نہیں دکھائیں۔

شہباز بیگ:۔ شرف نسا! کیوں بچوں کی سی باتیں بنا رہی ہو؟ یہ تصویریں

زور دار کی کتاب میں پڑی تھیں۔ ایک بار جب کہ وہ کتابیں کھول کر پڑھ رہا تھا تو اس کی نظر ان تصویروں پر آ پڑی۔ اس نے انہیں نکال لیا۔ اور مجھے دیکر کہنے لگا۔ لے جاؤ، اپنی منگیتر کو دکھاؤ۔ کہو کہ پیرس کی جوان اور بیاہتا لڑکیاں اس سال اس طرح کا لباس پہنتی ہیں۔ پچھلے سال اور قسم کا لباس پہنتی تھیں۔ اگلے سال اس سے بھی مختلف قسم کی پوشاک زیب تن کرینگی۔ پیرس میں کپڑے پہننے کا فیشن ہر سال بدلتا رہتا ہے۔ میں بھی یہ فوٹو لے آیا۔ اور اگر تمہیں دیدیئے۔ اس سے بھلا کونسی قیامت آ ٹوٹی ہے؟

شرف النسا خانم:۔ یہی قیامت ٹوٹی کہ ان لڑکیوں کی دھن میں پھریریاں لے لے کر اب اس تیزی سے اڑے جا رہے ہو۔ اور پیرس جانا چاہتے ہو۔

شہباز بیگ۔ شرف نسا! آخر یہ کیسی باتیں ہیں۔ جو تم کہہ رہی ہو؟ پیرس کی ایک چھوڑ، تمام لڑکیوں کو تمہارے ایک بال پر سے نثار کر دوں! مجھ کو جب تم جیسی نازنین معشوقہ نصیب ہو۔ بہشت کی حوریں بھی بھلا میری نظروں میں کیونکر جچ سکتی ہیں! میں تو ایک دن بھی تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔

شرف نسا خانم:۔ اجی رہنے دو! تمہیں خدا کی قسم! یہ چالبازیاں یہاں نہ لڑاؤ۔ جو نوجوان یہ کہے کہ میں ایک دن بھی تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا، وہ یہاں سے پیرس کو نہیں جایا کرتا۔ تمہیں میری کوئی چاہ نہیں۔

شہباز بیگ:۔ (اٹھ کر شرف نسا کے گلے میں باہیں ڈال کر اس کے منہ کو چومتا ہے) شرف نسا! تو کیا تم واقعی مجھ سے بدظن ہو گئی ہو؟ تم نے میرے دل میں تیر اتار دیا ہے۔ یہ جلی کٹی باتیں جو تم نے کہی ہیں، ان سے تو یہی اچھا تھا۔ کہ میرے منہ پر چپت مار دیتیں آخر یہ بھی تو پوچھو اور دیکھو کہ میں کس وجہ سے پیرس کو جا رہا ہوں۔

شرف نسا خانم۔ (روتی ہوئی شہباز کے ہاتھوں کو اپنی گردن سے پرے جھٹلا کر) اب مجھے کیا پڑی ہے کہ پوچھتی پھروں؟ اس کی وجہ تو میں خود اچھی طرح سمجھتی ہوں بس رہی

صفحہ ۴۸

سب باتیں! (پیرس کی کنواریاں اور لیڈیاں) پھر انداز سے لسورتی ہوئی تصویروں
والے کاغذوں کو توڑ مروڑ کر پاؤں تلے مسل ڈالتی ہے)

شہباز بیگ :- خدا کی قسم! میرے جانے کا سبب یہ نوٹو نہیں ہیں۔ کیا تمہیں معلوم
نہیں کہ میرے ساتھ کے تمام لوگ ملازمت میں لیئے جانے سے، علم حاصل کرکے
نیک نامی اور شہرت کے جھولے میں خوش قسمتی کی لوریاں لوٹ رہے ہیں۔ اور میں ہوں
کہ اس گمنامی کے ویرانے میں لڑھکتا رہ گیا ہوں!

شرف النسا خانم - پہلے تو تمہارا یہ کہنا ہی غلط ہے کہ ہمارے ساتھ کے لوگ علم اور ملازمت
کے بل بوتے پر خوش قسمت ہو گئے ہیں۔ جن خوش قسمت لوگوں کو تم دیکھ رہے ہو
ان سب کی قسمت کا ستارہ کچھ اور ہی طریقوں سے چمکا ہے۔ اور پھر اگر تم ملازمت
ہی کرنا چاہتے ہو تو جاؤ تفلیس میں کرلو۔ جب کبھی کسی دوسرے شہر میں جانا پسند
کرو، تو ایسی جگہ جاؤ جہاں رسائی بھی ہو۔ تاکہ تمہاری خیریت کی اطلاع آتی رہے۔
پیرس کو تو ہم لوگوں میں سے نہ کوئی جاتا ہے اور نہ ہی کوئی وہاں سے آتا ہے (ہم سب
میں سے کسی کا کبھی وہاں آنا جانا نہیں)

شہباز بیگ :- بجا کہتی ہو۔ لیکن ہر کام میں انسان کے لیے کوئی نہ کوئی وسیلہ ہونا ضروری
ہے تفلیس یا دوسرے شہروں میں تو مجھے کوئی جانتا تک نہیں۔ کون ہے وہاں جو
میری مدد کرکے کوئی ملازمت دلادے۔ جس سے مجھے عزت حاصل کرنے کا سہارا ہاتھ
آجائے؟ مگر یہ فرانسیسی صاحب بہت اچھے شخص ہیں۔ مجھے بیحد عزیز جانتے ہیں
ہمارے ساتھ کنبے سے ان کی جان پہچان ہے۔ اس شخص کے، مجھے پیرس لے
جانے، فرانسیسی زبان سکھانے اور حکومت سے تعارف کرانے کے طفیل میں نام
پاسکوں گا۔ جب واپس آؤں گا، تو ہر جگہ میری پوچھ ہوگی۔

شرف النسا خانم - یہ سب باتیں محض حیلے ہیں۔ اور مجھے دھوکا دینے کے بہانے۔
بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ تم ایسے قابل نوجوان کو تفلیس میں کوئی ملازمت نہ مل سکے۔

شہباز بیگ :۔ پیرس سے واپس آنے کے بعد پھر تفلیس میں جا کر ملازمت کروں گا

مشرف نساخانم :۔ (تصویریں ڈالے کاغذوں کو پیروں تلے روندتی ہے) بھلا پیرس

جیسا تم سا نوجوان ان چنچلیوں (منہ کٹی چھیل پریوں) کے ہاتھوں سے جان بچا سکتا

ہے کہ واپس آنے کے بعد آدمیوں کی طرح زندگی بسر کرے؟ تم کسی صورت بھی پیرس

نہیں جا سکتے! جب جا کے دکھاؤ گے پھر شیخی بگھار لینا!

{ اتنے میں حاتم خاں آغا اونچی آواز سے شہباز بیگ کو باہر سے پکارتا ہے سو وہ بھی
جھونٹ سے باہر چلا جاتا ہے ÷ }

(پردہ گرتا ہے)

چوتھی سبھا

عبوس کردن۔ منہ بگاڑنا۔ تیوری چڑھانا۔ پیشانی پر شکن ڈالنا۔ ڈراؤنی صورت بنانا۔ "عبوس" صفحہ ۱۵۰
ایک بیماری کا نام ہے جس سے پیشانی پر جھریاں پڑ جاتی ہیں۔ نزدیک ہوئی۔ صفحہ ۱۵۰

نسبت بمن: میرے متعلق۔ میرے لائق۔ جزوی۔ معمولی۔ چھوٹا سا۔ بالمرہ: بالکل۔ سراسر۔
نمہ کیدن۔ پھٹنا۔ شق ہو جانا۔ مراد نازل ہونا۔ جن۔ بھوت۔ پریت۔ ایک قسم کی مخلوق جس کا
جسم آگ سے بنا ہوتا ہے۔ جدید سائنس اس کے وجود سے انکار کرتی ہے۔ **مسلّط**:۔ صفحہ ۱۵۱
تسلط جمانے والا۔ قابض۔ مسلّط۔ مقرر کیا ہوا۔ مامور۔ رخنہ۔ نقصان۔ خلل۔ ہرج۔ خرابی۔ **معیوب**
جس میں کوئی عیب نقص۔ خلل۔ رخنہ یا خرابی ہو۔ **کنار بودن**۔ اوجھل ہونا۔ غائب ہونا۔ جدا یا دور ہونا
عفریت۔ بھوت۔ پریت۔ جن۔ زیر و رو۔ زیر و زبر۔ اوپر نیچے۔ الٹ پلٹ۔ تباہ و برباد۔ خراب
و ویران۔ **مریخ**۔ نام ایک ستارے کا ہے۔ پانچویں آسمان پر ہے۔ منگل۔ اس کو منحوس اوقات کا منبع
خیال کرتے ہیں۔ اسی لحاظ سے اس کا لقب جلّادِ فلک ہوا ہے۔ **امر کردن**۔ حکم دینا۔ **شیاطین**

جمع از شیطان ۔ **مُلّا** ۔ بہت علم رکھنے والا ۔ **شیخی** :۔ (یائے نسبتی ہے) شیخ احمد الحصائی سے تعلق رکھنے والے ۔ شیعہ مذہب کے وہ لوگ جو شیخ احمد الحصائی کو امام کا خاص نائب جانتے ہیں ۔ ان کا عقیدہ ہے کہ معراجِ نبوی روحانی تھی نا کہ جسمانی یعنی جناب رسولِ خدا کی روح عرش پر پہنچی تھی نا کہ ان کا جسم ۔ یہ گروہ اس بات کا بھی معتقد ہے کہ قیامت کے دن روحیں اٹھیں گی ۔ نا کہ بدن ۔ **اصولی** ۔ (یائے نسبتی ہے) شیعہ مذہب کے وہ لوگ جن کا عقیدہ شیخی فرقہ کے عقیدوں کے خلاف ہے ۔ یہ لوگ اصول کے پابند ہیں ۔ "اصولِ کلام" وہ علم ہے جس میں مسائل نقلی کو دلائل عقلی سے بیان کیا جاتا ہے **منبر** ۔ زینے کی شکل کا چھوٹا سا چبوترہ یا چوکی جس پر کھڑے ہو کر تقریر یا وعظ کیجاتی ہے **ساحر** ۔ اسم فاعل از سحر ۔ جادو پھونکنے والا ۔ طلسم کرنیوالا ۔ **باور کردن** ۔ یقین کرنا ۔ ماننا ۔ تسلیم کرنا ۔ اعتبار کرنا ۔ **شیطنت** ۔ شیطانت یا شیطنیت شیطانی ۔ شیطان کے سے نقصان دہ کام **مضرت** ۔ نقصان ۔ اذیتیں ۔ بلا ۔ تکلیف ۔ پریشانی ۔ **فرید** ۔ یکتا ۔ لاثانی ۔ بے مثل ۔ عدیم النظیر ۔ **عصر** ۔ روزگار ۔ وقت ۔ **فرید عصر** ۔ یکتائے روزگار ۔ یگانۂ وقت ۔ **منتقل** ۔ نقل کیا گیا ۔ کسی طرف لگایا گیا ۔ مقرر ۔ **سالیان** ۔ ایک مقام کا نام ہے جو تبریز وان میں ہے ۔ **ترس** ۔ ڈر ۔ خوف ۔ خطرہ ۔ ہراس ۔ دھڑکن ۔ دہشت ۔ ہیبت ۔ **قصاص** ۔ بدلہ ۔ انتقام برائی کا عوض ۔ برائی ۔ **دار** ۔ گھر ۔ مقام ۔ جگہ ۔ **مومنین** ۔ جمع از مومن ۔ اہلِ ایمان ۔ **دار المومنین** مومنوں کا گھر ۔ شیعوں کے رہنے کی جگہ ۔ **پا گزاشتن** ۔ پاؤں رکھنا ۔ قدم دھرنا ۔ **محالات** ۔ جمع از محال ۔ محال جمع از محل گویا محالات جمع الجمع ہے "محل" کی ۔ **محل** ۔ مقام ۔ جگہ ۔ ضلع ۔ پرگنہ ۔ **نخجوال** یا **نخجوال** :۔ نام ہے ایک شہر کا جو آرمینیا میں ہے **شرور** ۔ نخجواں کی قریب ہی ایک مقام کا نام ہے **ایروان** ۔ آرمینیا کے ایک شہر کا نام ہے جو ارارٹ پہاڑ (MT ARARAT) کے دامن میں واقع ہے ——— **مانع شدن** ۔ رکاوٹ ڈالنا ۔ اجازت نہ دینا ۔ **تذکرہ** ۔ پروانہ ۔ راہداری ۔ اجازت نامہ سفر کرنے کے لئے ۔ **ناشناس** ۔ ناواقف ۔ بیگانہ ۔ اجنبی ۔ **قدغن** ۔ ممانعت ۔ تاکید ۔ روک (ترکی لفظ ہے) **منقلب** ۔ الٹایا ہوا ۔ چالاک ۔ عیار ۔ مکار ۔ **نمایندگی** ۔ رہنمائی ۔ طرفداری ۔ حمایت شرکت ۔ امداد ۔ **متوسل شدن** ۔ وسیلہ ڈھونڈنا ۔ راہ تلاش کرنا ۔ چارہ جوئی کرنا ۔ عجز و نیاز سے عرض کرنا ۔ **تند شدن** ۔ غصہ میں آجانا ۔ بگڑ جانا ۔ اکڑفوں ہونا ۔ **بر کندن** ۔ جڑ سے اکھیڑ دینا ۔ بنیاد

ہلا دینا **ضرب** - چوٹ صدمہ - لرزش - دہل - **کوہ آغری** - قراباغ کے شمالی اور غربی گوشہ
میں ایک پہاڑی ہے - آغر تاغ اور آغر طاغ اور کوہ ارارات بھی اسی کا نام ہے **آگوری** -
ارارت پہاڑ کے دامن میں ایک جگہ کا نام ہے **فرو بُردن** - نگل جانا - ہڑپ کر جانا - **جاری** -
چلتا ہوا - سعال - متحرک - **جاری مشو** - رُک جا - **ٹھہر جا** - تھم جا - **ہیکل** - شکل و صورت
تصویر - خاکہ - نقشہ **برپا کردن** - اٹھانا - بنانا - **بہم زدن** - پریشان کرنا - بگاڑ دینا
اُلٹ پلٹ کرنا - درہم برہم کردینا - تلپٹ کر دینا - **کوفتن** - کوٹنا - ضرب لگانا - کچل ڈالنا
صفحہ ۵۳ مسل دینا - **دقیقہ** - منٹ - لمحہ - لحظہ ——— **گردن زدن** - گردن اڑا دینا
سر قلم کردینا - **بلا تامل** - بغیر سوچے سمجھے بے دھڑک فوراً **چنگ** - پنجہ - چنگل - ہاتھ
قبضہ اثر - **ہزار ہزار نفس** - ہزاروں لوگ - ہزاروں جانیں **تہ قیل وقال انداختن** -
بحث یا جھگڑے، جھنجھٹ میں ڈالنا - دانا کل کل پیدا کرنا - دنگہ - بکھیڑا کھڑا کرنا -
خروس - مُرغا - مرغ **نفر** - آدمی - شخص - **تقصیر دار** - قصوروار - خطا کار **غریبہ** عجیب
نادر - انوکھا - **دستہ** - گُٹھا - **گلدستہ** - جو دراصل دستۂ گل ہے - **توسط** - وسیلہ - ذریعہ
صفحہ ۵۴ ——— **ینگی دُنیا** - نئی دنیا - امریکہ - ابھی ساڑھے چار سو برس ہوئے ہیں کہ کولمبس نے یہ ملک ۱۴۹۲ء میں دریافت
کیا تھا - (ترکی زبان سے ماخوذ ہے) **باغ عجائبات** - ایسا باغ جہاں عجیب غریب
پودوں اور درختوں کو علمی مطالعہ کی غرض سے بویا جائے - انواع نباتات کی نمائش کے باغ
رضا شدن - راضی ہونا **فقیر** - غریب - بے چارہ - بیگناہ - درویش سیرت - صُلح کُل شخص
نیک مرد **بسر کسے انداختن** - کسی کے سر پر کوئی خیال سوار کردینا - کسی کے خیال میں کوئی خواہش
پیدا کر دینا - **قضا** - خدا کا حکم - تقدیر - **خورجین** - چمڑے کا تھیلہ - بستہ - خورجی - جھولا -
سائرین - جمع از سائر - باقی کل اشخاص **من بعد** - اس کے بعد - **ہا** - کلمہ تنبیہ و ہدایت ہے خبردار
صفحہ ۵۵ دیکھنا - دھیان رہے **ازیں جہت** - اس بارے میں - اس کے متعلق ——— **زمین بگزار**
زمین پر رکھ دے - نیچے رکھ دے - **نبلہ** - گانٹھ - **تختہ پارہ** - کاغذ کا ٹکڑا - **اشکال** -
جمع از شکل - تصویریں نقشے - **درون** - بر دوئے آں - اس کے اوپر - ان پر - **زبان رمز**

[illegible] وغیرہ کی وہ خاص زبان جس میں وہ آپس میں بات چیت کرتے ہیں اور جسے کوئی غیر نہیں سمجھ سکتا
خاص خاص اشارے اور علامات **طرفۃ العین** - آنکھ جھپکنا - پلک مارنا - چشم زدن - بہت ہی
تھوڑا وقت مراد ہے - دیکھتے ہی دیکھتے - **واسہ** - واسطہ کی مخفف صورت ہے - **واسہ چہ** - کس لیے؟ اور
کیوں؟ **دانہ** - یہ لفظ اظہارِ تعداد کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً صد دانہ انار وغیرہ **سباجا قلعہ** - ہند میں
کا ایک سکہ ہے جو سونے سے بنا ہوتا ہے اور جس کی قیمت پانچ روپے کے برابر ہوتی ہے - **تازہ سکہ**
جو ابھی ٹکسال سے نکلا ہو - نیا نیا ڈھلا ہوا **ہضم رابع** - غذا جزوِ بدن بننے تک عمل ہضم کے
چار مرحلوں میں سے گزرتی ہے (۱) ہضم معدی، معدہ میں غذا کے ہضم ہونے کے بعد فضلہ براز کی
صورت میں خارج ہو جاتا ہے اور غذا کا خلاصہ جگر میں پہنچتا ہے (۲) ہضم کبدی (جگری) جگر
میں غذا کا خلاصہ نضج پا کر یعنی پک کر خلطوں (خون، سودا، صفرا، بلغم) میں تبدیل ہوتا ہے -
(۳) ہضم عروقی - جگر سے خلط عروق یعنی نسوں میں پہنچتے ہیں اور وہاں پک کر رطوبت ثانیہ میں تبدیل
ہو جاتے ہیں (۴) ہضم عضوی - رطوبت ثانیہ اعضا میں پہنچ کر مناسب نضج کے بعد جزوِ بدن بن
جاتی ہے یہی آخری ہضم کو ہضم رابع کہتے ہیں - **سابقہ** - پہلا - **مغشوش** - خلط ملط - پراگندہ
پریشان - **تمام کردن** ختم کرنا - سر انجام دینا - **پا شدن** - اٹھنا - کھڑے ہونا - **محکم**
زور سے مضبوطی سے - اچھی طرح - **سادہ لوح** - بھولا - بھالا - کم عقل - ناسمجھ جس کی لوحِ عقل (عقل
کی تختی) سادہ ہو یعنی صاف یا خالی ہو - عقل کا کورا - بے دال کا بودم (بودم - الو) **بدون** - بغیر
—— **منتر** - جادو کے الفاظ - جنتر منتر - تنتر - **راست آمدن** - آسان ہو جانا - **پلاس** -
گاڑھا کپڑا - سن کا بنا ہوا موٹا کپڑا - ٹاٹ - **بہم چسپانیدن** - ایک دوسرے کے ساتھ چمٹا دینا -
چسپاں کر دینا **حجرہ** - کمرہ - چھوٹا کمرہ **درست کردن** - اچھی طرح سے بنانا - ترتیب دینا -
بدہم - میں حکم دوں یا اجازت دوں - **کن** - ہو جا - **فیکون** - فکان - پس وہ ہو گئی - **ابتدائے**
آفرینش کے وقت خدا تعالیٰ نے ہر ایک شے سے جو انہیں پیدا کرنی منظور تھی مخاطب ہو کر فرمایا تھا کن
(ہو جا - وجود میں آ جا) اس لفظ کے فرماتے ہی بغیر کسی آلہ کی مدد کے تمام اشیا وجود میں آ گئیں
(فکان) چنانچہ ان لفظوں سے تمام عالم موجودات مراد لیتے ہیں - محاورہ میں بمعنی فوراً مستعمل

ہے۔ منہ سے بات نکلتی ہی۔ باعث۔ سبب۔ موجب۔ مراد ہے مسٹر جو ڈوڈن جسکی صحبت کا
اثر شہباز بیگ کو پیرس کے لئے آمادہ کرنے کا باعث ہوا تھا۔ پیرس کی لیڈیاں بھی مراد
ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ ماں اور بیٹی دونوں کا خیال تھا کہ شہباز کے دل میں انکی توبہ شکن اور ایمان سوز
دلچسپیوں نے گھر کر لیا ہے۔ گویا پیرس کی لیڈیاں ہی شہباز کی گمراہی کا باعث ہیں۔ **بلا دادن**
بلا نازل کرنا۔ آفت توڑنا۔ ستم ڈھانا۔ **تر و خشک بہ باہم سوختن**۔ گنہگاروں کے ساتھ بیگناہوں
کو بھی سزا دینا۔ گیہوں کے ساتھ گھن کا پس جانا۔ **وبال**۔ جنجال۔ بلا۔ بپتا۔ **صحبت و اختلاط**
بات چیت۔ بول چال۔ میل ملاپ۔ باہمی گفتگو۔ **دست مزد**۔ ہاتھ کی محنت کا معاوضہ۔ صلہ۔
مزدوری۔ **جیرہ و مواجب**۔ روزینہ و تنخواہ۔ انعام و اجرت۔ **فحش**۔ گالی گلوچ۔ **ترسانیدن**
ڈرانا۔ دھمکانا۔ خوف دلا کر سر سے ٹال دینا۔ **حرف خشک**۔ خالی باتیں۔ محض الفاظ۔
نگاہ داشتن۔ دھیان رکھنا۔ انتظام کرنا۔ قابو میں رکھنا۔ **ضیافت**۔ دعوت۔ تواضع
صفحہ ۵۸ ـــــ **شہاب ثاقب**۔ دمدار ستارہ۔ وہ تارا جو رات کیوقت ٹوٹا کرتا ہے شریعت کی
رو سے یہ ستارہ وہ آتشیں گرز ہوتا ہے جس سے شیطان کو مار بھگایا جاتا ہے۔ عام لوگ اس
منحوس تارے کو آفات کے نازل ہونے کا باعث گردانتے ہیں۔ **ہلاکت**۔ قتل و خون۔ مار دھاڑ۔ تباہی
قشنگی۔ قشنگ بودن (یہ لازم و متعدی ہے) خوبصورتی۔ **بے جہت**۔ بے سبب۔ خواہ مخواہ
ناحق۔ یونہی۔ **غضب خدا**۔ قہر الٰہی۔ **فرمان بردن**۔ حکم کی تعمیل کرنا۔ **طبیعت**۔ فطرت
خصلت۔ سرشت۔ **تقاضا کردن**۔ چاہنا۔ ضروری خیال کرنا۔ کسی چیز کا موجب ہونا۔
آسودہ شدن۔ آرام پانا۔ پرسکون ہونا۔ طبیعت کا ٹھکانے لگنا۔ **زیاد نیست**۔ یہ زیادہ
تو نہیں؟ یہ تو بہت ہیں۔ تو کیا اتنے؟ **تومان**۔ تمان یا تمن۔ بیس روپے۔ ایران کا ایک طلائی
رائج الوقت سکہ ہے جو حجم میں یہاں کی چونی اور قیمت میں پانچ روپے کے برابر ہوتا ہے۔ **بچیزے**
ارزیدن۔ قیمت میں کسی چیز کے برابر ہونا۔ **بار**۔ سامان۔ دروازے کے اوپر کی ڈاٹ۔
محراب کے نیچے کا حصہ۔ **توغلو**۔ طوغلو یا توغلی۔ بھیڑ کا بچہ جسکی عمر تین سال ہو۔ بھیڑا
صفحہ ۵۹ ـــــ **سر جاش مے آید**۔ سر جائے صد تا باجاقلو مے آید۔ ایک سو باجاقلو کی جگہ

ہو جائے گی۔ یعنی بھیڑ کے بچوں کی قیمت سے اتنی ہی رقم مہیا ہو جائے گی۔ جتنی کہ بابا
ں کی خدمت میں ادا کرنی پڑے گی۔ **جماع**۔ نک۔ سپر۔ ڈھال۔ **گوش و دماغ سپر**
ے سر است۔ سر پر جو بیت جائے، ناک اور کان کو چاہیئے کہ اسے اپنے پر برداشت
ا۔ سر سلامت چاہیئے۔ اس کی خاطر کان اور ناک قربان بھی کرنے پڑیں تو کر دیجئے۔ مراد
ے کہ شہباز کو پیرس جانے سے روکنا شرف النسا کے لئے زندگی موت کا سوال ہے۔ اس لئے
س سوال کے حل کی غرض سے سو باجا تلو کی رقم کوئی بڑی رقم نہیں۔ **طلاہا** :۔ سونے کے سکے
ق زدن :۔ ورق الٹنا۔ **عقرب**۔ آسمانی برجوں میں سے آٹھویں برج کا نام ہے۔ اس
شکل بچھو کی سی ہے۔ تاثیر اس کی بہت منحوس خیال کرتے ہیں۔ **چوب دستی**۔ چھڑی ڈنڈا
ٹا **خانم**۔ اسم مونث "خان" سے۔ معزز عورت، خاتون۔ **دل خود را قائم بدارید** :۔
ں تاں (شما۔ خود) قائم بدارید۔ اپنے دل کو قائم رکھو۔ سنبھالے رکھو۔ گھبراؤ نہیں۔
لک گردانیدن۔ پلک مارنا۔ آنکھ جھپکنا۔ **مہیب**۔ ڈراؤنی بھیانک ہیبت
ل۔ دہشت آفریں۔ **دغدغہا فنندی ... تندی نندی**۔ ایک منتر ہے۔ مہمل
فاظ کا مجموعہ جیسا کہ عام طور پر ہوا کرتا ہے۔ **دمیدن**۔ پھونک مارنا۔ **عقب رفتن**
چھے ہٹنا۔ **رو بدائرہ نہادہ**۔ دائرے کی طرف منہ کر کے۔ **از ہم پاشیدن**۔ بکھیر دینا
یعذر بر کر دینا۔ **چشم شما روشن (دل شما شاد)** تمہاری آنکھ میں نور۔ کلیجے میں ٹھنڈک)
وشی اور مبارکباد کا اظہار ہے۔ **گرفتار خود شدن**۔ اپنے متعلق غم و الم میں پڑ جانا۔
ر الغرضی میں گرفتار ہو جانا۔ نفسا نفسی کا شکار ہو جانا۔ کسی دوسرے کے متعلق کچھ سجھائی نہ
دینا۔ **دست کشیدن**۔ ہاتھ کھینچ لینا۔ پیچھا چھوڑ دینا۔ خیال ترک کر دینا۔ **زود ہی**۔ تیزی
جلدی ــــ **چشم بہم زدن**۔ آنکھ جھپکنا۔ پلک مارنا۔ **بر باد دادن یا بباد دادن**
تباہ و برباد کر دینا۔ **در ایں حال**۔ اسی لمحہ۔ **رو**۔ دور۔ دفع۔ **اضطراب** :۔ بے چینی
بیقراری۔ پریشانی۔ **تراق تراق**۔ کھٹ کھٹ۔ تڑاق۔ تڑاخ۔ فڑاخ۔
کم سے مانند در بشکند :۔ قریب تھا کہ دروازہ ٹوٹ جائے۔ یوں نظر آتا تھا کہ ابھی

صفحہ ۷۰

دروازہ ٹوٹ جائے گا۔ ٹوٹا کر ٹوٹنا۔ دروازہ ٹوٹ جانے میں کوئی کسر نہیں رہ گئی تھی۔
بازکردن۔ کھولنا۔ **سراسیمہ**۔ سر آسیمہ یعنی سر شوریدہ: شوریدہ سر۔ حیران۔ پریشان
مضطرب۔ گھبراہٹ کی حالت میں۔ **ترساں**۔ اسم حالیہ از ترسیدن۔ ڈرتی ہوئی۔
ڈرتی ڈرتی۔ **دم در**۔ دروازے کے قریب۔ دروازے کے سامنے۔ **یواش یواش**
آہستہ آہستہ۔ بولتے ہوئے۔ **بزانو زدن**۔ گھٹنے ٹیکنا۔ گھبراہٹ اور بیچارگی کے عالم
صفحہ میں گھٹنوں پر تھپتھپر مارنا۔ **تنگ نفس**۔ جسکی سانس پھولی ہوئی ہو۔ ہانپتا کانپتا۔
۱۱ **کو**۔ کہاں (ہے) **خستہ**۔ تھکا ماندہ۔ چور۔ تھکا ہوا ——— **حیف**۔ آہ۔ افسوس
ہائے وائے۔ کلمۂ تاسف ہے **تولیر**۔ پیرس کے ایک شاہی محل کا نام ہے، جو بہت خوبصورت
اور خوش منظر ہونے کے علاوہ اپنے باغات کے لئے مشہور ہے **دومار**۔ آہ۔ بدنصیب
قسمت کا مارا (فرانسیسی کلمۂ تاسف و حسرت ہے) **موندیو**۔ فرانسیسی ترکیب اضافی ہے
اے میرے اللہ۔ یا میرے مولا۔ **بہم خوردن**۔ تلپٹ ہو جانا۔ درہم برہم۔ زیروزبر
یا خراب و ویران ہو کر رہ جانا۔ **سرنگوں**۔ جسکا سر نیچے کی طرف ہو۔ اوندھے منہ۔ الٹا۔
زیروزبر۔ جو گر کر زمین کی طرف آرہا ہو۔ **درک کردن**۔ سمجھ سکنا۔ پالینا۔ بھید معلوم کر لینا
ستفرقہ۔ فرانسیسی ترکیب ہے بمعنی غضب ہے خدا کا۔ بڑا قہر ہوا۔ **مات ماندن**:۔
حیران پریشان رہ جانا۔ ہکے بکے رہ جانا۔ **غفلتاً**۔ یونہی۔ نہ جانے۔ کیونکر۔ بیٹھے بٹھلائے
بے سبب۔ ناحق۔ معلوم نہیں کس طرح۔ (کبھی معلوم بھی کیونکر ہوتا، خدا کی لاٹھی میں
آواز نہیں ہے اور پھر ایک سو باجا قلو کا اثر بھی تو کچھ معنی رکھتا ہے) **بلرزہ افتادن**
کانپنے لگنا۔ تھرا اٹھنا۔ **خس خس کناں**۔ چپکے چپکے پھسر پھسر کرتی ہوئی۔ **دست**
پاچہ۔ جس کے اوسان خطا ہو گئے ہوں۔ جس کو اپنے ہاتھ پاؤں کی سدھ بدھ نہ رہی ہو۔
یکتا پیرہن۔ صرف ایک ہی کرتہ پہنے۔ **درنگ**۔ دیر۔ ڈھیل۔ تاخیر۔ **رو**
دادن۔ ظاہر ہونا۔ پیش آنا۔ وقوع پذیر ہونا ——— **تعجیل**۔ جلدی۔ شتابی
تیزی۔ **دولت**۔ حکومت۔ سلطنت۔ راج۔ **تغییر یافتن**۔ انقلاب

ستکار ہوجانا۔ قونسول۔ مفرس ہے "CONSUL" سے مشیر سلطنت انگلیس۔
گلستان۔ انگلینڈ۔ برطانیہ۔ تبریز۔ ایران کے صوبہ آذربائیجان میں ایک مشہور شہر کا نام ہے
تحستہ۔ مقیم۔ ٹھہرا ہوا۔ دیوان بیگی۔ (کبوتروں کی ایک قسم ہے، جسے نامہ و پیام لے
جانے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے) حکومت کا کوئی افسر دربار کا منتظم۔ یا چار۔ ڈاکیہ۔ ہرکارہ
ال، صحابت۔ ہمراہی۔ رفاقت۔ ساتھ۔ تاخیر۔ دیر۔ ڈھیل۔ درنگ۔ سستی
ی فلیپ۔ فرانس کے بادشاہ کا نام ہے۔ اجنّہ۔ جمع از جن۔ بدعمل۔ برے
کام کرنیوالا۔ خطاکار۔ گنہگار۔ پلید۔ نجس۔ قولیر۔ کیسی منحوس گھڑی ہے۔ مایۂ فساد۔ فتور
کی جڑ۔ شرارت کا سبب۔ آفات کا مجموعہ۔ لیس کی پڑیا۔ زہر کی گانٹھ۔ گفتہ۔ حاصل مصدر
گفتن، کہی ہوئی بات۔ بول۔ زبان۔ لرزاں۔ اسم حالیہ از لرزیدن۔ ہانپتی۔ کانپتی۔
تھراتی ہوئی۔ واللہ سبحان دائم۔ قسم ہے اس خدا کی جو سبحان (سب سے بڑا پاک ترین
تعالیٰ۔ جل جلالہ) ہے اور جس کی ذات دائم (ہمیشہ رہنے والی۔ ازلی و ابدی) ہے۔ خود
را کنار کشیدن۔ اپنے آپ کو الگ تھلگ جتانا۔ قطعی لاتعلقی کا اظہار کرنا۔ اپنے آپ کو بری
ٹھہرانا۔ دریں حرف۔ انہی باتوں کے درمیان یہ باتیں ابھی ہو رہی تھیں کہ۔ من ہیچ
نمے دانم کہ سرِ خودم کدام بالین است۔ مجھے تو اپنی بھی خبر نہیں کہ میں کہاں
ہوں۔ میں تو خود پریشانی اور بدحواسی کے جنگل میں پھنسا ہوا ہوں۔ بدرقہ۔ رہنمائی۔
پشتِ سرشاں۔ اُن کے پیچھے پیچھے۔ اُن کے جاتے ہی۔ اُن کے جانے کے فوراً بعد
ہرگز۔ قطعی۔ بالکل۔ ناپدید۔ غائب۔ اوجھل۔ جان را بُردن۔ بچ سکنا۔ رہائی
پانا۔ نقصان سے دور رہنا۔ ضرب رسیدن۔ صدمہ پہنچنا۔ دہل جانا۔ از ہم پاشیدن
بکھر جانا۔ پراگندہ ہوجانا یا کر دینا۔ گول زدن:۔ دھوکا دینا۔ فریب میں ڈالنا۔
اُلو بنانا۔ جُل دینا۔ ساکت و صامت۔ چُپ چاپ، خاموش۔ ہکّی بکّی۔ حیران و پریشان
ششدر۔ ترسناک۔ سہمی ہوئی۔ خوفزدہ۔ خشکیدہ۔ سہمی ہوئی۔ ٹھٹھری
ہوئی۔ سوکھی، سکڑی۔ صم بکم ؛

ترجمہ

{ چوتھی سبھا حاتم خاں آغا کے کمرے میں بیٹھی ہے۔ ایک طرف شہر بانو خانم دوسری طرف شرف نسا خانم اور ایک کونے میں اُس کی دایہ خان پری بیٹھی ہیں۔ رات دو گھڑی گزر چکی ہے شہر بانو خانم سر اوپر اٹھا کر خان پری کو مخاطب کرتی ہوئی پریشانی کے عالم میں پوچھتی ہے۔ }

شہر بانو خانم ۔ خان پری! کیا بات ہوئی جو درویش نہیں آیا؟

خان پری بیگم ۔ جلدی نہ کیجیے گا! ابھی ابھی آجائے گا۔

{ اچانک دروازہ کھلتا ہے اور مستعلی شاہ جادوگر تیوری چڑھائے اندر آتا ہے }

مستعلی شاہ ۔ السلام علیکم۔

شہر بانو خانم ۔ (سر اوپر اٹھا کر) وعلیکم السلام، بابا درویش خوب تشریف لائے (مرحبا) آئیے بیٹھیے!

صفحہ ۵۰ مستعلی شاہ ۔ دیکھو کی بیگم میرے لائق کیا خدمت تھی؟ فرمایئے تاکہ میں دل و جان سے اُسے لانے کی کوشش کروں۔

شہر بانو خانم ۔ بابا درویش! میں نے ایک چھوٹے سے کام کے لیے آپ کو تکلیف دی ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارا شہباز راستے سے بالکل بھٹک گیا ہے۔ ہمارے ہاں ایک فرنگی بھی رہتی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ اس کے ساتھ شہر پیرس کو جائے۔ یہ بھول کر کے کمال رکھنے والی جو بیٹھی ہے اس کی منگیتر ہے۔ اور تیس دن بعد ہمیں ان کا بیاہ رچانا ہوگا۔ بیچاری کو وہ بلبلتی چھوڑ کر جانا چاہتا ہے۔ میں اور حاتم خاں آغا نے ہر چند کہا۔ اور عرض کی، اس نے ان سنی (سنی ان سنی کردی) اب چاہیے کہ تم کوئی ایسا کام کرو کہ شہباز پیرس نہ جاسکے اور تو وطن اسے ساتھ لیجانے سے ہاتھ اٹھالے۔

مستعلی شاہ ۔ بیگم! یہ کوئی معمولی یا آسان کام تو نہیں بلکہ بہت بڑا ہے اور مشکل بھی۔ چاہیے یہ کہ

اس سلسلے میں میرے جادو کا اثر موسیٰ نوروز خان کے سر پر یا شہر پیرس پر ٹوٹے۔

شہر بانو خانم ۔ بابا درویش، میں نہیں سمجھی کہ جادو کا اثر نوروز خان کے سر پر یا پیرس پر کیونکر ٹوٹنا چاہیے۔

مستعلی شاہ ۔ بیگم! مثلاً اگر میں شہباز بیگ کے سر پر ہاتھ اٹھاؤں تو ضروری ہے کہ اس کے جسم پر کوئی جن سوار کر دوں تاکہ اس سفر کا ارادہ اس کے دماغ سے باہر نکال دے لیکن ہو سکتا ہے کہ شہباز اس چیز سے سہم جائے۔ اس کے دماغ میں کوئی خلل واقع ہو جائے۔ وہ بیمار پڑ جائے یا کسی اور نقص کا شکار ہو جائے۔ اس لیے کہ وہ ابھی کل کا چھوکرا ہی تو ہے۔

شہر بانو خانم ۔ واہ فقیر بابا! کوئی خدا لگتی کہو ایسا لفظ منہ سے نہ نکالو۔ یہ سب کھینچا تانی تو محض اس لیے کی جا رہی ہے کہ شہباز ایک دن بھی ہماری آنکھوں کے سامنے سے اوجھل نہ ہو بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اس بات پر راضی ہو جائیں کہ اسکی جان پر جن سوار ہو جائے؟

مستعلی شاہ ۔ تو اس صورت میں ضروری ٹھہرتا ہے کہ پیرس کے ویران اور زیر و زبر کرنے کیلیے دیوؤں اور بھوتوں کو حکم دوں تاکہ شہباز وہاں جانے کا خیال چھوڑ دے۔ یا میں منگل ستارے کو حکم دوں کہ موسیٰ نوروز خان کی گردن مار ڈالے، پھر بھلا اور کون شہباز کو لیجائے گا؟ اس چیز کیلئے اس کے سوا اور کوئی دوا نہیں۔

شہر بانو خانم ۔ فقیر بابا! بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ آخر ایسا کام بھی کوئی ہو سکتا ہے؟

مستعلی شاہ ۔ اجی واہ! بیگم، یہ تو ہوا میرا کام۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں تو کیا آپ نے سنا نہیں کہ میں نے کچھ شیطانوں کو حکم دے رکھا ہے کہ شیخی اور اصولی فرقہ کے طالب علموں میں ہمیشہ کیلئے فتنہ فساد میں دنگہ فساد ڈال کر انہیں کبھی بھی چین سے نہ بیٹھنے دیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ منبر پر چڑھ کر لوگوں کو کھلم کھلا نصیحت کرتے تھے کہ جادو ٹونے کرنیوالوں پر یقین نہ کرو۔ کیا میں وہ نہیں ہوں جس نے کیلیجان نامی بھوت کو جو شیطانی اور ضرر رسانی میں اپنی مثال آپ ہے، علی قلی کے بیٹے آقا علی کے بدن سے اتار کر سانیان کے لوگوں کی جان پر سوار کر دیا ہے؟ اس کمبخت کیوجہ سے دن رات اپنے گھروں کے اندر بھی آرام سے نہیں سو سکتے۔ میں نے تو

ابھی سالیان کے رہنے والوں سے تھوڑا بدلہ چکایا ہے۔ بجڑوروں نے پچھلے سال یہ کہہ کر مجھے سالیان میں داخل نہ ہونے دیا اور نکال بھگایا تھا کہ یہ جگہ مومنوں کا گھر ہے۔ تم فقیر جادوگر یہاں قدم نہ رکھنا۔ اپنے کس کس معرکے کا ذکر کروں! یہ تو اُن کرشموں کے اثر ہوئے تا، جو میں نے ابھی ابھی دنوں دکھائے ہیں۔ اب سے گیارہ سال پہلے میں ارس کے کنارے آیا تھا۔ میری خواہش تھی کہ نخچوان اور شرور کے پرگنوں کے پاس سے ہوتا ہوا ایروان پہنچ جاؤں۔ دونوں پرگنوں کے لوگوں نے ٹانگ اڑا دی۔ یہ کہتے تھے کہ تمہارے پاس پروانۂ راہداری نہیں ہے۔ ہم تمہیں اس دھرتی پر پاؤں نہیں رکھنے دیں گے۔ ناواقف! وہ پروانۂ راہداری نہ رکھنے والوں کو اس طرف راستہ دینا یا گزرنے کی اجازت دینا قانون کی رُو سے منع ہے۔ اس کے باوجود کہ یہ عیار لوگ دن رات اُن آدمیوں کی رہنمائی کرکے انہیں اِدھر اُدھر پہنچا دیا کرتے تھے جنہیں روس کی سرزمین میں ولایتی مال کے لانے کی قانوناً ممانعت ہے۔ میں نے ہر طریقہ سے منت سماجت کی لیکن انہوں نے میری التجا پر کان نہ دھرا۔ میں نے بہتیرے پاپڑ بیلے مگر کام نہ بنا۔ آخر میں نے طیش میں آکر جنوں اور بھوتوں کو حکم دیا اور انہوں نے نخچوان اور شرور کے پرگنوں کے تمام گھروں کو بنیاد سے اکھاڑ کر خاک میں ملیامیٹ کر دیا۔ اس کے علاوہ سے ایک طرف اغری پہاڑ بھی دہل کر زمین پر آرہا اور اگوری کے گاؤں کو لے ڈوبا۔ اس جگہ کے بیچارے آرمنی لوگ (آرمینیا کے باشندے) ابھی اپنے پڑوسیوں کی وجہ سے بس گئے بات کیا! اگر اغری پہاڑ سے کہہ دوں کہ اپنی جگہ سے اکھڑ جا، تو کیا وہ اُکھڑ نہیں جاتا؟ اگر ارس سے کہہ دوں کہ چلنے سے رُک جا، تو کیا وہ جاری رہ سکتا ہے؟ (ہرگز نہیں! کیا پہاڑ اور کیا دریا میرے حکم کی تعمیل سے کوئی بھی منہ نہیں موڑ سکتا)

شہربانو خانم:۔ (مارے حیرانی کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر) رحم کر میرے اللہ!

مستعلی شاہ۔ بیگم اب ٹھہرنے کا وقت نہیں، رات گزری جاتی ہے۔ ذرا فرمائیں، دیکھوں تو سہی کہ موسیٰ ژوردان کب جا رہا ہے۔۔۔!

شہربانو خانم۔ دس دن کے بعد۔

مستعلی شاہ۔ بہت خوب، بیگم! میں ابھی وقت اور ابھی جگہ تمہاری آنکھوں کے سامنے پیرس کی تصویر بنا کر خراب کئے دیتا ہوں اور بھوتوں کو حکم دیتا ہوں کہ ابھی لحظہ پیرس کو ڈھا ماریں۔ اور دس دن تک اسکی خبر موسیٰ ژوردان کو پہنچا دیں تاکہ وہ شہباز کو ساتھ لے جانے کا ارادہ ترک کر دے۔ یا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بڑا سا مرغابی منہ کے سامنے پکڑ کر اس کا نام موسیٰ ژوردان رکھ لیتا ہوں اور ابھی گھڑی اسکی گردن اڑا کر منگل ستارے کو حکم دیتا ہوں کہ وہ بھی اسی طرح سے آنے والے دس دنوں تک بغیر کسی قسم کی جھجک کے موسیٰ ژوردان کی گردن کاٹ ڈالے۔ تاکہ شہباز اس کے پنجے سے رہائی پائے۔ اب فرمایئے کہ آپ کی ذات شریفہ پیرس کی تباہی کو پسند کرتی ہے یا موسیٰ ژوردان کی گردن کے قلم ہو جانے کو؟

غالیہ پری۔ (ہاتھ بڑھا کر تالی بجاتی ہے) دونوں ہی کو، باوا جی! تو کیا ہم فرنگیوں پر کوئی رحم کریں گے؟

شہر بانو خانم۔ دہشت تیرے کی، اری چڑوا! تیرا دل کہیں پتھر کا تو نہیں؟ بیچارے پیرس والوں نے بھلا ہمارا کیا بگاڑا ہے؟ جو ان کے گھروں اور عمارتوں کو ان کے سروں پر گرا دیں۔ اور ہزاروں انسانوں کی ہلاکت کا موجب بنیں؟ ہمارے لئے اگر کسی نے یہ جھگڑا کھڑا کیا ہے تو وہ ہے وہی گلے مڑھے "ٹکے چھیننے والا (موسیٰ ژوردان)، (مستعلی شاہ کی طرف منہ کر کے) باوا جی! جو کچھ تمہارے جی میں آئے وہی کرو۔ یہاں شریفے کی گردن کاٹ دو۔ اور منگل ستارے کو حکم دے دو کہ جب موسیٰ ژوردان اس دریا پار کر چکے۔ تو اس کی گردن اڑا دی جائے۔ شہباز اکیلا رہ جائے۔ اور پھر اس کو عبور کر کے واپس چلا آئے۔ آ کر ادھر پہنچ جائے۔ ایک قصوروار شخص کا مارا جانا ہزاروں بے گناہوں کے مارے جانے سے کہیں بہتر ہے۔

شرف النسا خانم۔ امی جان! ایسا نہ کہو! موسیٰ ژوردان بیچارہ تو ایک بھلا آدمی ہے۔ ان گرمیوں میں ہر روز عجیب و غریب

پھولوں اور کلیوں کے گلدستے بنا بنا کر مجھے شہباز کے ذریعے سے بھیجا کرتا تھا۔ یہ کہہ کر کہ اپنی منگیتر کے پاس لے جاؤ۔ اُسے دے دو۔ تاکہ ان کا نظارہ کرے۔ اُسے ان سرد مقامات میں گھومتے کئی سال ہو گئے ہیں۔ ایسی کلیاں اور پھول بھلا کسی اور نے بھی دیکھے ہیں؟ اور پھر اس نے مجھے ایک آئینہ دے رکھا ہے۔ اس کی پشت پر امریکہ کے ان پھولوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں جو پیرس کے نباتاتی باغوں میں اُگتے ہیں۔ مجھے اپنی بیٹی جان کر چاہتا رہا ہے۔ میں اپنے آپ کو ہلاک کروا لوں گی۔ موسیٰ ژوردان کی گردن ہنس اور نے دوں گی۔ پیرس اگر تباہ ہوتا ہے تو ہو جائے ہماری بلا سے! اگر وہاں کنواریاں اور بیاہی لڑکیاں ننگے منہ نہ پھرتیں، تو شہباز کبھی بھی وہاں نہ جاتا۔ خدا کرے پیرس بھی تلپٹ ہو جائے اور وہاں کی کنواریاں اور دلہنیں بھی موت کے گھاٹ اتر جائیں۔

شہربانو خانم۔ خدا کی قسم! سمجھ نہیں آرہی کہ اس بات پر راضی ہوا جائے! لیکن اور کیا بھی تو کیا جائے؟ شرف نسا بھی تو ٹھیک کہتی ہے۔ موسیٰ ژوردان بیچارہ ہے تو بہت اچھا آدمی۔ قصور اس کا آخر یہی ہے کہ شہباز کو دم جھانسا دیکر پیرس جانے کا خیال اس کے دماغ میں ہٹھا بیٹھا ہے! نظر آتا ہے کہ پیرس کے لوگ بہت بُرے ہیں۔ جبھی تو خدا کے حکم سے یہ جادوگر فیض ہم کو مل گیا ہے۔ تاکہ ہم اس کے جادو سے اس جگہ (پیرس) کو کچل کر رکھ دیں۔ (مستعلی شاہ کو مخاطب کر کے) درویش بابا! دیوؤں اور بھوتوں کو حکم دیجیو کہ پیرس کو تباہ کر ڈالیں۔

مستعلی شاہ (خان پری سے خطاب کرتا ہوا) اری ماسی خان پری! باہر جا کر میرے شاگرد غلام علی سے کہنا کہ میری خورجی گھوڑے کی پیٹھ پر سے فوراً پکڑ کر اُٹھا لائے۔ (خان پری اُسی وقت اٹھ کر باہر چلی جاتی ہے) حاتم خاں آقا اور

شہباز بیگ اِس وقت کہاں ہیں ؟

شہربانو خانم - گھڑسال سے واپس آکر اُدھر ایک کمرے میں سو رہے ہیں۔

مشتعلی شاہ - بیگم! دیکھنا! اُن کو یا کسی اور کو اِس بھید کے متعلق، نہ تو اِس وقت اور نہ ہی پھر کبھی خبر ہونے پائے۔ یاد رہے ("ہا" حرفِ تنبیہ ہے) ورنہ کسی صورت بھی جادو کا فائدہ نہیں ہوگا۔ (طلسم ٹوٹ جائے گا)

شہربانو خانم - باداجی! اِس بارے میں رتی بھر بھی فکر نہ کرو۔ (اِسی دوران دروازہ کھلتا ہے اور غلام علی ہاتھ میں خورجی پکڑے، خان پری کے ساتھ اندر آتا ہے)

غلام علی - السّلام علیکم

مشتعلی شاہ - وَ علیکم السّلام، خورجی کو زمین پر رکھ دو۔ اِس کے اوپر لگی گانٹھ کو کھول کر اِس میں سے کاغذ کے دو ٹکڑے باہر نکالو جن پر شکلیں بنی ہوئی ہیں۔

غلام علی - (ایک ایسی زبان میں جسے یہ عورتیں نہ سمجھ سکیں، یعنی فقیروں کی خاص زبان میں) کیا کرنا چاہتے ہو ؟

مشتعلی شاہ - میں چاہتا ہوں کہ شہر پیرس کا ڈھانچہ بنا کر دیوؤں کو حکم دوں کہ آن کی آن میں اسے درہم برہم کر ڈالیں۔ جیسا کہ میں خود ان بی بی صاحبہ کے سامنے ابھی ابھی زیروزبر کروں گا۔

غلام علی - (ہنستا ہوا) بھلا کس لیے ؟

مشتعلی شاہ نئے نئے ڈھلے ہوئے تُو با جا تلو کے لیے جو اِسی وقت ان بی بی صاحبہ سے اِسی مطلب کے لیے بٹوروں گا۔

غلام علی - (ہنستا ہوا) بہتر، تو ان بی بی صاحبہ کو فرانس کی راجدھانی اور وہاں کے لوگوں سے کیا دشمنی ٹھہری ؟

مشتعلی شاہ :- یہ قصّہ تو بہت لمبا چوڑا ہے۔ اِس کے بیان کرنے کا موقع نہیں۔ کاغذ کے ٹکڑوں (تختیوں یا ذنبیول) کو خورجی

غلام علی - ابھی لیجئے! لیکن میری عقل تو اس بات کو نہیں مان سکتی کہ اتنا بڑا مشکل کام بن جائے گا۔ معلوم نہیں، کہیں دل لگی تو نہیں کر رہے ہو؟ آخر کیا بڑ ہانک رہے ہو؟ آنکھ جھپکتے پیرس تباہ ہو جائے، کیا معنی؟

مستعلی شاہ :- (ٹھٹھا مار کر) کیا معنی" کیوں؟ اے چھوکرے، یہ بی بی صاحبہ ابھی ابھی مجھے اس مقصد کے لئے نئے "سو باجاتلو" دیں گی۔ اور پھر جادو کا اثر ہونے کو دس دن کی مہلت بھی تو ہے۔ طرّہ اس پر یہ کہ کسی کو بھی اس بھید کا علم نہیں۔ اور نہ ہی ہو سکے گا۔ جب مجھے باجاتلو مل جائیں گے میرے ہاتھ پاؤں تو کسی نے باندھ ہی نہیں لئے ہوں گے۔ کیا میں دس دنوں میں بھی اپنے آپ کو یہاں سے دور نہیں لے جا سکوں گا؟ وہاں کون ہوا میرا سراغ نکالنے والا؟ میرے (جا چکنے کے) بعد چاہے کچھ بھی ہو مجھے اس سے کیا؟ اگر دس روز تک پیرس تباہ ہو گیا تو بغیر کسی واقعہ کلکل کے یہ باجاتلو (قطعی طور پر) ہضم کر جاؤں گا۔ اور ڈکار تک نہیں لوں گا بھلا تمہیں کیا پتہ ہے؟ ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک کسی قدرتی حادثے کی وجہ سے پیرس اجڑ جائے یا اس قسم کے انہونے حادثے دنیا میں پیش نہیں آتے رہے؟

غلام علی - (کاغذ کے ٹکڑوں کو خورجی سے نکالتے ہنستا ہوا) اس آخری فقرے کو میری عقل کسی حال میں بھی نہیں مان سکتی۔ فضول وہم ہے۔

مستعلی شاہ :- (ہنسکر) تو کیا اس سے پہلے کے فقرے کو تمہاری عقل مان رہی ہے؟ کیا وہ بھی فضول وہم نہیں؟

غلام علی :- (ہنستا ہوا) ہاں تو، اس میں بھلا شک ہی کیا ہے؟ (گویا پیرس کی تباہی اور شہر بانو خانم سے سو باجاتلو بٹور لینا، دونوں ہی امکان سے بعید باتیں معلوم ہوتی ہیں!)

مستعلی شاہ ۔ اچھا تو، اب ایسے بے فائدہ سوالوں سے مجھے مزاحمت نہ کرتے جاؤ۔ چلو، گھوڑوں کے پاس میرا انتظار کرو ۔ مجھے بھی ایک گھڑی کے بعد اپنا عمل (منتر بازی اور کیسہ تراشی) ختم کر کے آیا جانو ۔ پھر سوار ہو کر لوٹ جائیں گے۔ (غلام علی نکل جاتا ہے) خان پری خالہ! اٹھو دروازہ خوب مضبوطی سے بند کر دو۔ کوئی آنے نہ پائے ۔

(خان پری اٹھتی ہے۔ دروازے کو بند کر دیتی ہے۔ اور آکر بیٹھ جاتی ہے)

مستعلی شاہ :۔ (اپنی خاص زبان میں آپ ہی آپ بڑبڑاتا ہوا) یہ بھولی بھالی عورتیں بھی عجیب عقل کی اندھی ہوتی ہیں۔ بغیر سوچے سمجھے یقین کر لیتی ہیں کہ میں قراباغ ہی میں بیٹھا بیٹھا پیرس کو آن واحد میں تباہ و برباد کر سکتا ہوں ۔ یا میرا اشگل دیوتا دریائے ارس کے اس پار موسیو ژوردان کی روانگی کے وقت اسکی گردن اڑا سکتا ہے !

شہر بانو خانم :۔ باواجی! کس کے ساتھ باتیں کر رہے ہو؟ کیا کہہ رہے ہو؟

مستعلی شاہ ۔ :۔ بیگم منتر پڑھ رہا ہوں تاکہ ہمارا کام بن جائے۔ جن، بھوت خبردار ہو جائیں کہ میں کس خیال میں ہوں۔ (اس کے بعد ٹاٹ کو اوپر اٹھا کر پہلے تو ایک دائرہ کھینچتا ہے پھر کہتا ہے) یہ دائرہ رہا پیرس! (پھر کاغذ کے تختوں کو ایک دوسرے سے جوڑ کر کمروں کو ٹھڑیوں کی شکل میں دس بارہ چھوٹے بڑے مکان سے دائرے کے اندر بنا کر کہتا ہے) یہ رہیں پیرس کی عمارتوں اور گھروں کی تصویریں! (اس کے بعد شہر بانو خانم کیطرف متوجہ ہو کر) فرمایئے، اب میں حکم دوں کہ (جن اور بھوت) دیکھتے ہی دیکھتے پیرس کو تہ و بالا کر کے رکھ دیں؟

شہر بانو خانم :۔ ہاں تو، ہمیں اور کیا کرنا ہے؟ خدا اس تمام فتنے کی جڑ پر

بلا نازل کرے۔ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس رہا ہے، بے چارے پیرس والوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا تھا۔ اس کی لعنت وہاں کی کنواریوں اور بیٹیوں پر پڑے جو جوان لڑکوں اور مردوں کے ساتھ مجلسوں میں ہمیشہ ایک ہی جگہ کھلے منہ بیٹھ کر ادھر اُدھر کی بات چیت میں لگ جاتی ہیں۔ اور لوگوں کو بہکا کر بدراہ کر دیتی ہیں۔ باواجی! تم بس اپنا کام کرتے جاؤ۔

مستعلی شاہ ۔ بیگم! میرے ہاتھ کی محنت اور دیوؤں کا انعام تو خدا عطا فرمائے گا۔

شہر بانو خانم ۔ فقیر بابا! بھلا دیوؤں کے لئے انعام کی کیا ضرورت پڑی ہے؟

مستعلی شاہ ۔ اجی واہ۔ بیگم! تو کیا میرے دیو بغیر کسی مزدوری اور تنخواہ کے راہِ مولا خدمت کرنے والے ہیں؟ میں (کشور سنگھ) وزیر عبد علی بیگ تھوڑا ہی ہوں کہ انہیں گالی گلوچ (تھپڑ اور تبرّوں) کے علاوہ اور کچھ دوں ہی نہیں۔ اور یونہی دھمکاتا رہوں! بیگم! تو آپ کا خیال یہ ہے کہ میں اپنے دیوؤں کو خالی باتوں ہی باتوں میں رکھتا ہوں؟ بلکہ اس قسم کے معرکوں کے لئے تو مجھے ضروری ہے کہ ان کی دعوت کروں۔ ہنسی ٹھٹھول بگھاروں اور ان کو کھیل کود سے خوش رکھوں جب تک کہ دمدار ستارے ان کو مار پیٹ کر ہلاک نہیں کر دیتے۔

شہر بانو خانم ۔ دمدار ستاروں کی مار کٹائی تک، فقیر بابا، اس کا کیا مطلب؟ تو کیا بعد میں دمدار ستارے انہیں مار پیٹ کر جان سے مار ڈالیں گے؟

مستعلی شاہ :۔ (ہنستا ہوا) آپ کو بھی دُور کی سوجھی (یہ بھی آپ نے ایک ہی کہی) تو کیا جن بھوت مفت ہی میں اس قدر بے گناہوں کے قتل کا موجب بنا کرتے ہیں اور ایسے خوبصورت شہر کو بلاوجہ ہی تباہ کر ڈالتے ہیں؟ اتنے بڑے گناہ کی سزا کے طور پر قہرِ الٰہی ان پر نازل نہیں ہوگا؟

شہر بانو خانم :۔ بہتر، باواجی! اب جب کہ یہی ماجرا ہے، تو انہیں اپنی جان کا ڈر کیوں نہیں، اور کس لئے وہ ایسے کام پر اتر آتے

ہیں؟

مستعلی شاہ:- ایک تو میرے حکم کو بجالانے کی غرض ہے، اور پھر یہ بھی تو ہے کہ وہ بیوقوف ہیں۔ اُنکی سرشت ہی کچھ چاہتی ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کریں، تو اُنہیں کل نہیں پڑتی۔ (آرام نہیں آتا) اگر شیطان نہ ہوتے تو دنیا میں کسی صورت بھی کوئی بُرا کام نہ ہوتا۔ اور بنی نوع انسان کو کوئی بھی بُرے کاموں سے سالقہ نہ ڈالتا۔

شہربانو خانم:- بابا فقیر سچ کہتے ہو تم! دیووں کو کسقدر انعام دینا ہوگا؟

مستعلی شاہ:- میں زیادہ تو چاہتا ہی نہیں۔ بس وہی کچھ جو آپنے وعدہ کیا ہے! ایک سو باجاقلو، بیگم!

شہربانو خانم۔ بابا فقیر یہ زیادہ تو نہیں؟

مستعلی شاہ۔ بھئی واہ! ہزار تومان کے شہر کو ویران کرانے پر تلی ہوئی ہیں آپ اور ایک سو باجاقلو اس کیلئے دینی تو زیادہ ہیں!

شہربانو خانم۔ (اپنی بیٹی سے) شرف نسا، میری بچی! روپوں والی صندوقچی کو ادھر لاؤ۔

{ شرف نسا خانم جھٹ سے اُٹھ کر سامان میں سے روپوں کی صندوقچی اُٹھا کر سامنے لارکھتی ہے۔ شہربانو خانم اس کا ڈھکنا کھولتی ہے۔ اور سے نیچے ڈھلتے ہوئے ایک سو باجاقلو نکال کر گنتی ہے۔ }

شرف جان! اب تمہاری شادی کے خرچ کے لئے اور روپیہ نہیں رہا۔

شرف النسا خانم:- (ایسا ہی) ہوگا ("باشد" کی بجائے اگر "نباشد" پڑھیں تو مطلب ہوگا "نہ سہی") امی جان پھر وہ ایک سو ٹھوٹے بھیج ڈالیں گے۔ رقم پوری کی پوری ہو جائے گی۔

شہربانو خانم۔ سچ کہتی ہو میری بچی! مال جان کا صدقہ ہے۔ کان اور ناک سر کی

بلا کو روکنے ہی کے لئے تو ہیں۔ (منہ پھیر لیتی ہے) لیجئے فقیر بابا! (سونے کے سکّے مشعلی شاہ کو دیدیتی ہے۔ فقیر انہیں پکڑ کر اپنی بغلی جیب میں سمیٹ لیتا ہے۔ جھٹ آستین کو اوپر چڑھا کر بقچی میں سے ایک کتاب باہر نکالتا ہے۔ اسے کھول کر ورق الٹنے پلٹنے لگتا ہے۔ کچھ نقشہ دار صفحوں کو دیکھ دیکھ کر سر اوپر اٹھاتا ہے)

مشعلی شاہ :- ہاں تو اب عمل ختم ہوگیا۔ پیرس کا شہر برزخ تقریب کے نیچے واقع ہوگیا ہے۔ اسی برزخ کی تاثیر ہی تو ہے جس کے باعث اس شہر سے کبھی بھی آفتیں نہیں ٹل سکیں گی۔ (پھر اٹھ کر ہاتھ میں ایک چھڑی تھام کر شہر بانو خانم اور اس کی بیٹی سے مخاطب ہوتا ہے) تو بیٹیو! اب ڈرو نہیں، اپنے دل کو ٹھکانے رکھو۔ (اس کے بعد آنکھوں کی پلکوں کو پھیر کر اپنی شکل ڈراؤنی بنالیتا ہے اور یہ منتر پڑھتا ہے) دغدغیا فقند، تب الگری گرنڈی، تب الگھوٹا، بینڈی بینڈی جینڈی! (اپنے دائیں بائیں پھونک کر دیوؤں اور بھوتوں کو دہشتناک ناموں اور آواز سے پکار کر حکم دیتا ہے۔) او بلیخا، او ہلیخا، او سلیخا! پیرس کو اپنی جگہ سے اکھاڑ دو۔ اور چشم زدن میں زمین کے ساتھ ہموار کردو۔ جبکہ میں اس شکل کو تثلیث کر کے نحس تخمیس کئے دیتا ہوں! (ایک قدم پیچھے ہٹتا ہے جو چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی اس کو اوپر اٹھا کر دائیں ہی کی طرف منہ کر لیتا ہے۔ گھروں اور چھوٹے چھوٹے گھروں کی شکلوں کو جو اس نے دفینوں سے بنا رکھی تھیں، پیٹنے لگتا ہے اور ان سب کو بکھیر ڈالتا ہے۔ پھر ایک لمحہ بھر کے لئے ٹھہر کر شہر بانو خانم سے خطاب کرتا ہے۔) بیگم تمہیں کامیابی مبارک ہو! پیرس تباہ ہوگیا۔ اب مجھ سے راضی ہوگئی ہو یا نہیں؟

شہر بانو خانم :- کیوں نہیں، بابا درویش؟ ہم بہت راضی ہیں۔ لیکن صرف دقت اس بات کی ہے کہ پیرس کی تباہی کی خبر جلد ہی موسیو نعدان کو

رہ جائے۔ تاکہ اسے اپنی ہی افراتفری پڑ جائے اور شہباز کا پیچھا چھوڑ دے۔ لیکن مجھے یہ نہیں سمجھ پڑتا کہ پیرس سے لیکر یہاں تک یہ خبر اتنی جلدی سے کون لا سکیگا؟

مستعلی شاہ :- (کھکھلا کر) خا خا خا! بیگم! وہ شخص جو آنکھ جھپکتے ہی یہاں بیٹھے بیٹھے پیرس کو ملیامیٹ کر سکتا ہے کیا وہ ایک لمحہ میں، یا ایک گھڑی میں یا ایک دن میں، دس روز تک، وہاں کی خبر یہاں نہیں پہنچا سکتا۔؟ کس خیال میں ہیں آپ؟

شہر بانو خانم :- سچ کہتے ہو بابا جی! لیکن لطف تو جب ہے کہ یہ خبر اسی وقت موسیٰ ژوردان کو پہنچ جائے اور وہ ہمارے سر سے ٹل جائے۔

[اسی دوران گھر کا دروازہ اچانک کھٹکھٹایا جانے لگتا ہے، اس قدر زور سے کہ گویا ابھی ٹوٹا کہ ٹوٹا۔ دروازے کے پیچھے بیقراری کے عالم میں موسیٰ ژوردان کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ درویش مستعلی شاہ جلد ہی کاغذ کے تختوں کو سمیٹ کر خورجی میں ڈال دیتا ہے۔ اور خورجی کو کندھے پر رکھ کر اس پردے کے پیچھے چلا جاتا ہے جو سامان رکھنے تک رہا ہوتا ہے وہاں چھپ جاتا ہے۔ موسیٰ ژوردان دروازے کو تراخ تراخ پیٹتا ہے۔ اس کے ٹوٹ جانے میں تھوڑی ہی کسر رہ جاتی ہے۔ حاتم خان آقا اور شہباز بیگ کو پکار پکار کر کہتا ہے، ارے دروازہ کھولو! شہر بانو خانم پریشانی کی حالت میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ڈرتی ڈرتی جاتی ہے۔ اس کی بیٹی، اشرف نسا خانم، بڑے زور سے تھر تھر کانپنے لگتی ہے۔]

خان پری :- (آہستہ آہستہ گھٹنے پیٹتی ہے) ہائے میری ماں! ارے میرے ابا! ہائے ہائے!

(شہر بانو خانم دروازہ کھولتی ہے)

موسی ژوردان۔ (ہانپتا ہوا) کہاں ہے حاتم خاں آقا ہو کدھر ہے شہباز؟
شہربانو خانم۔ (ڈرتی ہوئی) دونوں شرف نساء کے کمرے میں ہیں۔ صبح گھڑ سال کی جانچ پڑتال کے لیے گئے تھے۔ بہت تھکے ٹوٹے تھے۔ وہیں پڑے سو گئے ہیں۔
موسی ژوردان۔ (چلا کر ہانپتا کانپتا) بیگم وہ ابھی وقت جاگیں! میں جارہا ہوں۔ اب ٹھہر نہیں سکتا! ارے پیرس! افسوس ہے تجھ پر! اے تولیر! افسوس تیری قسمت! اری خوبصورت راجدھانی! ہائے تیرے نصیب۔ فرانس کی شاہانہ حکومت کا چراغ گل ہوگیا! اف مجھے بدنصیب پیرس! میرے اللہ! ہائے میرے مولا!
شہربانو خانم:۔ حکیم صاحب کیا ماجرا ہے؟ آخر ہوگیا کیا؟
موسی ژوردان:۔ فرانس برباد ہوگیا۔ تولیر زمین پر گر پڑا۔ پیرس اجڑ گیا۔ اف رے بدبخت پیرس۔ ہائے رے بدنصیب تولیر!
شہربانو خانم:۔ یا خداوند شکر ہے تیرا! رحم کر!
موسی ژوردان۔ اس پاکیزہ سلطنت فرانس کا خوبصورت شہر پلک مارتے ہی کچھ اس طرح سے اجڑ گیا کہ گویا اس کا کبھی وجود ہی نہ تھا۔ عقل سمجھ نہیں سکتی کہ یہ معاملہ کیا ہے! کیا جادو ہوگیا؟ بڑا قہر ہوا! میرے اللہ! میرے مالک! بڑا غضب ہوگیا!
شہربانو خانم:۔ کیسا جادو، حکیم صاحب؟ تو کیا پیرس جادو کے زد سے غرق ہوگیا۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟
موسی ژوردان:۔ (وحشت کے ساتھ بلند آواز میں) بے شک جادو ہوگیا! ایسا حادثہ ہوگیا ہے کہ لوگ ہکے بکے رہ گئے ہیں۔ دم کے دم میں بیٹھے بٹھلائے پیرس ویران ہوگیا!

[یہ سنکر شرف نساء خانم پر اور کبھی شدت سے کپکپی اور تھرتھری طاری ہو جاتی ہے۔ اس کی آنکھ اس پردے پر لگی ہوئی ہے، جس کی اوٹ میں

باداجی چھپے ہیں)

خان پھوپی :— (کھسر پھسر کرتی ہوئی) ہائے میرے ابا! ہائے میری ماں!

{اتنے میں شور وغل کے سبب حاتم خاں آقا اور شہباز بیگ جس کمرے
میں سوئے ہوئے تھے، جاگ اٹھتے ہیں۔ اُن کے ہاتھ پاؤں پھول
جاتے ہیں۔ صرف ایک ہی کرتہ پہنے اُس طرف کو دوڑتے ہیں۔ جدھر
سے موسیٰ ژوردان کی آواز آرہی تھی۔}

موسیٰ ژوردان :— (اُن کو دیکھتے ہی) اُفوہ! آگئے آپ؟ حاتم خاں آقا، شہباز
بیگ، تمہیں خدا کی قسم! میرے لئے فوراً گھوڑے تیار کرو۔ مجھے ابھی وقت
یہاں سے کوچ کرنا ہے۔ میں ذرا سی ڈھیل بھی نہیں کر سکتا۔ تم بھی گھوڑوں صفحہ ۶۲
پر چلو! مجھے ارس کے اس پار چھوڑ کر واپس چلے آنا!

حاتم خاں آقا :— (حیران ہوکر) حکیم صاحب! کیا حادثہ پیش آگیا؟ آپ کے اس
قدر جلد چل دینے کی کیا وجہ ہوگئی؟

موسیٰ ژوردان :— (اونچی آواز سے) پیرس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ تولیر
گر پڑا۔ فرانس کی سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا، سلطنت میں انقلاب آگیا! انگلستان
کے مسٹر مقیم تبریز کی طرف سے ابھی ابھی آپ کے سفیر نے مجھے اس مطلب کی چٹھی
بھیجی ہے اور اس خبر کی اطلاع دینے کے بعد لکھا ہے کہ ڈاکیہ، ضروری کاغذات
لیکر، فوراً لندن جا رہا ہے۔ ارس کے کنارے میرا انتظار کر رہا ہوگا۔ ان بارہ
گھڑیوں کے اندر اندر مجھے اس سے جا ملنا چاہیے۔ اگر میں نے دیر کر دی تو ڈاکیہ
چلا جائے گا۔ اس صورت میں میں اکیلا اتنی جلدی سے اپنی سلطنت میں نہیں
پہنچ سکوں گا۔ لوئیس فلپ انگلستان کو دوڑ گیا ہے۔ یا میرے اللہ، ہائے
میرے مولا!

حاتم خاں آقا :— (حیرانی سے) حکیم صاحب! پیرس کو کس نے تباہ کر دیا؟ کس کے

ہاتھوں زیر وزبر ہو گیا!

موسی تورودان:۔ (بیقراری کی حالت میں) شیطانوں نے، جنوں نے، دیووں نے، بھوتوں نے، بُرے کام کرنے والوں نے، کس کس کا نام لوں؟ اچھا تو حاتم خاں آقا گھوڑے لاؤ! دیر کرنے کا وقت نہیں! ہائے رے بدنصیب پیریس! کیسی منحوس گھڑی ہے! کتنا بڑا ظلم ہو گیا! ہائے رے یہ آفت!

(حاتم خاں آقا یہ باتیں سنکر بچہ حیران ہوا جاتا ہے۔ ادھر شرف نسا خانم بہت شدت کے ساتھ تھر تھرانے لگتی ہے۔ شہباز بیگ اسکی حالت کو بھانپ کر تعجب کرتا ہے۔ اُسکی طرف مُنہ کر کے اور نزدیک آجاتا ہے اور چپکے سے ہنستا ہوا پوچھتا ہے۔)

شہباز بیگ:۔ تو کیوں کانپ رہی ہے؟ اری فساد کی جڑ؟ یقیناً پیریس میرے ہی کہنے سے تباہ و برباد ہوا ہے تاکہ میں وہاں کبھی نہ جا سکوں! صفحہ ۴۳

شرف نسا خانم:۔ (کانپتی ہوئی مدھم آواز سے۔ اس کی نظر پردے کی طرف ہے۔ جہاں درویش چھپا ہوا ہے۔) مجھے قسم اس ذاتِ پاک و جلال کی! مجھے تو کسی بات کا بھی علم نہیں۔ میرا اس میں کوئی قصور نہیں!

شہباز بیگ:۔ (ہنس کر) اور لو۔ ذرا دیکھو تو سہی کہ کیونکر قسمیں کھائے جاتی ہے۔ چکنی چپڑی باتیں بنانے والی لڑکی! اپنے آپ کو بے قصور ٹھہرا رہی ہے! اچھا، تو پھر کانپ کیوں رہی ہو؟ اور پھر اگر تم ایسی پری نادی پیریس کو برباد بھی کروا ڈالے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

(یہ باتیں ابھی ہو ہی رہی تھیں)

شہر بانو خانم:۔ (موسی تورودان کیطرف متوجہ ہو کر) حکیم صاحب! شہباز کو بھی ساتھ لے جا رہے ہو نا؟

موسی تورودان:۔ کیا کہہ رہی ہو تم بیگم؟ مجھے تو اپنے آپ کی بھی سدھ بدھ نہیں

ہی! شہباز کو بھلا میں کہاں لیجاؤں گا؟ خانم خاں آقا جلدی کیجیئے! گھوڑوں پر چڑھیئے میری رہنمائی کیجیئے! صبح ہونے تک مجھے ارس کے کنارے پہنچ جانا چاہیئے۔ اف یہ منحوس گھڑی! غضب ہو گیا! آہ رے میرے مولا!

خانم خاں آقا :- شہباز، آؤ چلیں۔ ذرا دیکھوں تو سہی کہ ہم کیا کر سکتے ہیں! یہ کیا انہونی آفت آ پڑی؟

{دونوں کمرے سے باہر چلے جاتے ہیں۔ ان کے فوراً بعد موسیٰ ژردماں بھی نکل جاتا ہے۔ ان کے بعد درویش مستعلی شاہ پردے کے پیچھے سے دبے پاؤں باہر آتا ہے۔ خورجی کو کندھے پہ رکھ کر، سر کو نیچے جھکائے، عورتوں کی طرف غلط بھی توجہ نہ دیتا ہوا تو دو گیارہ ہو جاتا ہے۔ (نظروں سے اوجھل)}

شہر بانو خانم :- خان پری! دیکھا تو نے! کیا کچھ ہو گیا!

خان پری :- بیگم! میں نہ تم سے کہتی تھی کہ اس درویش کے ہاتھ سے کوئی چیز بھی اپنی حفاظت نہیں بچا سکتی! میں تو اب بھی ڈر رہی ہوں کہ ہیر حس کی تباہی سے وہاں کہیں دوسرے شہر بھی غرق نہ ہو گئے ہوں! جیسا کہ درویش نے بتایا نخجوان اور شروے کے پرگنوں کی بربادی سے ایک طرف آندری بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ گیا تھا۔

شہر بانو خانم :- بیشک! اس کے بعد وہ بھی کوئی ایسی بات نہیں! عجیب چیز تو یہ ہے کہ نہ برادری ہم لوگوں کو ہمیشہ یہی کچھ کہا کرتی ہے۔ کہ جادو پر یقین نہ کرو۔ جب انسان اپنی آنکھوں سے ایسے اچنبے دیکھے تو پھر بھلا جادو پر یقین نہ کرتا ہے۔

خان پری :- اونہہ، بیگم! برادری کو اگر عقل ہوتی تو ہم انہیں ہر ہر قدم پر کیوں ہزار ہزار دفعہ فریب دے سکتیں۔ ہم جو چاہتی ہیں کر لیتی ہیں!

(شرف نسا خانم چپ چاپ سہمی ہوئی، سنّاٹے میں ششدر سی رہ جاتی ہے۔)

پردہ گرتا ہے

سیرت نگاری

افرادِ تمثیل کے خصائل

موسیٰ ژوردان

پیرس کا رہنے والا ایک دانا آدمی ہے۔ تحقیق و تدقیق کا شوق جنوں کی حد تک رکھتا ہے۔ جڑی بوٹیوں کی تلاش کرنے کو قراباغ میں ٹھہرا ہوا ہے۔ اُسے اپنی تحقیق اور دریافت پر بڑا ناز ہے۔ اسی کے بل بوتے پر اسے بعید عزت اور نام پانے کی امید ہے۔ حاتم خاں اور اُس کے گھر والے حکیم نباتات کی بہت قدر کرتے ہیں۔ اُس کیلئے ان سب کے دل میں خلوص ہے۔ اس کی احسان شناسی اس بات کی متحرک ہوتی ہے کہ وہ شہباز بیگ کو اپنے ساتھ لے جاکر اُس کی کماحقہ، تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ ہو اور اپنی حکومت سے اُس کو انعام بھی دلائے۔ آخر کیوں نہ ہو؟ بیچارہ آدم خوب است۔ موسیٰ ژوردان کبھی کبھی لطیف طنز سے بھی کام لیتا ہے۔ مثلاً حاتم خاں آقا کی بے تکی دلیلوں کا یہ جواب دیتا ہے "تعجب می کنم مثلِ شما مرد کہن سال، مطلع از قواعدِ منطقیہ، با این ہمہ عقل و فراست، چرا تا این زمان یکے ازین مشورت خانہا بلکہ ارکانِ مشورت داخل نہ شدہ اید"

اُس کی حبِ وطنی میں ذرا بھی شک نہیں ہو سکتا۔ کس بے تابی کے ساتھ شہر بانو خانم سے کہتا ہے! "خانم! بابد ہمیں حالا بیدار شوند۔ من می روم۔ نمی توانم بایستم۔۔۔۔"

حاتم خاں آقا

قراباغ کا رہنے والا اور اپنی بستی کا مکھیا ہے۔ اگرچہ زندگی کے بہت سے نشیب و فراز

دیکھنے سے نہایت تجربہ کار ہو چکا ہے۔ لیکن علمی حیثیت سے اس کی معلومات کا دائرہ بالکل تنگ ہے اور اس کے منطق کی پرواز بہید محدود۔ مثال کے طور پر مشرق اور مغرب کے تمدن کا موازانہ کرتے وقت حضرت کی گل افشانی ملاحظہ ہو: "اینجا آشکار پیشکش مے گیریم، آنجا پنہاں مے گیرند، ما ہمہ چیز با در مے کنیم، آنہا ہیچ چیز معتقد نمے شوند۔ میانِ مازن زیادہ گرفتن عادت است، در پاریس شوہر زیاد کردن۔"

اگرچہ بادی النظر میں یہ الفاظ حاتم خاں آقا کی لاعلمی پر دلالت کرتے ہیں، تاہم مُصنف کی اصلی غرض مشرقی ذہن کی معصومیت کا اظہار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مغربی تمدن پر ایک لطیف چوٹ کی گئی ہے۔

حاتم خاں آقا کی علمی تنگ نظری اس بات سے ثابت ہو جاتی ہے: "برائے یک زباں زیادہ تر دانستن عقل بیشتر نمے شود"

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ یہ سیدھا سادہ عقلمند بوڑھا نہایت مہمان نواز اور ایک بامروت شخص ہے۔ ویسے بھی مردم شناس ہے۔ موسی ژوردان کی دل سے عزت کرتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی سلیم الطبعی ہے۔ ہر معقول بات کو ماں جانے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتا ہے۔ "ضعیفہ! دیگر چہ بکنیم؟ بگذار برود! کلاہت را بگردانی سال مے آید، مے گذرد۔ جو الدست، دلش مے خواہد برود، پاریس را بہ بیند......"

شہر بانو خانم

حاتم خاں آقا کی بیوی ہے۔ مزاج کی ضدی اور زبان کی تُند۔ اگرچہ اپنے مہمان موسی ژوردان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور خوب دل کھول کر اس کی آؤ بھگت کرتی ہے پھر بھی جب اُسی مہمان سے اُس کی خواہش کے خلاف کوئی بات ہو جاتی ہے تو اس کی عزت کی کوئی پرواہ نہ کرتی ہوئی اُس کی موجودگی میں اپنے

اپنے خاوند سے کہتی ہے: "من اند او ہم لیچ چ قرآم" کنے گذارم، اگر شہباز را گر استم پادلیس
بردو، اب لچک لچک چنگیہا باشد!" جو بات بھی اس کے منہ سے ایک بار نکل جاتی
ہے اُسے پورا کرکے ہی دم لیتی ہے۔ پوری بیدھڑک ہے اور طنز آمیز جواب چست
کرنے میں اچھی خاصی مہارت رکھتی ہے۔ "در فرنگ چہ فادوست دارد؟ مردہ شور
پلولیس مردہ است!؟" ایک اور جگہ طنز بہ حاضر جوابی کا حق ادا کرکے دکھا دیتی ہے: "بہ بینی
کدام گدا ہا دزد شدند، راہ زدند!" یا "حکیم صاحب! شہباز را ہم کو شے بریدہ؟ بادلن
تولہ" یا دونی کی کھری اور اصلی بات کہتی ہے۔ اسے جب کسی سے کوئی مطلب نکالنا ہو
اس پہ جان چھڑکنے سے نہیں رکتی۔ اور اس ضمن بہانے میں بھی دریغ نہیں کرتی۔ "بچہ
مال خدائے جان است" عیاری میں عمدہ دسترس رکھتی ہے: "من ہمیں حالات میرزد قم
بیرون، ہر دو دا بخانہ مے کنم لبتر کشتی ایلچی وسے بیارم بس از آن خون بود اطاق شرف نیا
بخوابند کہ امشب اینجا آب گرم کردہ سر شرف بپاشند خواہم شست" اور جب کسی
سے اس کی آنکھ بدل جاتی ہیں اس کا ناک میں دم کردیتی ہے۔ اُسے اپنی بیٹی سے
بہت انس ہے۔ اس کے لئے ہر کام کرگزرتی ہے اور اگر کچھ حد تک کسی کی
بات مانتی ہے تو صرف اُس کی۔ فنی اعتبار سے ایرانی عورتوں کی جہالت
کا نقشہ اتارنے میں، اس کی خوش فہمی نہایت قابل رحم ہے۔ "عجب آن است
کہ مرد ہا ہمیشہ بما ہا مے گویند، بجا دو باد رد نگذارید"